https://famousurdunovels.blogspot.com/
عشق
نور الہدیٰ
https://primenovels.blogspot.com/

عشق

از قلم ـــــ نور الہدیٰ

مکمل ناول

" کون ہو تم ؟ اور مجھے یہاں کیوں لائے ہو ؟ دیکھو مجھے جانے دو ،میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔میرے بابا میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔پلیز مجھے جانے دو۔"

" آپی ! اٹھیں ،سب ٹھیک ہے۔"

نیہا نے سوئی ہوئی نایاب کو جھنجھوڑا۔وہ ایک جھٹکے سے اٹھی۔سامنے اپنی چھوٹی بہن کو بیٹھے دیکھ اس کے حواس بحال ہوئے۔وہ اس کے گلے لگ کر رونے لگی۔

" آپی ! مت روئیں ،سب ٹھیک ہے ،اسے برا خواب سمجھ کر بھول جائیں۔"

نیہا جو اس سے چھ سال چھوٹی تھی اس نے اسے سمجھایا۔

" نہیں بھول پا رہی میں ،مجھے ایسا لگتا ہے جیسے وہ لوگ ابھی آجائیں گے یہاں اور ---"

وہ مزید کچھ نہ بول پائی۔

" آپی ! شاید ایسا ہونا لکھا تھا ،پھر آپ یہ بھی تو سوچیں نہ اللہ نے آپ کو اکیلا نہیں چھوڑا۔آپ کی حفاظت کی ، تبھی تو آپ یہاں ، صحیح سلامت ہمارے پاس موجود ہیں۔"

نیہا نے اپنی بار بار کہی بات کو ایک بار پھر دہرایا۔نایاب اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔

" اٹھیں ،عصر کا وقت ہے نماز پڑھ لیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں وہی آپ کی سب سے زیادہ مدد کرنے والا ہے۔"

نیہا کی بات پر نایاب نے سر ہلایا اور اپنا ڈوپٹہ سر پر جماتی کھڑی ہو گئی۔نیہا اسے دیکھ کر مسکرا دی۔

****

وہ فون پر بات کرتا ائیر پورٹ کے اندر داخل ہوا ،ایک ہاتھ سے اس نے ہینڈ کیری پکڑا ہوا

تھا۔وہ کچھ پل کو رکا آنکھوں سے سن گلاسز اتار کر اپنی کوٹ کی اندرونی پاکٹ میں رکھے اور دوبارہ فون کان سے لگایا۔

" میں آج آ رہا ہوں ،اس بار کوئی غلطی نہیں چلے گی۔"اس نے بارعب لہجے میں کہا۔

وہ چلتا ہوا ریسپشن پر گیا،اور اپنا پاسپورٹ چیک کروایا۔

" سر ! فون یوز نہ کریں۔"

ریسپشن پر بیٹھی لڑکی نے اسے کہا۔اس کی بات پر اس نے ایک پل کو اس کی جانب دیکھا۔

" جو کہا ہے وہ ہو جانا چاہیئے،ورنہ اس بار سزا کڑی ہو گی۔"

اس نے کہہ کر فون بند کر دیا۔اسکی بات سن کر ایک پل کو تو لڑکی بھی ڈر گئی۔اس نے جلد ی سے اس کا پاسپورٹ اور ٹکٹ اسے واپس دیا۔وہ تھینک یو کہہ کر آگے بڑھ گیا۔

" کیا ہوا ،ایسے کیوں بیٹھی ہو؟"

اس کے پاس ایک لڑکا آیا اور اس نے پوچھا۔کوئی جواب نہ پا کر وہاں دیکھا جہاں وہ دیکھ رہی تھی۔ سامنے ایک ہنڈسم شخص کو دیکھ کر اس نے مڑ کر دوبارہ اس لڑکی کو دیکھا۔

" مانا کہ وہ شخص ہینڈسم ہے ،مگر کیا ضروری ہے کہ یہاں پر موجود سب لڑکیاں اسے ایسے دیکھیں۔"

اس لڑکے نے چڑ کر کہا تو لڑکی نے پہلے اس کی طرف دیکھا اور پھر سامنے دیکھاجہاں سے وہ شخص چلتا ہوا جا رہا تھا۔جہاں جہاں سے وہ جا رہا تھا ،ہر نظر اس کی طرف تھی۔اس شخص کی پرسنیلٹی ہی ایسی تھی۔

****

" نایاب کہاں ہے بیٹا؟" احمد شفی نے گھر میں داخل ہوتے ہی نایاب کا پوچھا۔

" آپی کمرے میں ہیں۔"نیہا نے انہیں پانی کا گلاس پکڑاتے ہوئے کہا۔

" بیٹا ! اسے اکیلا نہ چھوڑا کرو۔"انھوں نے پانی کا گلاس اسے واپس پکڑاتے ہوئے کہا۔

" ابو ! آپی ،ابھی تو نماز پڑھ رہی ہیں۔"

" اچھی بات ہے ،اللہ سے بات کرے گی تو جلدی صحیح ہو جائے گی۔"

وہ وہیں چارپائی پر لیٹ گئے۔

" ابو ! آپ کے لئے کھانا لاؤں؟" نیہا نے پوچھا۔

" نہیں بیٹا ! مغرب کر بعد ہی کھاؤں گا اب تو۔"انھوں نے لیٹے لیٹے ہی جواب دیا۔نیہا گلاس لے کر کچن کی جانب چل دی۔تین کمروں پر مشتمل یہ گھر اڑھائی مرلہ کی اراضی رکھتا تھا۔احمد شفی نے کوشش کی تھی کہ حلال کما کر اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالیں۔وہ ایک اسکول میں ٹیچر تھے،اپنی نرم طبیعت کی وجہ سے وہ پورے اسٹاف میں قابل احترام سمجھے جاتے تھے۔حرام کا ایک لقمہ کبھی نہ کھایا تھا۔اپنی جاب سے بھی مطمئن تھے ،کوشش بہت کی آگے بڑھنے کی مگر ملک میں چلتی کرپشن نے کبھی انہیں ایک اسکول ٹیچر سے آگے نہ آنے دیا۔نیہا پانچ سال کی تھی جب ان کی بیوی نرمین اچانک اس دنیا سے کوچ کر گئیں۔صدمہ بڑا تھا مگراپنی بیٹوں کی خاطر وہ اسے برداشت کر گئے۔

نایاب ،بالکل نرمین کی طرح ان کا خیال رکھتی تھی۔گھر سے باہر جانا تو اس نے ماں کے مرنے کے بعد ہی چھوڑ دیا تھا،مگر اپنی پڑھائی کو پرائیویٹلی جاری رکھا۔احمد شفی نے اعتراض تو کیا مگر وہ جانتے تھے ،ایسا کرنا ہی مناسب تھا ،نیہا کو بھی سہارا چاہیئے تھا۔

نایاب کا ذہن خود ابھی بچوں والا تھا مگر اس نے ماں کے جانے کے بعد گھر کو ایسا سنبھالا کہ احمد شفی خود بھی حیران تھے۔سب اچھے سے جا رہا تھا ،نایاب نے پرائیویٹ ایم اے اردو کر لیا تھا۔اس کی پھوپھو نے اسے بہو بنانے کا ارادہ ظاہر کیا تو احمد شفی نے ہاں کر دی۔نایاب نے باپ کی مرضی پر سر جھکا دیا اور احمر اور اس کی منگنی ہو گئی۔شادی کے لئے دو سال کا ٹائم احمد شفی نے لیا تھا۔نایاب اپنی پڑھائی کا ہنر ایک بار آزمانہ چاہتی تھی اس کا مقصد احمد شفی کا ہاتھ بٹانا تھا،بہت منانے کے بعد انہوں نے اسے نوکری کی اجازت دی تھی،وہ بہت خوش تھی مگر وہ ایک حادثہ اس کی ساری خوشیاں لے گیا۔انٹرویو سے واپسی پر وہ بس اسٹینڈ پر کھڑی بس کا انتظار کر رہی تھی جب کچھ لوگوں نے اسے اغواہ کر لیا ،نا جانے وہ کیا چاہتے تھے ،بار بار اسے تیزاب سے ڈراتے رہے اور اس کے ساتھیوں کا پوچھتے رہے ،پھر آدھی رات کو اس کو بیچ راستے میں چھوڑ گئے۔اس کا دماغ اس حادثے کو بھول ہی نہیں پا رہا تھا،اس کے خواب بھی اسے چین نہ لینے دے رہے تھے۔اس کی پھوپھو اس سے ملنے آئی تو نایاب کمرے سے نہ نکلی۔احمر اس سے ملنے خود کمرے میں آگیا۔جیسے ہی احمر نے اسکا ہاتھ پکڑا اس کا دماغ پھر سے اسے اسی رات میں لے گیا اور وہ چلانے لگی۔کلثوم بیگم نایاب کی حالت دیکھتی فورا رشتے سے انکار کر کر چلی گئیں۔احمد شفی چاہ کر بھی بیٹی کی پاک دامنی کا کسی کو یقین نہیں دلا پا رہے تھے۔سب ہی اس کے لئے پریشان تھے مگر کوئی اور بھی تھا جو اس کو ٹھیک کرنا چاہتا تھا۔

" اسلام علیکم نمیر بھائی!" نیہا کچن سے باہر آئی تو اس کا فون رنگ ہوا،مقابل کا نمبر دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔اس نے جلدی سے فون اٹھا کر سلام کیا۔

" وعلیکم السلام گڑیا ! کیسی ہو؟ انکل کیسے ہیں؟" نمیر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" سب ٹھیک ہیں بس نایاب آپی --- " اس نے بات کو ادھورا چھوڑا۔

" کیا ہوا انہیں ؟" نمیر نے تشویش سے پوچھا۔

" کل پھوپھو آئی تھیں ،احمر بھائی کے ساتھ ،ان کو دیکھ کر نایاب آپی ڈر گئی۔بس پھر کیا تھا ،انہوں نے جو واویلا کیا ،منگنی بھی توڑ گئیں۔پتہ ہے بھائی ! مجھے خوشی تو ہے کہ منگنی ٹوٹ گئی مگر آپی کی حالت دیکھ کر بہت دکھ ہوتا ہے ،وہ کوشش کر رہی ہیں سب بھولنے کی مگر پھر کوئی نہ کوئی آکر انہیں یاد دلا دیتا ہے۔"

" میں نے ایک سائیکاٹرسٹ سے بات کی ہے ،کوشش کر رہا ہوں نایاب کا سیشن جلد شروع ہو جائے ،پھر انشاءاللہ وہ نارمل ہو جائے گی۔" نمیر نے پر امید ہو کر کہا۔

" انشاءاللہ بھائی!آپ کب آ رہے ہیں ؟"

" بہت جلد۔"

نمیر خان ،بزنس انڈسٹریز کا جانا مانا نام ،نایاب کو اس حادثے کے بعد گھر وہ ہی لایا تھا ،ناجانے کیا کشش تھی نایاب میں ،وہ خود کو اس سے دور نہیں کر پا رہا تھا۔ایک خوشی کی بات اس کے لئے یہ بھی تھی کہ جہاں نایاب سب سے خوفزدہ تھی ،وہاں وہ اس سے ڈرتی نہیں تھی مگر وہ اس سے زیادہ بات بھی نہیں کرتی تھی۔نمیر کے لئے یہی کافی تھا کہ وہ اس سے بات ہی کر لیتی تھی۔

****

" تم لوگوں کی پچھلی غلطی بھولا نہیں ہوں میں۔ایک مہینہ ہو گیا ہے کیا ایک مہینہ کم ہے اس لڑکی کو ڈھونڈنے کے لئے ؟" وہ سامنے کھڑے اپنے وفادار ملازم پر دھاڑا۔

" سر ! ہم کوشش کر رہے ہیں مگر پتہ نہیں وہ کہاں چلی گئی ہے۔" ملازم نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

" کہاں چلی گئی ہے سے کیا مراد ہے ،زمین کھا گئی اسے یا آسمان نگل گیا۔"وہ اپنی چیئر سے کھڑا ہوا۔

" یہ آخری بار ہے ،اس بار مجھے وہ لڑکی چاہیئے ،بس ایک مہینہ دے رہا ہوں۔"

" جی سر!" اس نے مودبانہ انداز میں سر کو جھکایا۔

وہ اپنی کار کی کیز اٹھا کر باہر نکل گیا۔اس کے جانے کے بعد اس نے سکون کا سانس لیا۔

****

" نیہا بیٹا دروازے پر کوئی آیا ہے ،دیکھوذرا شاید نمرہ ہو۔"احمد شفی نے کمرے سے آواز لگائی۔نایاب جو صحن میں ایک طرف بنی کیاری میں لگے پودوں کو پانی دے رہی تھی ،نل بند کرتی دروازے کی جانب گئی۔

" کون ہے؟" نایاب نے پوچھا۔

" میں ہو ں ،نمیر!"

نمیر نے اپنا نام بتایا۔نایاب نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔وہ آج بھی ویسا ہی تھا ،دھیمی مسکان سے ہنستا۔نایاب ہمیشہ سوچتی تھی کہ ایسا کیا ہے یہاں جو یہ شخص اس کے یہاں آتا ہے۔نیہا کہتی تھی وہ اس کے لیے آتا ہے مگر چاہ کر بھی اس بات پر یقین نہیں کر پا رہی تھی۔

"میں اندر آ سکتا ہوں؟"

نمیر نے اسے اسی طرح دروازے کے بیچ و بیچ کھڑا دیکھ کر پوچھا۔وہ یک دم ہوش میں آئی۔

" جی ،جی ،آ جائیں۔"

وہ راستے سے ہٹ گئی نمیر اندر داخل ہوا تو نایاب دروازہ بند کرتی احمد شفی کو بلانے لگی۔

" ارے نمیر بیٹا ! آؤ۔"احمد شفی کمرے سے باہر آئے اور اسے لے کر اندر واپس کمرے کی جانب بڑھ گئے۔نایاب کچن میں چلی گئی۔

" کیسے ہیں آپ انکل ؟" نمیر نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے سوال کیا۔

" اللہ کا شکر ہے بیٹا ! تم سناؤ ،بہت دنوں بعد آنا ہوا۔"

" بس انکل کچھ بزنس میٹنگز تھی تو ملک سے باہر جانا پڑا۔کل ہی واپس آیا ،تو سوچا آپ سے مل آؤں اور ایک کام کی اجازت بھی لے لوں۔"

احمد شفی نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

" کیسا کام؟"

" انکل ! میرا ایک دوست ہے ،اس کے پاپا بہت اچھے سائیکاٹرسٹ ہیں ،میں نایاب کو وہاں لے جانا چاہتا ہوں۔میری ان سے بات ہوئی ہے ،ان کا کہنا ہے نایاب بہت جلد نارمل ہو جائے گی ،بس چند سیشن ،اس کے بعد سب ٹھیک ہو جائے گا۔" نمیر نے ان کا ہاتھ پکڑ کر یقین دہانی کروائی۔

" بیٹا ! تم اتنا کچھ کر رہے ہو میری نایاب کے لیے تمہارا احسان ہم کیسے اتاریں گے۔"احمد شفی کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

" انکل ! ایسا مت کہیں۔آپ نے مجھے بیٹا کہا ہے تو میرا فرض بنتا ہے آپ کے کام آنا۔"

نمیر کے کہنے پر وہ مسکرا دیئے۔تبھی نیہا ایک ٹرے لے کر کمرے میں داخل ہوئی۔

" اسلام علیکم نمیر بھائی!" اس نے ٹرے اس کے آگے میز پر رکھی۔

" وعلیکم السلام گڑیا ! کیسی ہو ؟" نمیر نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

" میں تو بالکل فٹ فاٹ ، مگر آپ کمزور لگ رہے ہیں،لگتا ہے ایک مہینہ صرف ڈائٹ کی ہے آپ نے کھایا کچھ نہیں۔"

" اس وقت بی اماں لگ رہی ہو۔" نمیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" پہلے تو آپ ذرا یہ سب ختم کریں نہ پھر مزید بات ہو گی۔"نیہا نے احمد شفی کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔

" توبہ کرو لڑکی ! اتنا سب میں کیسے کھاؤں گا ؟"

" سمپل ! منہ سے۔"

" گڑیا ! یہ بہت زیادہ ہے۔" نمیر نے پھر کہا۔وہ کہاں اتنا ہیوی کھا نا کھا سکتا تھا۔

" بھائی ! بس سموسے اور کباب ہی تو ہیں۔"نیہا نے کہا۔

" اچھا ! اور یہ جو کباب ہی دو طرح کے ہیں اس کا کیا کروں۔"

" کھا لیں۔"نیہا نے ایک لفظی جواب دیا۔

" مگر !"

" مگر وگر کچھ نہیں ،نایاب آپی نے بنائے ہیں ، کھانے تو پڑیں گے۔"نایاب کا نام سن کر نمیر آگے کچھ بول ہی نہ پایا۔

" بہت اچھے بنے ہیں۔"اس نے دل سے تعریف کی ،باہر کھڑی نایاب کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری۔

"میں نے تو کہا تھا ،نایاب آپی کے ہاتھ کا ذائقہ بہت زبردست ہے۔"

" اچھا بی اماں! اب ذرا میرا ساتھ ہی دے دو ،کیونکہ انکل کو تو ڈاکٹر نے منع کیا ہے یہ سب۔"

" چلیں کیا یاد کریں گے۔"نیہا نے ایک کباب پلیٹ میں رکھتے ہوئے کہا۔

" شکریہ!"

نمیر نے مسکرا کر کہا،تو نیہا بھی مسکرا دی۔

****

" کہاں تھی تم ؟ میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔"آصفہ نے رانیہ کو گھر میں داخل ہوتے دیکھ پوچھا۔

" اتنا پریشان تو میں نے کبھی امی کو نہیں دیکھا جتنا تم ہو رہی ہو۔"رانیہ مسکرا کر کہتی اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ گئی۔

" زیادہ بولو نہ اور مجھے بتاؤ کل گھر سے اچانک کیوں آگئی تھی تم ؟"

" وہ ---- میرا دل نہیں لگ رہا تھا وہاں تو بس---"

" تمہیں امی نے کچھ کہا تھا ؟" آصفہ نے اس کی بات کاٹی تو خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔

" نہیں تو ! انہوں نے مجھے کچھ کیوں کہنا ہے؟" رانیہ نے بات سنبھالتے ہوئے کہا۔

"تم شاید بھول رہی ہو تمہاری ایک عدد فین بھی وہاں موجود تھی جو ہر محاذ پر صرف تمہارے لئے لڑنے کو تیار ہو جاتی ہے۔"آصفہ کی بات پر رانیہ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

" یار ! تم جانتی تو ہو امی کو جب سے بھائی نے سی ایس ایس کلیئر کیا ہے انہیں اپنے سارے رشتے دار ہی برے لگنے لگ گئے ہیں،مگر تم فکر نہ کرو بھائی ہیں نہ وہ امی سے بات کریں گے۔"آصفہ نے کہا تو رانیہ فورا بولی۔

" شہوار کو کچھ بھی مت بتانا پلیز !" اس نے التجا کی۔

" میں کچھ بھی نہیں کر سکتی ،اس چھوٹی چالاکن نے اپنا کام کر دیا ہو گا۔"آصفہ نے کہا اور سیدھا ہو کر بیٹھ گئی۔

"میں ماں بیٹے کے بیچ نہیں آنا چاہتی۔"رانیہ نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"تو تم بھائی کو چھوڑ دو گی؟" آصفہ کی بات پر اس نے یک دم سر اٹھایا۔اس کی آنکھ میں آنسو تھے۔آصفہ نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔

" سب ٹھیک ہو جائے گا۔"آصفہ نے اسے تسلی دی۔رانیہ کے والد کی وفات کے بعد سے رقیہ بانو کا رویہ ان کے ساتھ تبدیل ہونا شروع ہو گیا تھا۔مگر جب شہوار نے سی ایس ایس کلیئر کیا تو رقیہ بانو نے ان سے مکمل قطع تعلق کرنا چاہا۔شہوار اور رانیہ کی پسندیگی سے وہ واقف تھی مگر اب ان کا ارادہ کسی اچھے خاندان سے بہو لانے کا تھا نہ کہ ایک سلائی سکھانے والی کی بیٹی کو بہو بنانا۔

****

نیہا آہستہ آہستہ چلتی کالج سے واپس آرہی تھی۔وہ ہمیشہ نمرہ کے ساتھ واپس آتی تھی مگر آج نمرہ نے چھٹی کی تھی تو وہ اکیلے کالج گئی اور اب واپس آرہی تھی۔

" پتہ نہیں یہ گلی روز ہی سنسان ہوتی ہے یا آج مجھے لگ رہی ہے۔"اس نے سنسان پڑی گلی کو دیکھتے ہوئے خود سے کہا۔تبھی اس کے پاؤں میں راستے میں پڑا کانچ چبھ گیا۔

" ہو گیا کام ،اور پہن لو یہ چپل۔یا اللہ خون بھی آگیا اب تو۔"وہ رو دینے کو تھی۔تبھی اچانک ایک کار گلی میں داخل ہوئی گلی کے بیچ و بیچ نیہا کھڑی اپنی پاؤں دیکھ رہی تھی۔کار کی آواز پر اس نے یک دم سامنے دیکھا اور کار کو اپنی سمت آتا دیکھ آنکھیں بند کر لیں۔کار کو یک دم بریک لگی۔

"او ہیلو میڈم! خوابوں کی دنیا میں بعد میں جانا پہلے راستہ کلیئر کرو۔"کار میں بیٹھے لڑکے نے کھڑکی سے سر نکال کر کہا۔نیہا نے آواز سن کر آنکھ کھولی تو خود کو صحیح دیکھ کر پہلے تو اس کے چہرے پر سمائیل آئی اور پھر سامنے والے کی بات یاد آتے ہی اس نے اسے گھور کر دیکھا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا خوابوں کی دنیا میں جانے سے؟" اس نے کڑے تیوروں سے اسے دیکھے ہوئے کہا جبکہ مقابل تو اس کے پل پل بدلتے چہرے کے زاویے ہی دیکھ رہا تھا۔

" ایسے کیا دیکھ رہے ہو پہلے کوئی لڑکی نہیں دیکھی؟" نیہا نے طنز کیا تو وہ ہوش کی دنیا میں واپس آیا۔

" لڑکی تو دیکھی ہے مگر ایسے بیچ راستے میں کھڑے ہو کر سوتا ہوا پہلی بار کسی کو دیکھا ہے۔"اسنے بھی طنز کا جواب طنز سے دیا تو نیہا غصے سے آگے بڑھی۔

" سو نہیں رہی تھی میں بس ڈر گئی تھی اور آپ جب گاڑی چلانی نہیں آتی تو خریدی کیوں ہے؟ اتنا بھی نہیں پتہ آپ کو ٹرن لیتے ہوئے ہارن دیا کرتے ہیں۔"نیہا نے غصے سے کہا تو مقابل حیران ہوا۔

" مجھے کار چلانی آتی ہے یا نہیں یہ تو میں ابھی بتاتا ہوں۔"اسنے سر واپس اندر کر کر کار کا انجن اسٹارٹ کیا تو نیہا ڈر گئی اور جلدی سے راستے ہٹ گئی۔وہ شخص کار لے کر نیہا کے پیچھے گھر میں لے گیا جس کا گیٹ گارڈ پہلے ہی کھول چکا تھا۔

" بد تمیز نہ ہو تو۔"وہ بامشکل اپنا پاؤں گھسیٹی سڑک تک آئی اور رکشہ میں بیٹھ گئی۔

زوہان گھر سے باہر آیا تو اسے گلی میں خون نظر آیا۔

" اسے چوٹ لگی تھی لیکن کار تو اسے ٹچ بھی نہیں ہوئی۔"وہ خود سے بات کر رہا تھا تبھی اس کی نظر کانچ کی ٹوٹی ہوئی بوتل پر پڑی جو کل اسی نے توڑی تھی اسے خود پر غصہ آیا۔

" رحیم بابا! آپ یہ کانچ صاف کر وا دیں یہاں سے۔"وہ انہیں کہتا گھر میں داخل ہو گیا۔

******

" یہ کیا ہوا ہے؟" نایاب نے نیہا کو پاؤں کو گھسیٹے ہوئے گھر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا تو فورا اس کے پاس آئی۔

" آپی ! کچھ نہیں ہوا بس راستے میں کانچ پڑا تھاتو یہ چپل سے برداشت نہ ہوا اور چڑھ دوڑی اس پر بنا یہ سوچے کہ میرا پاؤں بھی اندر ہے۔"نیہا نے چارپائی پر بیٹھے ہوئے کہا۔

" کبھی کوئی سیدھا جواب نہ دینا۔"نایاب اسے کہتی کمرے کی جانب چلی گئی کچھ دیر بعد وہ فرسٹ ایڈ باکس کے ساتھ باہر آئی اور اس کا پاؤں دیکھنے لگی۔زخم زیادہ گہرا نہیں تھا تو نایاب نے اس کا پاؤں صاف کر کر پٹی باندھ دی۔

" آؤ تمہیں روم میں چھوڑ دوں فریش ہو جاؤ پھر کھانا لگاتی ہوں۔"

ابھی نایاب کے دو سیشن ہی ہوئے تھے اور وہ بہت حد تک نارمل ہو گئی تھی۔خواب میں تو وہ ابھی بھی ڈر جاتی تھی مگر اب انجان لوگوں سے ڈرنا کم کر دیا تھا۔

****

" زوہان ! کہاں تھے تم ؟ تمہیں پتہ ہے میں کتنا پریشان ہو گئی تھی۔"خولہ بیگم نے لاؤنج میں داخل ہوتے زوہان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" مام پلیز ! اب کوئی لیکچر نہیں ، میں بہت تھک چکا ہوں مجھے سونا ہے۔"وہ اپنی بات کہتا سیڑھیوں کی جانب چلا گیا۔اس کا رخ اپنے روم کی جانب تھا۔خولہ بیگم نے اپنی آنکھ سے آنسو صاف کئے۔

" آپ صحیح کہتے تھے ریحان میں نے اپنے بیٹے کی ذات کو بکھیر کر رکھ دیا ہے۔"وہ تصور میں اپنے شوہر سے مخاطب تھیں۔

زوہان روم میں آکر بیڈ پر اوندھے منہ لیٹ گیا۔اس کے ذہن میں ابھی بھی روشانے کا کہا جملہ گونج رہا تھا۔

" زوہان احمد ! تم مجھے ایٹیٹیوٹ دیکھا رہے ہو ،تم ہو کیا اپنی ماں کی کمائی پر عیش کرنے والا ایک گھمنڈی انسان ،مجھے بولڈ کہنے سے پہلے ذرا ایک بار اپنی ماما کو بھی دیکھ لو جو اپنا حسن کیش کرواتی پھرتی ہیں۔"

الفاظ نہیں تھے زہر تھا اجو اس کی سماعتوں میں انڈیلا گیا تھا۔15 سال پہلے اس کے بابا سے خلع لینے کے بعد اس کی ماما نے اپنا ماڈلنگ کا شوق پورا کیا۔اچھے ریسپانس پر وہ باقاعدہ اس پروفیشن میں آگئیں۔زوہان اس وقت 8 سال کا تھا۔اس کا باپ ملک سے باہر چلا گیا اور زوہان اپنی ماں کے ساتھ اپنے باپ کے گھر آگیا جو حق مہر میں خولہ بیگم نے ریحان سے لکھوایا تھا۔

زوہان چاہ کر بھی لوگوں کے منہ بند نہیں کروا سکتا تھا۔اس نے اپنے ڈیڈ سے رابطہ کیا تو اسے معلوم ہوا ایک سال پہلے وہ اس دنیا سے چلے گئے مگر جاتے جاتے انہوں نے اپنا سب کچھ زوہان کے نام کیا تھا۔

اس سب سے چھٹکارا حاصل کرنا اب اس کے لئے ضروری ہو گیا تھا۔اس کا ارادہ ریحان کا کاروبار سنبھالنے کا تھا۔پچھلے ایک سال سے وہ ایک نوکری کر رہا تھا۔اس کی ماں اپنا پروفیشن چھوڑنے کو تیار نہ تھی تو اس نے انہیں چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

✻✻✻✻✻✻✻

" نمرہ ! میں دوبارہ اس راستے سے نہیں آؤں گی سمجھی تم!" نیہا نے نمرہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکتے ہوئے کہا۔

" کیوں ؟ اب اس راستے میں کونسے سے بھوت پریت نظر آگئے ہیں تمہیں؟" نمرہ نے چڑتے ہوئے کہا۔

وہ دونوں کالج جا رہی تھیں۔اس پہلے بھی نیہا دو راستے ریجیکٹ کر چکی تھی۔نمرہ کو تو اور راستے بھی معلوم نہیں تھے اس لئے اسے غصہ آگیا۔

" تھا ایک بھوت،بلکہ بد تمیز بھوت۔یہیں ملا تھا مجھے۔"نیہا نے کندھے سے بیگ ٹھیک کرتے ہوئے کہا جبکہ اس کی بات پر نمرہ کے چہرے پر ہوائیاں اڑ گئیں۔

" تم مذاق کر رہی ہو نہ ،بس مجھے ڈرانا چاہتی ہو نہ؟" نمرہ نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔اس کے چہرے پر ڈر دیکھ کر نیہا کو شرارت سوجھی۔

" میں کیوں مذاق کروں گی۔سچ بول رہی ہوں۔پچھلے ہفتے ہی تو جب تم ایبسنٹ تھی تو میں اکیلے واپس آرہی تھی جانتی ہو پہلے میرے پاؤں میں جانے کہاں سے آکر کانچ چبھ گیا اور پھر اچانک ایک کار سامنے سے آگئی اور پھر-----"نیہا نے سسپنس پیدا کیا۔

" پھر کیا؟" نمرہ نے پوچھا۔

" میں نے ڈر کر آنکھیں بند کر لیں اور جب میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو کچھ بھی نہیں تھا ۔میں نے اپنی جگہ سے ہلنے کی کوشش کی تو مجھ سے ہلا ہی نہ گیا میرے بالکل سامنے ایک بھوت کھڑا تھا۔اس کی آنکھیں سرخ تھیں اور اسکے منہ سے خون بہہ رہا تھا۔پھر اچانک ایک آواز آئی۔ آئی نیڈ یور بلڈ"

نیہا نے ڈرامائی انداز میں ساری سچوئیچن بتائی تو نمرہ بے ہوش ہونے والی ہو گئی۔

" نیہا چلو یہاں سے۔"نمرہ نے اس کا ہاتھ پکڑا کر آگے جانا چاہا تو وہ آگے نہ جا پائی کیونکہ نیہا اپنی جگہ پر رکی اسے گھور رہی تھی۔

" آئی نیڈ یور بلڈ۔"نیہا کہتی ہوئی اس کی جانب بڑھی۔نمرہ ہاتھ چھڑا کر پیچھے ہوئی۔

" کیا بول رہی ہو نیہا؟" وہ ڈرتے ہوئے مزید پیچھے ہوئی۔

" میں نے کیا بولنا ہے چلو جلدی یہاں سے ایسا نہ ہو وہ بھوت یہاں آجائے اور تمہارا یہ ڈرنا دیکھ کر سچ میں ہمارا خون پی جائے۔"نیہا کہہ کر اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے چل پڑی۔کھڑکی کے پاس کھڑا زوہان نیہا کی کہانی سن کر غصے میں آگیا۔

" اس لڑکی کی ہمت کیسے ہوئی مجھے بھوت بولنے کی۔میں اسے خون پینے والا درندہ لگتا ہوں۔"

اس نے خود سے کہا۔پچھلے ہفتے اسے تھوڑا جو پچھتاوا ہوا تھا کہ اس نے شاید اس لڑکی کے ساتھ زیادہ بدتمیزی کر دی ،سب اڑن چھو ہو گیا۔

" مس نیہا! ہم ایک بار تو ضرور ملیں گیں۔"

اس نے نیہا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

****

ہوش والوں کو خبر کیا بے خودی کیا چیز ہے
عشق کیجے پھر سمجھئے زندگی کیا چیز ہے

ان سے نظریں کیا ملیں روشن فضائیں ہو گئیں

آج جانا پیار کی جادوگری کیا چیز ہے

بکھری زلفوں نے سکھائی موسموں کو شاعری
جھکتی آنکھوں نے بتایا مے کشی کیا چیز ہے
ہم لبوں سے کہہ نہ پائے ان سے حال دل کبھی
اور وہ سمجھے نہیں یہ خاموشی کیا چیز ہے

"نمیر! کیا ہوا ہے آج جگجیت سنگ کو سنا جارہا ہے اور وہ بھی ایسے اکیلے بیٹھ کر۔خیر تو ہے نہ؟ " حمدان نے اسٹڈی میں داخل ہوتے ہی پوچھا تو نمیر نے موبائل میں سے غزل کو سٹاپ کیا۔

"سب ٹھیک ہے بس آج دل کر رہا تھا کچھ پرانا سننے کو۔" نمیر نے مسکرا کر کہا اور ساتھ ہی اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"مجھے تو تمہارے دل کے حالات ہی کچھ گڑبڑ لگ رہے ہیں۔"حمدان نے تفتیشی انداز میں کہا۔

"مجھے یہ بتاؤ جو کام کہا تھا اس کا کیا بنا ؟" نمیر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا تو حمدان بھی سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"یہ فائل(اس نے ایک فائل نمیر کی جانب بڑھائی) اس فائل میں کچھ ڈیٹیلز ہیں جو مددگار ثابت ہوں گی۔اسے پڑھ لینا اور سلیم سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ انکل کو سب معلوم ہو چکا ہے۔"

"جانتا ہوں۔" نمیر نے فائل پکڑتے ہوئے کہا۔

"تمہیں پتہ تھی یہ بات؟" حمدان حیران ہوا۔

"ہاں! پرسوں گاؤں سے ہی واپس آیا ہوں۔بابا نے بلایا تھا۔" نمیر بے بسی سے مسکرایا۔

"حویلی جانے کا موقع ہی نہیں دیا انہوں نے اور سب تعلق توڑ دیئے۔" نمیر نے سامنے لگی جلال خان کی تصویر دیکھتے ہوئے کہا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔" حمدان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دی۔

"یہ معاملہ جتنی جلدی ہوسکے حل ہونا چاہیئے۔" نمیر کی بات سن کر حمدان ہاں میں سر ہلاتا کھڑا ہو گیا۔

"میں چلتاہوں اب۔کچھ اور معلوم ہوتا ہے تو بتاتا ہوں۔"وہ کہہ کر اسٹڈی سے نکل گیا اور نمیر فائل دیکھنے لگا۔

******

" کیسی ہو ؟"

" آپ ہر بار یہی سوال کیوں پوچھتے ہیں؟" رانیہ نے کہا۔

" کیونکہ تم ہر بار مجھ سے جھوٹ بولتی ہو،اور میں انتظار میں ہوں کہ تم کبھی تو سچ بولو گی اور بتاؤ گی کہ تم ٹھیک نہیں ہو۔"شہوار کے لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ رانیہ کی آنکھ سے آنسو نکل آئے۔

" مجھے پتہ ہے میڈم رونے کا شغل فرما رہی ہیں لیکن ابھی تم نے رونا بند نہ کیا تو میں ٹرینگ چھوڑ کر واپس آ جاؤں گا۔"شہوار نے اسے ڈرایا۔

" ہاں تاکہ خالہ اس بات کا الزام بھی مجھے دیں۔"اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔دوسری طرف خاموشی چھاگئی تو اسے لگا شہوار ناراض ہو گیا ہے۔

" آئی ایم سوری!" اس نے دھیمے لہجے میں کہا۔

" تم جانتی بچپن سے اپنی ہر بات تم نے مجھ سے شیئر کی ہے مگر جب سے ہماری منگنی ہوئی ہے تم نے تو مجھے دوست کے عہدے سے بھی ہٹا دیا۔یار اگر امی کی بات بری لگتی ہے تو بتایا کرو مجھے جیسے پہلے بتاتی تھی۔"

آخر میں وہ بے بس کا بولا۔

" امی کہہ رہی تھی اچھی بیوی اپنے سسرالی رشتوں کا تماشا نہیں لگاتی۔شوہر کو اس کی ماں کے خلاف نہیں کرتی۔"رانیہ نے اپنی والدہ کا رٹا رٹایا جملہ دہرایا تو شہوار نے لمبا سانس خارج کیا۔

" میری امی تمہیں جو بھی کہیں اسے سننا اور پھر خالہ کی نصیحت سننا لیکن مجھے کچھ نہ بتانا،یار یعنی حد ہے

ہو کیا گیا ہے تم لوگوں کو،اگر امی کچھ غلط بولیں گی اور تم مجھے کچھ نہیں بتاؤ گی تو مسئلہ حل کیسے ہو گا؟"

" محبت سے !" رانیہ نے مسکرا کر کہا۔

" یہ ٹھیک ہے،ساری محبت ساس کو دے دینا اور بے چارہ شوہر اسے اگنور کرتی رہنا۔"شہوار نے کہا تو رانیہ کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

" میں نے کب اگنور کیا؟"

" یہ تمہارے اگنور کرنے کا ہی نتیجہ ہے جو میں ارجنٹ اپنی ٹرینگ چھوڑ کر یہاں تم سے بات کر رہا ہوں۔"

"تھینک یو شہوار! میرا ساتھی بننے کے لئے۔"رانیہ نے آہستگی سے کہا۔

" میں تو ہمیشہ ہی تمہارا ساتھ دینے کے لئے تیار رہتا ہوں یہ تو تم ہو جسے میری قدر نہیں ہے۔" شہوار نے کہا۔ تبھی اسے پیچھے سے کسی کی آواز سنائی دی۔

" ابھی تو مجھے جانا پڑے گا مگر یاد رکھنا اگلی بار کوئی بھی بات ہو تم مجھے بتاؤ گی۔ھادیہ بچی ہے لیکن وہ بھی جانتی ہے کہ کون سی بات تمہیں بری لگی۔"شہوار نے اسے سمجھایا۔

" میری وجہ سے ھادیہ بھی خالہ سے بدگمان ہو رہی ہے۔"رانیہ نے افسوس سے کہا۔

" اس میں بھی نیگیٹو پہلو نکالنا۔یہ نہ دیکھنا کہ وہ تم سے کتنی محبت کرتی ہے۔"شہوار نے افسوس سے کہا تو وہ مسکرا دی۔

" اپنا خیال رکھنا۔"شہوار نے کہا اور فون بند کر دیا۔

****

"کچھ معلوم ہوا اس لڑکی کی بارے میں ؟"سنجیدہ لہجے میں سوال کیا گیا۔

"کوشش کر رہاہوں انفیکٹ ہماری پوری ٹیم اسے ہی ڈھونڈ رہی ہے۔امید ہے جلد وہ ہمارے ہاتھ لگ جائے گی۔"اپنی طرف سے مقابل نے تسلی بخش جواب دیا تھا۔

"اپنی ٹیم فوری طور پر تبدیل کرو کیونکہ ناکارہ لوگوں کی ٹیم ہے تمہاری۔"اس کی بات پر مقابل نے افسوس سے سر ہلایا۔

"تم کب آ رہے ہو؟ " اس نے اپنی ٹیم کی تعریف کو نظرانداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"میں آ چکا ہوں اور اس وقت اسلام آباد میں ہوں۔کل تک لاہور آجاؤں گا۔"

"تم نے بتایا بھی نہیں مجھے ؟" وہ حیران ہوا تھا۔

"اس دوسری لڑکی کا کیابنا وہ کہاں ہے ؟"

"وہ ٹھیک ہے اپنے گھر میں ہے صحیح سلامت۔"حمزہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے تم سے کل ملتاہوں۔"اس نے کہہ کر فون کٹ کر دیا۔

****

"نمرہ یار کیا ہے ؟" نیہا نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

"کیا ہو گیا ہے بس ایک بک ہی تو لینی ہے ایسا کر تو یہیں رک میں لے آتی ہوں سامنے ہی تو ہے بک اسٹور۔"نمرہ نے سامنے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے ! جلدی آنا پر۔"

"میں یوں گئی اور یوں آئی۔"نمرہ نے چٹکی بجا کر دکھائی۔

"جلدی جانہ " نیہا نے اسے آگے دھکیلا۔

"جا تو رہی ہوں۔"نمرہ بڑبڑاتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔اس کے جانے کے بعد نیہا ادھر ادھر دیکھنے لگی جب اچانک اس کے سامنے ایک کار آکر رکی۔وہ ڈر کر پیچھے ہوئی۔کار تو اسے جانی پہچانی لگی پھر کار میں سے نکلتے زوہان کو دیکھ کر وہ غصے میں آگئی۔

"ایک منٹ مس نیہا! "

نیہا جو کچھ بولنے والی تھی زوہان کی بات سن کر رکی۔وہ حیران ہوئی کہ یہ اس کا نام کیسے جانتا ہے۔

"تمہارا نام مجھے تمہاری فرینڈ نے بتایا۔آں آں آں! تم غلط سوچ رہی ہو جب تم اسے اپنی دماغ کی گھڑی ہوئی بھوت کی کہانی سنا رہی تھی تو تمہاری دوست نے تمہارا نام لیا تھا۔"

نیہا جو نمرہ کا منہ توڑنے کا ارادہ باندھ رہی تھی اس کی بات سن کر اسے غصے سے دیکھا۔

" شرم نہیں آتی ایسے لڑکیوں کی باتیں سنتے ہوئے اور پھر ایسے سرِ راہ کسی لڑکی کا راستہ روکتے ہوئے؟" نیہا نے اپنی خفت کو مٹاتے ہوئے کہا۔

" بالکل بھی نہیں! مجھے بالکل شرم نہیں آتی اور اگر تم نے دوبارہ مجھے اپنی ان فضول اسٹوریز کا حصہ بنایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"زوہان نے اسے وارن کیا۔

" عجیب آدمی ہیں آپ۔میں نے کیا اپنی اسٹوری کی بک چھپوا دی ہے یا پھر میڈیا میں یہ خبر پھیلا دی ہے آپ ایک بھوت ہیں جو خون مانگتا پھرتا ہے۔"نیہا نے ڈھٹائی کا مظاہرہ کیا۔

" تم جانتی ہو میرے پاس ایک بل ڈاگ ہے جو میرا پالتو ہے اور جو مجھے اریٹیٹ کرتا ہے تو اس کا علاج میں اس بل ڈاگ سے کرواتا ہوں۔آئی ہوپ تم سمجھ گئی ہو گی اور وائس اگر پریکٹکلی سمجھنا چاہتی ہو تو کل آجانا گھر کے باہر۔"

زوہان اسے دھمکاتا واپس کار میں بیٹھ گیا۔

" گڈ لک!" زوہان نے نیہا کو دیکھتے ہوئے کہا جو حیران پریشان کھڑی تھی۔

" کس سے باتیں کر رہی تھی؟" نمرہ نے اس سے پوچھا تو وہ ہوش میں آئی۔

" باتیں کر کہاں رہی سن رہی تھی وہ بد تمیز شخص مجھے اتنی باتیں سنا کر چلا گیا۔"نیہا نے بیگ ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔

"مگر تھا کون؟" نمرہ نے چڑ کر پوچھا۔

" پتہ نہیں کون تھا اس دن راستے میں کار لے کر آگیا تھا اور آج پھر۔مجھے تو سمجھ نہیں آئی آخر اسے مسئلہ کیا ہے میں تو اسے جانتی بھی نہیں ہوں۔"نیہا نے سامنے سے آتے رکشہ کو روکنے کا اشارہ دیتے ہوئے کہا۔

" پھر تمہیں باتیں کیوں سنا رہا تھا؟" نمرہ نے پوچھا تو وہ یک دم اس کی جانب مڑی۔

" تمہیں کیسے پتہ اس نے مجھے باتیں سنائیں ہیں؟" نیہا نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا۔

" دفع ہو جا ابھی تو تو نے بتایا مجھے کہ وہ تجھے باتیں سنا کر گیا ہے۔"نمرہ نے اس کے کندھے پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا تو نیہا ہنس دی۔

" اچھا گھر تو چلو راستے میں بتاتی ہوں سب۔"نیہا نے رکشے میں بیٹھتے ہوئے کہا تو نمرہ کندھے اچکاتی دوسری سائیڈ سے آٹو میں بیٹھ گئی۔

****

پچھلے ایک مہینے سے نایاب باقاعدگی سے مسٹر جلیل ہمدانی کے پاس جا رہی تھی۔اس کو لے جانے اور واپس لانے کی ذمہ داری نمیر نے اپنے سر لی تھی۔آج اسکا آخری سیشن تھا۔اس کو مکمل نارمل ہونے کا عندیہ سنا دیا گیا تھا۔نمیر واپسی پر اسے لے کر ایک پارک میں آگیا۔وہ آہستہ آہستہ چہل قدمی کر رہے تھے۔دونوں ہی خاموش تھے۔پھر نمیر نے بات شروع کی۔

" نایاب ! میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

" جی!" نایاب نے حیرانی سے اس کی جانب دیکھا۔

" میں آپ کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا چاہتا ہوں۔کیا آپ میرا ساتھ قبول کریں گی ؟"

نمیر کی بات سن کر وہ پل بھر کو فریز ہو گئی۔

" آپ ! ---" وہ بولنا چاہتی تھی مگر اس کی زبان ساتھ ہی نہیں دے رہی تھی۔

"میں جانتا ہوں ،آپ سوچ رہی ہیں میں ایسا کیوں کہہ رہا ہوں مگر یہ میرے دل کا فیصلہ ہے۔"

" آپ کو تو کوئی بھی اچھی لڑکی مل جائے گی ،پھر آپ کیوں ایک دماغی مریض سے شادی کرنا چاہتے ہیں ،جس کو اس کے سگے رشتہ دار تک پسند نہیں کرتے۔"نایاب نے سر جھکا کر کہا۔

" اس وقت میرے لیے دنیا کی سب سے اچھی لڑکی جس سے مجھے شادی کرنی چاہیے وہ آپ ہیں نایاب اور ہمیشہ آپ ہی رہیں گی۔"نمیر نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

" میری منگنی ٹوٹ چکی ہے ایک بار۔"نایاب نے ایک اور عذر پیش کیا۔

" مجھے فرق نہیں پڑتا ،بلکہ خوشی ہے کہ اب آپ کو اپنی زندگی میں شامل کر سکتا ہوں۔"

"مجھے اغوا کیا گیا تھا پوری رات ان کی تحویل میں تھی میں۔ "

" آپ پہلے بھی پاکیزہ تھیں اور اب بھی پاکیزہ ہیں ،میرا دل آپ کی گواہی دیتا ہے۔"نمیر نے جیسے اس کے سارے عذر ایک بات کہہ کر ختم کر دیئے۔

"کوئی ڈر جو آپ کو میرے حوالے سے ہو۔"نمیر کی بات پر نایاب نے ہولے سے سر کو نہ میں ہلایا۔نمیر مسکرا دیا۔

" میں نے انکل سے بات کر لی ہے ،آج ان کی اجازت سے ہی آپ سے یہ سوال پوچھا ہے میں لیکن اس سے پہلے کہ آپ مجھے جواب دیں میں آپ کو اپنے بارے میں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔"

نایاب نے اس کی جانب دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا ،اس نے نظریں جھکا لیں۔

" میں یہاں اکیلا رہتا ہوں اپنے گھر والوں سے دور ،کیونکہ میرے بابا مجھ سے ناراض ہیں ،وہ میری شکل تک دیکھنا نہیں چاہتے اور میری ماں ،وہ بابا سے چھپ کر مجھ سے بات کر لیتی ہیں۔"

" لیکن وہ ناراض کیوں ہیں۔"نایاب نے اس کے جانب مڑتے ہوئے کہا۔

" بچپن میں بابا نے میرا رشتہ چچا کی بیٹی سے طے کر دیا تھا ،مگر بڑے ہونے پر جب سب اس رشتے کو باقاعدہ نام دینا چاہتے تھے تو میں نے انکار کر دیا۔میرے بابا نے بہت کوشش کی مجھے منانے کی مگر میں نہ مانا ،تو انہوں نے مجھ سے ہر تعلق توڑ لیا۔"

" آپ کو انکار نہیں کرنا چاہیئے تھا۔"نایاب نے بہت حوصلے کے ساتھ کہا کہیں وہ اس کے دل کی بات نہ جان لے۔

" نایاب ! میں نے کبھی کسی بھی لڑکی کو اس نظر سے دیکھا نہیں تھا،بابا نے ہمیشہ صنف نازک کا احترام کرنا سکھایا۔یہاں آکر میں ان کی سکھائی گئی بات پر ہی عمل کر رہا تھا۔گل جان بہت اچھی لڑکی ہے ،میں بابا کی بات مان بھی لیتا مگر وہ مجھے بچپن سے بھائی کہتی آئی تھی ،اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ پھوپھو کے بیٹے درید کو پسند کرتی ہے۔میں کیسے کسی کی خوشی چھین سکتا تھا۔"وہ ایک بینچ پر بیٹھ گیا۔

" میرے انکار کے بعد اس کی شادی درید سے ہو گئی ،اب وہ خوش ہے مگر بابا جان مجھ سے خوش نہیں ہیں۔"نایاب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دی۔

" میرے بارے میں سب بتا دیا آپ کو ،کیا میرے بارے سب جان کر اور یہ جان کر کہ میرے بابا میری شادی میں شریک نہیں ہو ں گے کیا آپ مجھ سے شادی کریں گی؟"

" نمیر آپ میرے بابا سے بات کر لیں جو ان کا فیصلہ ہو گا وہی میرا ہو گا۔"

نایاب کہہ کر آگے چل پڑی۔نمیر مسکراتا ہوا اس کے پیچھے چل دیا۔

****

" نمرہ یار ! کیا ہے ؟ مجھے نہیں جانا اس راستے سے۔"آج دو ہفتے بعد نمرہ اسے لے کر پھر اسی راستے سے آئی تھی۔

" نیہا ! زیادہ ڈرامے نہ کرو۔مجھے پتہ ہے پہلے بھی تم نے مجھے الو بنایا تھا۔اس راستے پر کوئی بھوت ووت نہیں ہے۔تمہیں پتہ بھی یہ راستہ سب سے سیو ہے دیکھو یہاں کوئی بھی تو گھر سے باہر نہیں آتا۔"نمرہ نے اسے سمجھایا۔

" باہر کیسے آئیں گے پگھل نہیں جائیں گرمی میں یہ لوگ۔اتنے بڑے گھروں میں رہ کر لوگ پتہ نہیں اتنے سینسیٹو کیسے ہو جاتے ہیں؟" نیہا نے آس پاس گھروں کو دیکھتے ہوئے کہا تبھی اس کی نظر گلی کا موڑ کاٹتی کار پر پڑی وہ نمرہ کا ہاتھ پکڑ کر جلدی سے ایک سائیڈ پر ہوئی۔وہ کار بے قابو ہوتی ایک دیوار سے جاٹکرائی۔نیہا اور نمرہ دونوں بھاگ کر کار کے پاس آئیں۔کار میں ایک عورت کو نیم بے ہوشی کی حالت میں دیکھ کر انہوں نے اسے باہر نکالا۔

" آنٹی ! آپ ٹھیک ہیں؟" انہوں نے اسے سہارا دیتے ہوئے کہا۔

" یہ --- میرا -- گھر ہے۔مجھے یہاں --- لے جاؤ۔"اس عورت نے بامشکل بولتے ہوئے کہا۔

نمرہ اور نیہا انہیں سہارا دیتی ہوئی گھر کے گیٹ تک آئیں اور بیل بجائی۔گارڈ نے دروازہ کھولا خولہ بیگم کو اس حالت میں دیکھ کر اس نے جلدی سے پورادروازہ کھولا۔

نمرہ اور نیہا انہیں سہارا دیتی گھر کے اندر لے آئیں۔

"انکل ان کا روم کہاں ہے ؟ " نمرہ نے پوچھا۔

" وہ وہاں اوپر پہلا کمرہ۔"انہوں نے ڈرائینگ روم میں آکر ان سے پوچھا۔

" انکل نیچے کوئی روم نہیں ہے ہم انہیں اوپر نہیں لے جاسکتے ابھی۔"نیہا نے کہا گارڈ نے انہیں زوہان کے کمرے کا بتایا۔وہ انہیں لے کر کمرے کی جانب چل پڑی۔

" انکل ! آپ کسی ڈاکٹر کو فون کر سکتے ہیں پلیز!" نیہا نے مڑ کر گارڈ کو کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔وہ مڑ کر واپس کمرے کی جانب چلنے لگی۔

پندرہ منٹ بعد ڈاکٹر آگیا جو شاید ان کا فیملی ڈاکٹر تھا۔

" میں نے چیک اپ کر لیا سٹریس کی وجہ سے بی پی لو ہو گیا تھا۔میں نے انجیکشن دے دیا ہے کچھ دیر میں ہوش میں آجائیں گی۔"ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز میں بتایا۔

" جی ٹھیک ہے۔"نیہا نے کہا۔

" ویسے آپ لوگ کون ہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا یہاں؟" ڈاکٹر نے ان سے پوچھا۔

" وہ ہم لوگ کالج سے واپس آ رہے تھے تو ان کی کار کو دیوار سے ٹکراتے دیکھا اور انہیں یہاں لے آئے۔"نمرہ نے کہا۔

" بہت اچھا کیا آپ لوگوں نے۔"ڈاکٹر مسکرا کر کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

" اب کیا کریں یار ! جائیں یا ان کے پاس رکیں۔"نیہا نے پریشانی سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

" ایک کام کرتے ہیں انکل سے پوچھ کر ان کے کسی رشتے دار کو فون کروا دیتے ہیں۔پھر ہم چلے جائیں گے نہیں تواماں جوتیوں سے آؤ بھگت کرے گی آج۔"نمرہ نے کہا تو نیہا مسکرا دی۔

وہ دونوں باہر آئیں تو گارڈ ان کے پاس آیا۔

" انکل ! کیا انکا کوئی رشتہ دار یہاں ہے ؟ آپ اسے بلا لیں کیونکہ ہمارا جانا ابھی ضروری ہے، گھر والے پریشان ہو رہے ہوں گے۔"نیہا نے پریشانی سے کہا۔

" بیٹا ! میں نے ان کے بیٹے کو فون کر دیا ہے وہ بس آنے والے ہیں آپ لوگ چاہیں تو اب جا سکتیں ہیں۔"

گارڈ کی بات سن کر وہ انہیں خولہ بیگم کا خیال رکھنے کا بول کر وہاں سے باہر آ گئیں۔

وہ لوگ گلی مڑ رہی تھی تب زوہان کی کار ان کے پاس سے گزری۔زوہان انہیں دیکھ چکا تھا۔وہ جلدی سے گھر پہنچا۔

" کہاں ہیں ماما!" اس نے گارڈ سے پوچھا۔

"وہ آپ کے روم میں ہیں۔"وہ جلدی سے اپنے روم میں گیا۔

" ماما!" اس نے خولہ بیگم کے پاس بیٹھ کر ان کا ہاتھ تھام کر کہا۔

" بیٹا! وہ جو دو لڑکیاں میڈم کو لائیں تھیں ان کی ڈائری رہ گئی ہے یہاں۔شاید میڈم کو کار سے نکالتے ہوئے وہاں گر گئی تھی۔"رحیم بابا نے اسے ڈائری دی اور چلے گئے۔

زوہان نے ڈائری کھول کر دیکھی تو پہلے صفحے پر نیہا کی تصویر تھی اور اوپر اس کا نام لکھا ہوا تھا۔

" نیہا احمد شفی!" اس نے زیر لب نام دہرایا اور ڈائری کو دراز میں ڈال کر اپنی ماما کا ہاتھ تھام کر بیٹھ گیا۔

" آئی ایم سوری ماما!"

اس نے آہستگی سے کہا اور ان کا ہاتھ آنکھوں سے لگا لیا۔

****

" السلام علیکم اماں !"

" وعلیکم السلام بیٹا! کیسے ہو ،اپنی اماں کی یاد نہیں آتی نہ تجھے ؟"

" یاد تو بہت آتی ہے اماں ! مگر مجبوری ہے آپ کے پاس نہیں آ سکتا میں۔"

" جانتی ہوں ،اور یہ بھی جانتی ہوں ایک دن خان صاحب خود تجھے لے کر گھر آئیں گے۔"

" اماں ! میں شادی کر رہا ہوں۔"اس کے بولنے پر زلیخاں اچانک سے خاموش ہوئیں۔

" کس سے؟" کچھ توقف کے بعد انہوں نے پوچھا۔

" ایک لڑکی ہے نایاب ،وہ بہت اچھی ہیں اماں!" وہ کسی چھوٹے بچے کی طرح بول رہا تھا۔

" میرے بیٹے کی پسند بری تو نہیں ہو سکتی۔"انہوں نے فخر سے کہا۔ نمیر مسکرا دیا۔

"کب کر رہا ہے شادی؟"

" اگلے ہفتے سادگی سے نکاح کر رہا ہوں۔"نمیر نے کہا۔

" تیرے بابا جانتے ہیں اس بارے میں؟"

" بابا میرے ہر اچھے برے فعل سے واقف رہتے ہیں ،وہ اس بارے میں بھی جانتے ہوں گے۔" نمیر نے نارمل انداز میں کہا۔

" اماں ! آپ آئیں گی؟" اس نے کسی امید کے تحت پوچھا۔

" میں تیرے بابا سے بات کروں گی بیٹا---" انہوں نے مزید کچھ نہ کہا تو باقی بات کا مطلب نمیر نے خود سمجھ لیا۔

" کوئی بات نہیں اماں! اپنی بہو دیکھو گی؟" اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" نہیں ابھی نہیں ،میں آمنے سامنے اسے دیکھنا چاہتی ہوں ،جس نے میرے بیٹے کو جھلا بنا دیا ہے،" انہوں نے ہنستے ہوئے کہا تو نمیر بھی کھلکھلا کر ہنسا۔مگر اس کے بابا کی آواز پر اس کی ہنسی تھم گئی۔

" بیٹا ! تیرے بابا آگئے ہیں میں تجھ سے بات میں بات کرتی ہوں۔"انہوں نے کہہ کر فون کاٹ دیا،دوسری جانب نمیر افسردہ ہو گیا۔

" کاش بابا ! آپ بھی میری خوشی میں شامل ہوتے ،آپ کے بنا ادھورا ہے سب۔" نمیر نے آہستہ آواز میں کہا۔

******

" آئی ایم سوری ماما!" جیسے ہی خولہ بیگم کو ہوش آیا زوہان نے ان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔وہ اسے دیکھ کر مسکرا دی۔

" تمہاری ماما بہت بری ہے نہ ،میری وجہ سے تمہیں ہر جگہ شرمندگی ہوتی ہے۔"انہوں نے نم لہجے میں کہا تو زوہان شرمندگی سے سر جھکا گیا۔ صبح ہی تو اس نے انہیں یہی بات کہی تھی۔

" برا تو میں ہوں ماما ! بنا سوچے سمجھے کچھ بھی بول جاتا ہوں۔مجھے معاف کر دیں۔"

" میں تم سے ناراض نہیں ہوں بیٹا! مگر تمہیں خود سے دور جاتا دیکھ نہیں سکتی۔تمہاری ماں مر جائے گی بیٹا ! دوبارہ مجھے چھوڑنے کی بات مت کرنا۔"خولہ بیگم نے روتے ہوئے کہا۔

" آپ کو چھوڑ کر کہاں جا سکتا ہوں میں۔بس غصے میں بول دیا تھا۔"زوہان نے ان کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

" آپ آرام کریں میں یہاں ہی ہوں۔"وہ خولہ بیگم کو دوبارہ غنودگی میں جاتا دیکھ کر بولا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دراز سے ڈائری نکال کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

کیسی ہو ڈائری ؟ میں تو ہمیشہ کی طرح بلکل فٹ اینڈ فائن ہوں۔ تمہیں پتا ہے خدیجہ خالہ نے آج ہمیں رنگے ہاتھوں پکڑ لیا۔میں پہلے ہی بتا دوں ساری پلاننگ نمرہ کی تھی۔ تمہیں پتا ہے میں نے چار

کیری توڑ لی تھی تبھی خالہ بن بلائے مہمان کی طرح آدھمکی اور اس کے بعد بس خالہ تھیں اور ان کی بیش قیمتی زبان کا جوہر۔اب تم ہی بتاؤ بھلا ان کے جوہر کے آگے ہم چوں بھی کر سکتے تھے۔وہ تو اچھا ہوا بات ہائی کورٹ تک نہیں گئی ورنہ تم تو جانتی ہو کیا ہوتا۔اچھا ابھی میں چلتی ہوں لیکن تم مجھے نہ بھولنا۔اللہ حافظ!"

" یہ لڑکی پاگل ہے کیا؟ "

زوہان نے پہلا پیج پڑھتے ہی خود سے کہا۔پھر اسے کل نیہا ہی ملاقات یاد آئی۔اپنی کہی باتوں کے لئے اسے آج شرمندگی ہو رہی تھی۔

" پتہ نہیں کیا ہو جاتا ہے مجھے کیوں ایسا کرتا ہوں۔اس نے مجھ سے تو کچھ نہیں کہا تھا ------ افففف زوہان! کیا کرتے رہتے ہو؟" زوہان نے ڈائری بند کی اور اسے دراز میں ڈال کر صوفے پر لیٹ گیا۔سوچوں کا مرکز نیہا تھی۔

****

" سچ میں نایاب آپی ! آپ کی شادی ہو رہی ہے نمیر بھائی سے۔"نیہا نے بیڈ پر بیٹھی نایاب کے پاس آ کر تقریباً گرتے ہوئے پوچھا۔

" آرام سے کیا کر رہی ہو ،لگ جائے گی۔"نایاب نے بیڈ کے گدے میں لگی سوئی نکالتے ہوئے کہا۔

" اوہ ہو! کیا کر رہی ہیں آپ اگلے جمعے آپ کا نکاح ہے اور آپ یہ بٹن ٹانکنے میں لگی ہیں۔"نیہا نے اس کے ہاتھ سے قمیض لی۔

" نیہا ! یہ بابا کی قمیض ہے ،مجھے کر لینے دو بعد میں کہاں موقع ملے گا بابا کے کام کرنے کا۔"

نایاب نے دھیمے لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے کر لیں ،لیکن ایک بات تو بات تو سچ سچ بتا دیں۔"

" کیا مطلب؟" نایاب حیران ہوئی۔

"مطلب یہ کہ آپ نمیر بھائی سے محبت کرتی ہیں نہ؟"

" یہ کیسا سوال ہوا ؟" نایاب نے اسے اگنور کیا۔

" کیسا سوال مطلب نارمل سا کوسچن ہے آپ کو نمیر بھائی پسند ہیں نہ؟"

" پسند نہ ہوتے تو شادی کے لئے ہاں کیوں کرتی۔"نایاب نے شرماتے ہوئے کہا۔اپنی بہن سے چھپا کر وہ کیا کرسکتی تھی۔

" میری پیاری آپی!" نیہا نے اسے خوشی سے گلے لگا لیا۔

نمیر بھائی آرہے ہیں وہ کہہ رہے تھے کہ شادی کی شاپنگ کرنی ہے تو آپ ریڈی ہو جائیں۔"

" لیکن ! "

" آپی لیکن کو چھوڑیں اور اس قمیض کو بھی یہ میں کر دیتی ہوں آپ ریڈی ہو جائیں ،بھائی آنے والے ہی ہوں گے۔"نیہا نے اس کے ہاتھ سے قمیض لے کر اسے واش روم کی سمت دھکیلا۔

"اچھے سے ریڈی ہو نا ہے۔"اس نے باہر سے ہانک لگائی۔

****

" دیکھیں ،آپ نے مجھے کہا تھا کہ آپ میری حفاظت کریں گے۔"

" ہم نے یہ بھی کہا تھا کام پرفیکٹ ہونا چاہیئے۔"فون کے دوسری طرف سے آواز ابھری۔

" میں نے کام پرفیکٹ ہی کیا تھا ،پتہ نہیں کیسے وہ اے سی پی کو سب معلوم ہو گیا۔"

" تمہاری وجہ سے نا صرف ہمارا بہت بڑا نقصان ہوا ہے بلکہ وہ اے سی پی بھی ہاتھ دھو کر ہمارے پیچھے پڑ گیا ہے۔"

" سر مجھے معاف کر دیں ،میں آئندہ کوئی غلطی نہیں کروں گی ،بس مجھے بچا لیں۔وہ لوگ مجھے ہر جگہ تلاش کر رہے ہیں۔ایک بار تو میں نے انہیں جھانسا دے دیا اور وہ کسی اور کو پکڑ کر لے گئے مگر وہ اب بھی میری تلاش میں ہر جگہ گھوم رہے ہیں۔"

" دیکھو لڑکی ،تمہارا اور ہمارا اب کوئی تعلق نہیں ہے تو دوبارہ ہمیں فون کر کر اپنا دکھڑا رونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

" ٹھیک ہے ! اگر آپ مجھ سے کیا اپنا وعدہ پورا نہیں کر سکتے تو میں بھی اب آپ سے کیئے سارے وعدے توڑتی ہوں ،اور وہ سی ڈی آج ہی ،بلکہ ابھی ہی اس اے سی پی کو دے دوں گی۔"اس کی بات سن کر دوسری طرف موجود آدمی نے اپنے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا ،اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

" ٹھیک ہے ! ہم تمہیں کسی محفوظ جگہ پہنچا دیں گے جہاں تم تک کوئی پہنچ نہیں سکے گا ،مگر وہ سی ڈی تمہیں ہمارے حوالے کرنی ہو گی۔"

" آپ جیسا کہیں گے میں کروں گی مگر صرف مجھے ان سے بچا لیں۔"

" ایک گھنٹے بعد وہیں آجانا جہاں ہمیشہ آتی ہو ،تب تک ہم تمہیں یہاں سے کہیں دور بھیجنے کے انتظامات کرتے ہیں۔اور ہاں وہ سی ڈی ساتھ لانا مت بھولنا۔"

" نہیں بھولوں گی۔"اس نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔دوسری جانب سے فون کاٹ دیا گیا۔

" اس لڑکی کی خواہش پوری کر دینا۔"اس آدمی کے سامنے بیٹھا شخص کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔

****

" سر اس لڑکی کی خبر مل گئی ہے۔کچھ دیر پہلے ہی اس کا فون ٹریس ہوا ہے۔"

" ویری گڈ! لوکیشن سینڈ کرو اور حمزہ کو انفارم کر دو ہم ابھی نکل رہے ہیں۔"

" اوکے سر!"

" اب تم میرے ہاتھ سے بچ نہیں سکتی۔"اس نے خود سے ہمکلام ہوتے ہوئے کہا۔

آدھے گھنٹے بعد وہ اس جگہ پر تھا جہاں وہ لڑکی آنے والی تھی۔پھر اسے ایک لڑکی آتی دیکھائی دی۔ وہ ڈرخت کی اوٹ میں ہو گیا، وہ لڑکی ایک پرانے گودام کی جانب جا رہی تھی ،وہ اس کے پیچھے آیا مگر اس سے پہلے وہ اس تک پہنچتا ،اس لڑکی کو گولی لگی اور وہ وہیں گر گئی ،وہ جلدی سے اس لڑکی کے پاس آیا مگر وہ لڑکی مر چکی تھی۔اس نے اس کا بیگ چیک کیا تو اس میں سے ایک سی ڈی نکلی۔وہ ابھی اس سی ڈی کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا کہ ایک گولی اس کے بازو کو چیرتی ہوئی گئی۔اس کے باقی ساتھیوں نے آکر اسے کور کیا اور گولی چلانے والے کو ڈھونڈنے لگے۔انہیں دور ایک درخت کی اوٹ میں کوئی کھڑا دیکھائی دیا۔انہوں نے فائرنگ کی تو وہ موقع پر ہلاک ہو گیا۔

" یو فول ! اسے زندہ پکڑنا تھا۔"اس نے اپنے ہاتھ سے خون روکتے ہوئے کہا۔

" سوری سر مگر ہم ایسا نہ کرتے تو وہ آپ کو مار ڈالتا۔"انہوں نے عذر پیش کیا۔

" ڈیم اٹ ! ایک گواہ ہاتھ آ جاتا وہ بھی گیا۔"

" سر آپ کو ہاسپیٹل جانا چاہیئے۔"

" مجھے مت سیکھاؤ کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔"

" تم اے سی پی شہوار کے ہاتھوں سے اتنی آسانی سے بچ نہیں سکتے خان۔"

اسنے غصے سے کہا اور چلتا ہوا اپنی جیپ میں بیٹھ گیا ہاتھ میں ابھی بھی سی ڈی پکڑی ہوئی تھی، جبکہ بازو سے خون بہہ رہا تھا۔

******

" زوہان !" خولہ بیگم کی طبیعت اب ٹھیک تھی وہ رات میں اٹھ کر اپنے روم میں چلی گئی تھی مگر جانے سے پہلے وہ زوہان کو صوفے پر سوتا دیکھ اسے جگا کر بیڈ پر جانے کا بول کر گئی تھی مگر اب جب وہ اسے اٹھانے آئیں تو وہ اب بھی صوفے پر لیٹا ہوا تھا ہاتھ میں ایک ڈائری پکڑی ہوئی تھی۔انہوں نے آہستگی سے اس کے ہاتھ سے وہ ڈائری نکالی۔ڈائری کے اوپر میری زندگی لکھا ہوا تھا ۔وہ حیران ہوئیں۔انہوں نے اسے کھولا تو اندر ایک لڑکی کی فوٹو لگی ہوئی تھی نیچے نام بھی لکھا تھا۔

" نیہا احمد شفی!" انہوں نے نام دہرایا۔زوہان کو نیند میں ہاتھ میں ڈائری نہ ہونے کا احساس ہوا تو اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔خولہ بیگم ڈائری کا صفحہ پلٹ رہی تھی۔وہ یک دم اٹھا۔

" ماما ! آپ ٹھیک ہیں؟"

خولہ بیگم اس کے اس طرح پوچھنے پر مسکرائی۔

" میں ٹھیک ہوں اب۔کیا تم اس لڑکی کو جانتے ہو؟" انہوں نے سوال کیا تو گڑبڑا گیا۔

" وہ ---- ہاں--- میرا مطلب نہیں جانتا بس ایک بار ملاقات ہوئی تھی اس سے۔"

زوہان نے سنبھلتے ہوئے کہا۔

" تمہیں پتہ ہے یہ وہ ہی لڑکی ہے جس نے میری مدد کی تھی اور مجھے گھر کے اندر لائی۔"خولہ بیگم نے اسے بتایا۔

" جانتا ہوں ماما! مجھے یہ ڈائری بھی رحیم بابا نے دی تھی شاید غلطی سے آپ کی کار میں گر گئی تھی۔"

" اور تم نے کسی کی امانت کو واپس دینے کے بجائے اسے پڑھنا اسٹارٹ کر دیا۔"خولہ بیگم کی بات پر زوہان کو شرمندگی ہوئی۔

" میں آج اسے واپس کر دوں گا۔"زوہان نے آہستہ لہجے میں کہا۔

" جب تم نیہا سے ملو تو اسے کہنا میں اس سے ملنا چاہتی ہوں۔"خولہ بیگم نے مسکرا کر کہا اور ڈائری اس کی جانب بڑھائی۔

" جی ماما!" اس نے ان کے ہاتھ سے ڈائری لیتے ہوئے کہا۔

" جلدی سے فریش ہو جاؤ پھر اکھٹے ناشتہ کریں گے۔"اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کو وہ روم سے نکل گئی۔

" ہمم ! تو مس نیہا احمد شفی ! آپ نے مجھے اپنا مقروض بنا دیا ہے چلیں پھر قرض اتار ہی دیتے ہیں۔"

وہ خود سے باتیں کرتا ڈائری دراز میں ڈال کر واش روم کی سمت چلا گیا۔

******

" کالج نہیں جانا آج ؟" نمرہ نے گھر میں داخل ہوتے ہی ناشتہ کرتی نیہا سے پوچھا۔

" نہیں ! " ایک لفظی جواب دے وہ پھر سے پراٹھا کھانے لگی۔

" کیوں؟؟؟" نمرہ نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

" کیونکہ نایاب آپی کی شادی ہو رہی ہے اور مجھے شادی کی رسموں کو انجوائے کرنا ہے۔"

نیہا نے اس کے منہ میں نوالہ دیتے ہوئے کہا۔

" کیا ! نایاب آپی کی شادی ہو رہی ہے اور تم نے مجھے بتایا بھی نہیں۔"نمرہ نے بامشکل نوالہ نگلتے ہوئے شکوہ کیا۔

" تو ابھی کیا تمہاری روح کو بتایا ہے میں نے۔"

" چھوڑو سب یہ بتاؤ کب ہے شادی اور کس سے ہو رہی ہے ؟" نمرہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" نمیر بھائی سے۔"

" واؤ یار ! مجھے نمیر بھائی بہت اچھے لگتے ،کیا پرسینالٹی ہے ان کی۔"

" اپنی چیل جیسی نظریں نہ گاڑ میرے دلہا بھائی پر۔"نیہا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

" بھائی ہیں میرے وہ اچھا۔"نمرہ نے اس کے کندھے پر مارتے ہوئے کہا۔

"کب ہے شادی بتاؤ نہ؟" نمرہ نے بے چینی سے کہا۔

" جمعے کو نکاح ہے۔"

" کیا ؟؟؟؟ اس جمعے کو یار تین دن رہتے ہیں جمعے میں تو۔"

" ہاں تو اسی لئے تو کالج سے چھٹی کر رہی ہوں۔ آج آپی کو مایوں بیٹھا دے گیں۔یہ تین دن ہم نے خوب ہلا گلا کرنا ہے۔"

" بہت مزہ آنے والا ہے۔"نمرہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اچھا نایاب آپی کہاں ہیں مجھے انہیں مبارک باد دینی ہے۔"

" وہ چھت پر گئی ہیں اپنی چڑیوں کو پانی دینے۔"

اچھا !" نمرہ اچھا کہہ کر سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی۔

" تم کہاں چلی کالج نہیں جانا تم نے؟" نیہا نے اسے اوپر جاتا دیکھا تو ٹوکا۔

" کیوں نایاب آپی میری بہن نہیں ہیں ؟ مجھے بھی ان کی شادی کو انجوائے کرنا ہے۔"نمرہ کہہ کر اوپر کی جانب چلی گئی۔

****

" شہوار ! کیا ہو گیا ہے ؟ کیوں ناراض ہو رہے ہو بس ایک جاب کی بات ہی تو ہے۔"

رانیہ نے منہ بنا کر بیٹھے شہوار سے کہا۔

" میرے ہوتے ہوئے تمہیں جاب کرنے کی کیا ضرورت ہے ؟ میں ہوں نہ تمہارا اور خالہ کا خرچ بآسانی اٹھا سکتا ہوں۔"

" مجھے پتہ ہے مگر ،ہم تمہاری ذمہ داری نہیں ہیں۔"

" ایسی باتیں کر کر تم مجھے پرایا کر رہی ہو۔"شہوار نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی۔

" تم سمجھ نہیں رہے میری بات ،ابھی ہماری شادی نہیں ہوئی ہے اور جب تک نہیں ہوتی میری ماں میری ذمہ داری ہے اور میں اپنی ذمہ داری نبھانا چاہتی ہوں۔"

" مسئلہ شادی کا ہی ہے نہ تو چلو ابھی کر لیتے ہیں شادی۔"شہوار نے آگے ہوتے ہوئے کہا۔

" بس ہر وقت جذباتی فیصلے،پہلے خالہ کو تو منا لو ایسے کیسے شادی کر لوں تم سے اور اگر خالہ نہ مانی تو میں تم سے شادی کبھی نہیں کروں گی۔میں ناپسندیدہ بہو نہیں بننا چاہتی۔"

" ہو گیا تمہارا؟"

" شہوار!"

" امی کو میں منا لوں گا اور رہی بات جاب کی تو ٹھیک ہے کر لو جاب مگر صرف دو مہینے تک اس کے بعد ہمارا نکاح ہو گا اور تم جاب چھوڑو گی۔"

" تھینک ہو شہوار!"

" بس اب چلو ،ساری زندگی یہیں بیٹھنا ہے۔"شہوار نے اٹھتے ہوئے کہا۔وہ ایک کافی شاپ میں بیٹھے تھے۔شہوار کے اٹھتے ہی رانیہ بھی کھڑی ہو گئی اور اس کے پیچھے پیچھے باہر آگئی۔

" بیٹھو!" شہوار نے گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولتے ہوئے کہا۔رانیہ چپ چاپ بیٹھ گئی۔شہوار نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور سنجیدگی کے ساتھ ڈرائیو کرنے لگا۔

" خفا ہو ؟" رانیہ نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

" ہاں ! مگر تمہیں کیا فرق پڑتا ہے ،میری محبت تو کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتی تمہارے نزدیک تبھی اتنی آسانی سے مجھے چھوڑنے کی بات کہہ جاتی ہو۔"

شہوار نے خفا لہجے میں کہا۔

" آئی ایم سوری نہ ! میرا مطلب وہ نہیں تھا۔"رانیہ نے کان پکڑ کر کہا۔

" پھر کیا مطلب تھا کیا اتنا آسان ہے تمہارا مجھ سے دستبردار ہونا؟" شہوار نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

" رانیہ مر سکتی ہے مگر شہوار کو چھوڑ نہیں سکتی۔"

" سر ! سر حمزہ آئے ہیں۔"رحیم کی آواز اسے واپس حال میں لائی۔وہ سیدھا ہوا تو درد کی ایک لہر اس کے بازو میں دوڑ گئی۔

" بلاؤ اسے۔"

" جی سر!" وہ سر ہلاتا کیبن سے باہر چلا گیا۔کچھ دیر بعد حمزہ اندر داخل ہوا۔

" تمہیں آرام ی ضرورت ہے اور تم گھر پر جانے کے بجائے یہاں آگئے۔"حمزہ نے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" جب تک اس خان کو میں پکڑ نہیں لیتا ،مجھے سکون نہیں آئے گا۔"

" لیکن تمہیں گولی لگی ہے۔"

" تو کیا ہوا یہ تو اب زندگی کا حصہ ہے۔"

" کیا رانیہ کو بھی یہی جواب دیتے تم؟" حمزہ کی بات پر شہوار نے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔

" اسی کے لیئے تو کر رہا ہوں یہ سب۔"

" لیکن!"

" لیکن ویکن چھوڑ یہ بتا اس سی ڈی کا کیا سین ہے؟" شہوار نے مطلب کی بات کی۔

"کچھ بھی نہیں ہے اس میں ، بلینک ہے بالکل۔"

" کیا مطلب بلینک؟ " شہوار اپنی کرسی سے آگے ہوا۔

" مطلب کچھ بھی نہیں ہے اس میں سوائے اس سی ڈی پر لکھے ٹائیٹل کے۔"

" ٹائیٹل ؟ کیسا ٹائیٹل؟"

" حور" بس یہی لکھا تھا اس پر۔

" اس کے پرس سے کچھ اور ملا؟"

" ہاں ایک چابی ملی ہے ،جو مشکوک لگی مجھے باقی وہی نارمل لڑکیوں کا سامان تھا۔"اس نے ایک چابی اس کی جانب بڑھائی۔

"کس چیز کی ہو سکتی ہے یہ چابی؟" اس نے چابی کو ہاتھ میں لے کر سوچا۔

" جلدی گھر چلے جانا۔"حمزہ اسے کہتا اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا اور اس سے ہاتھ ملا کر کیبن سے نکل گیا۔پیچھے شہوار اس چابی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

****

"چلو اسٹارٹ کرتے ہیں۔ایک ٹیم میری اور دوسری ٹیم نمرہ کی۔"نیہا نے ڈھولکی کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔آج نایاب کی مہندی کا فنکشن کیا جا رہا تھا۔ویسے تو سب سادگی سے ہونا تھا مگر نمرہ اور نیہا نے اپنی ساری سہیلیاں اور محلے کی سب لڑکیوں کو جمع کر لیا تھا۔نایاب کو نیہا نے گھونگٹ اوڑھا دیا تاکہ کوئی اسے دیکھ نہ سکے بقول نیہا کے دلہن کو اب صرف نکاح کے بعد ہی دیکھ سکتے تھے سب۔

ٹپے ٹپیاں دی دے واری
میں کڑی لہور شہر دی
ایناں ٹپیاں تو نہ ہاری

نیہا نے ڈھولک بجاتے ہوئے ٹپے گانا اسٹارٹ کئے۔

چٹا ککڑ بنیرے تے
چٹا ککڑ بنیرے تے
کاسنی ڈوپٹے والیے منڈا صدقے تیرے تے
کاسنی ڈوپٹے والیے منڈا صدقے تیرے تے

اپنی ٹیم کے ساتھ گاتی نیہا نے چیلینجنگ انداز میں نمرہ کی طرف دیکھا تو نمرہ نے گانا اسٹارٹ کیا۔

کنڈا لگ گیا تھالی نوں

کنڈا لگ گیا تھالی نوں

ہتھاں اتھے مہندی لگ گئی

اک قسمت والی نوں

ہتھاں اتھے مہندی لگ گئی

اک قسمت والی نوں

"میری باری۔"نیہا نے کہا

کوٹھے تے آ ماہیا

کوٹھے تے آ ماہیا

ملنا تے مل آ کے نہیں تے خسماں نوں کھا ماہیا

ملنا تے مل آ کے نہیں تے خسماں نوں کھا ماہیا

نیہا نے گاتے ہی سب لڑکیاں ہنسنے لگیں تو نمرہ بھی میدان میں آ گئی۔

" سنو سنو سنو ! یہ ہیں نیہا کے ہونے والے وہ جو اپنی فیلنگز بیان کر رہے ہیں۔

کی لینا اے متراں توں

کی لینا اے متراں توں

ملن تے آ جاواں ڈر لگتا ہے چھتراں توں

نمرہ کے گاتے ہی نیہا نے اسے مکا بنا کر دیکھایا۔

آدھی رات تک سب نے ہلا گلا کیا، پھر نایاب کی حالت دیکھ کر نیہا اسے کمرے میں لے آئی۔

" آپی ! مجھے یقین نہیں آ رہا کل آپ کی شادی ہے اور وہ نمیر بھائی کے ساتھ۔"نیہا نے خوشی سے اسے خود میں بھینچتے ہوئے کہا۔

" نیہا ! کیا کر رہی ہو۔"باہر سے آتی نمرہ کی آواز پر وہ پیچھے ہٹی۔

" آپی ! آپ آرام کرو۔میں ذرا ان سب کو نمٹا لوں۔"نیہا کہہ کر باہر کی جانب چلی گئی۔نایاب نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔کل کا دن اس کی زندگی میں اس کی سب سے بڑی خوشی کو لانے والا تھا۔

****

" نایاب احمد بنتِ احمد شفی کیا آپ کو نمیر خان ولد جلال خان سے با عوض 50 لاکھ حق مہر نکاح قبول ہے۔"

مولوی صاحب کے پوچھنے پر نایاب نے سر اٹھا کر باپ کی جانب دیکھا۔

" کیا میں اپنی شرائط بھی لکھوا سکتی ہوں نکاح نامے میں؟" نایاب نے مولوی سے پوچھا۔

" ہاں ہاں بیٹا کیوں نہیں۔"انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں چاہتی ہوں میرا حق مہر شرعی ہو۔اس کے علاوہ میری کوئی شرط نہیں۔"

" جیتی رہو میری بچی۔"مولوی نے اس کے سر پر سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

" نایاب احمد بنتِ احمد شفی کیا آپ کو نمیر خان ولد جلال خان سے با عوض شرعی حق مہر نکاح قبول ہے۔"

" قبول ہے!"

تین بار قبول ہے کے بعد نمیر نے اعجاب و قبول کیا۔نایاب احمد نایاب نمیر خان بن گئی۔ نمیر کو زندگی کی سب سے بڑی خوشی مل گئی تھی مگر اماں بابا کی غیر موجودگی اس کے لئے دکھ کا باعث تھی۔

نکاح کے آدھے گھنٹے بعد رخصتی ہو گئی۔ نمیر اسے لے کر گھر آیا۔ملازمہ کے ذریعے نایاب کمرے تک آئی۔

اسے بیس منٹ ہو گئے تھے نمیر کا انتظار کرتے مگر نمیر کا کوئی اتہ پتہ نہ تھا۔وہ بیڈ سے اتر کر دائیں جانب آئی جہاں نمیر کی ایک بڑی سی فوٹو لگی ہوئی تھی۔وہ مسکرا رہا تھا کچھ پل تو وہ اسکی مسکراہٹ میں کھوگئی۔ نمیر کے بارے میں سوچتی وہ خود بھی مسکرانے لگی۔ تبھی دروازہ کھلنے کی آواز آئی اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو نمیر درازہ بند کر رہا تھا۔اس کی دل کی دھڑکن پل بھر کو تھمی۔وہ نظر جھکائے کھڑی رہی۔ نمیر اس کے سامنے آیا۔

" نایاب مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔"اسے نمیر کا لہجہ تھوڑا افسردہ لگا۔

" جی!" اس نے نظر اٹھا کر پوچھا۔ نمیر اس کا ہاتھ تھام کر اسے بیڈ تک لایا۔

"اماں کو ہارٹ اٹیک آیا ہے ،مجھے جانا ہو گا ابھی۔"

" ہارٹ اٹیک ! مگر کیسے ؟"

" پتہ نہیں وہ شہر کے ہاسپٹل میں ہیں ،مجھے وہاں جانا ہے۔میں آپ سے اجازت لینے آیا تھا۔"

"نمیر اس میں اجازت کیسی ،اماں کی طبیعت ٹھیک نہیں اور آپ ابھی تک ایسے ہی بیٹھے ہیں ،چلیں مجھے بھی جانا ہے ان کے پاس۔"وہ کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔

" نایاب رات بہت ہو چکی ہے آپ ابھی آرام کریں میں صبح آؤں گا پھر آپ کو لے جاؤں گا۔"

" مگر !"

" پلیز نایاب!" نمیر نے التجا کی۔

" ٹھیک ہے آپ جائیں اور مجھے بتاتے رہیئے گا اماں کی کنڈیشن۔"

" ٹھیک ہے۔آپ آرام کر لیجئے گا۔"وہ اس کا گال تھپتھپاتا روم سے نکل گیا۔

نایاب نے کپ بورڈ سے ایک نارمل سوٹ نکالا اور چینجنگ روم میں چلی گئی۔کچھ دیر بعد وہ میک اپ سے پاک دھلے ہوئے چہرے کے ساتھ باہر آئی اور جائے نماز کی تلاش میں نظر دوڑائی اسے ایک ٹیبل پر سلیقے سے رکھی جائے نماز نظر آئی۔اس نے نوافل کی نیت باندھ لی۔ہر دعا میں زلیخاں اماں کی زندگی کی دعا کر رہی تھی۔ صبح فجر کی نماز کے بعد اس کی آنکھ لگ گئی۔وہ وہیں مصلے پر ہی سو گئی۔

****

آٹھ بجے کے قریب نمیر گھر آیا۔اس نے سب سے پہلے ملازمہ سے نایاب کا پوچھا۔

" بیگم صاحبہ نے ناشتہ کر لیا؟"

" نہیں صاحب ! وہ تو نیچے ہی نہیں آئیں۔" نمیر پریشان ہوتا اوپر روم کی جانب بڑھا۔دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا تو نایاب کو مصلے پر سوتا پایا۔وہ آہستہ سے چلتا اس کے پاس آیا اور نیچے بیٹھ گیا۔

" نایاب! اس نے اسے آواز لگائی مگر وہ نہ ہلی۔اس نے دو بار اسے پکارا مگر شاید بہت گہری نیند میں تھی وہ۔نمیر نے اسے باہوں میں اٹھایا اور بیڈ پر لے آیا۔اسے لیٹا کر ابھی وہ اس کا کمفرٹر صحیح کر رہا تھا جب اسے نایاب کی آواز سنائی دی۔

" اماں ٹھیک ہو جائیں گی۔"وہ نیند میں بول رہی تھی نمیر مسکرا دیا۔اسے کمفرٹر اوڑھا کر وہ اپنے کپڑے لے کر واش روم میں چلا گیا۔

نمیر کا فون رنگ ہوا تو نایاب کی آنکھ کھلی۔پہلے تو وہ خود کو بیڈ پر دیکھ کر حیران ہوئی پھر واش روم سے شاور کی آواز آنے پر سمجھ گئی کہ نمیر واپس آ گیا تھا۔وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور سر پر سلیقے سے ڈوپٹہ کو جمایا۔تبھی نمیر نہا کر نکلا۔

" آپ اٹھ گئی؟ " اس نے اسٹینڈ پر تولیا ٹانگتے ہوئے پوچھا۔

" وہ آپ کا فون بج رہا تھا۔"نایاب کے کہنے پر نمیر اپنے فون کی جانب بڑھا۔فون چیک کرنے کے بعد وہ آئینے کی جانب آیا اور اپنے بال بنانے لگا۔گاہے بگاہے نظر نایاب پر بھی ڈال رہا تھا جو سر جھکائے کھڑی اپنی انگلیوں کو آپس میں مسل رہی تھی۔

" اماں ٹھیک ہیں اب۔"نمیر نے اس کی جانب مڑتے ہوئے کہا۔نایاب نے اس کی جانب دیکھا وہ کیسے اس کے دل کی بات جان گیا۔

" آپ تیار ہو جائیں ،ناشتے کے بعد اماں سے ملنے چلتے ہیں وہ آپ کا پوچھ رہی تھیں۔" نمیر نے برش ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔نایاب سر ہلاتی واش روم کی جانب بڑھ گئی۔

وہ نہا کر نکلی تو نمیر روم میں نہیں تھا۔اس نے بالوں کو ڈرائیر سے سکھایا۔جب وہ بال باندھ رہی تھی تو نمیر روم میں داخل ہوا۔

" ہاں ! آج کی میٹنگ کینسل کر دو۔"

" نہیں آج نہیں آ سکتا ،آج پاسیبل نہیں ہے۔"

" جو کام کہا تھا وہ ہوا ؟"

" اوکے میں شام میں ملتا ہو ں تم سے۔"نایاب اس کی آواز سن رہی تھی جو شاید اپنے آفس ورکر سے بات کر رہا تھا۔وہ بات ختم کر کر مڑا تو نایاب سر پر ڈوپٹہ لے رہی تھی۔وہ اس کی جانب بڑھا۔

" چلیں! " اس نے اس کا ہاتھ تھاما۔

" جی!" وہ جی کہتی اس کے ساتھ چل پڑی۔ناشتے کی ٹیبل پر وہ ہر چیز خود اس کی جانب بڑھا رہا تھا۔ اس کی اتنی پرواہ پر نایاب ہولے سے مسکرا دی۔

" نمیر ! بس کریں ،اب نہیں کھایا جائے گا۔"اس نے جوس کا گلاس ختم کرتے ہوئے کہا۔نمیر نے اس کی جانب دیکھا اس کے چہرے کی معصومیت پر وہ مسکرا دیا۔

" راشدہ! " اس نے ملازمہ کو آواز لگائی۔

" بی بی کی چادر لاؤ!" نمیر نے کہا تو فورا دوڑ کر روم میں گئی اور چادر لے آئی۔نمیر نے چادر پکڑ کر نایاب کے کندھوں کے گرد چادر ڈالی۔

" چلیئے۔"وہ اسے لے کر پورچ تک آیا۔گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولتے ہوئے مسکرایا۔نایاب کے بیٹھنے کے بعد اس نے اپنی سیٹ سنبھال لی۔

" اماں بہت ٹینشن لیتی ہیں میری۔ڈاکٹر نے بھی یہی وجہ بتائی ہے ، مگر اب اماں بہتر ہیں۔"

" اماں آپ سے بہت محبت کرتی ہیں نہ۔"

" بہت زیادہ!" نمیر کے چہرے پر فخر تھا۔

" وہ تو آپ سے بھی بہت محبت کرتی ہیں۔" نمیر نے کہا۔

" مجھ سے مگر وہ تو مجھ سے کبھی ملی ہی نہیں۔"

" انہیں اپنے بیٹے کی پسند سے بے انتہا محبت ہے۔آپ ملیں گی تو جان جائیں گی۔"

نمیر نے مسکرا کر کہا وہ اس کی مسکراہٹ میں کھو گئی۔اسے اپنی قسمت پر رشک ہونے لگا تھا۔

"کیا ہوا؟" خود پر اس کی نظروں کا ارتکاز محسوس کر کر نمیر نے پوچھا۔

"کچھ نہیں !" نایاب گڑبڑائی اور نظروں کا زاویہ کھڑکی سے باہر کی جانب موڑ لیا۔

****

"سر! اس لڑکی کا کام ہو گیا ہے لیکن وہ سی ڈی اے سی پی لے گیا۔"

اس شخص کی بات پر مقابل اپنی کرسی سے فورا کھڑا ہوا۔

"ایک کام دیا تھا تم لوگوں کو وہ بھی صحیح نہیں کر پائے۔اس اے سی پی کو وہاں کی انفارمیشن کس نے دی؟ "

اس نے غصے سے کھڑکی کی باہر کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"سر !ہم نہیں جانتے وہ ہم سے پہلے ہی وہاں موجود تھا۔"

"کچھ بھی ہو وہ سی ڈی مجھے چاہیئے۔"اس نے گھر میں داخل ہوتے شخص کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"سر !ہم نے تھانے میں اپنے ساتھی کو سب معلومات دینے کا کہا جیسے ہی کچھ معلوم ہوتا ہے میں آپ کو مطلع کرتا ہوں۔"

"تم جانتے ہو نہ اس بار غلطی کی گنجائش نہیں ہے۔"

"جی سر! " اس نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

" معلوم کرو اس اے سی پی کے ساتھ اور کون کون اس کام میں شامل ہے۔"

" جی سر!"

" کیا حال ہے خان؟" جانی پہچانی آواز پر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

" جو کہا ہے جلدی ہو جانا چاہیے۔"وہ فون بند کرتا مقابل کے پاس چلتا ہوا آیا اور اس سے بغل گیر ہو گیا۔

*****

" خان صاحب! نمیر کہاں ہے؟" زلیخاں اماں نے جلال خان سے پوچھا جو ان کے بیڈ کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔

" گھر گیا ہے؟" انہوں نے نارمل لہجے میں جواب دیا۔

" خان صاحب ! میرے بیٹے سے ایسا کون سا گناہ ہو گیا ہے جو آپ اسے معاف ہی نہیں کر رہے ۔اب تو گل بھی اپنے گھر میں بہت خوش ہے۔"

" ڈاکٹر نے آپ کو آرام کرنے کا بولا ہے،زیادہ باتیں نہ کریں۔"انہوں نے اپنے لہجے کو نارمل ہی رکھا۔

" اماں!" تبھی نمیر روم میں داخل ہوا، مگر جلال خان کو دیکھ کر اس کی باقی بات منہ میں ہی رہ گئی۔

" آگیا میرا بیٹا!" زلیخاں اماں نے خوشی سے اس کی جانب دیکھا۔جلال خان اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے اور باہر کی جانب قدم بڑھا دیئے، مگر نمیر کے پیچھے سے نکلتی نایاب کو دیکھ کر رک گئے۔

" السلام علیکم بابا!" نایاب نے فورا سلام کیا۔وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر آگے بڑھ گئے۔

" نمیر ! " زلیخاں اماں نے اسے پکارا جو جلال خان کو جاتے دیکھ رہا تھا۔وہ ان کی طرف مڑا اور مسکراتے ہوئے انکے پاس آیا۔

" اماں ! دیکھیں کون آیا ہے۔"

" ماشا اللہ میری بہو تو چاند کا ٹکڑا ہے۔"ان کی تعریف پر نایاب جھینپ گئی۔

" دیکھ لیں آپ کے جیسی ہی ہے نہ۔"

" چل جھلا! نایاب بیٹا!اماں کے پاس نہیں آؤ گی؟" انہوں نے بیڈ کے کنارے کھڑی نایاب سے کہا۔وہ سر ہلاتی ان کے پاس آئی۔

" میرے بیٹے کا دھیان رکھنا،تھوڑا غصے کا تیز ہے مگر جن سے محبت کرتا ہے ان کے لئے بالکل موم جیسا ہے۔"ان کی بات پر پہلے تو نایاب حیران ہوئی پھر مسکرا دی۔

" اماں ! آپ جلدی سے ٹھیک ہو جائیں پھر آپ کو گھر چلنا ہے میرے ساتھ۔"نایاب نے ان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ نمیر بیڈ پر ان کے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا۔

" آؤں گی بھئی میں۔اکلوتی بہو سے ہی نخرے جو اٹھوانے ہیں۔"انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" لیکن مجھے تو آپ کو نخرے دیکھانے ہیں ، نمیر نے کہا تھا آپ مجھ سے محبت کرتی ہیں ، اتنے سالوں بعد میری ماں مجھے ملی ہے تو میرا حق بنتا ہے کہ میری ماں میرے نخرے اٹھائے۔"

نایاب کی بات پر زلیخاں کی آنکھیں نم ہو گئیں۔انہوں نے اسے سینے سے لگا لیا۔

" ہاں! میری بچی ،تیری ماں ہے نہ تیرے نخرے اٹھائے گی۔"انہوں نے نایاب کے آنسو صاف کیئے۔

وہ ان کے پاس بیٹھی ان سے باتیں کرتی رہی اور نمیر ددونوں کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

****

" زوہان! کہاں گم ہو ؟"

روحیل نے آفس میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔روحیل کی آواز پر وہ سوچوں کی دنیا سے باہر آیا۔

"تم کب آئے؟" وہ سیدھا ہو کر بیٹھا اور ہاتھ میں پکڑی ڈائری دراز میں ڈالی۔

" یہ کیا تھا؟" روحیل نے ڈائری کی جانب اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

" کچھ نہیں ! تم بتاؤ کیسے آنا ہوا؟" زوہان نے اسے ٹالا۔

" باس نے کہا ہے آج پراجیکٹ کی فائل کمپلیٹ چاہیئے انہیں۔"روحیل بولتا ہوا اس کے سامنے والی چیئر پر بیٹھ گیا۔

"فائل کمپلیٹ ہی ہے بس کچھ پوائنٹس رہتے ہیں میں آدھے گھنٹے تک فائل کمپلیٹ کر دیتا ہوں۔"زوہان نے فائل کھولتے ہوئے کہا۔

" زوہان ! ایک بات تو بتاؤ۔"روحیل نے کہا تو اس نے فائل سے نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔

" تمہارے ڈیڈ کا جو بزنس ہے تم وہ کیوں نہیں سنبھال لیتے ایسے نوکری پر خوار ہونا ضروری ہے کیا؟"

" ڈیڈ کا بزنس ابھی توقیر انکل سنبھال رہے ہیں ،اور میں بنا کسی تجربے کے بزنس نہیں سنبھال سکتا ۔نیکسٹ منتھ ایک سال پورا ہو جائے گا مجھے یہاں جاب کرتے ہوئے پھر میں کوشش کروں گا ڈیڈ کے بزنس کو یہاں سیٹ اپ کروں۔توقیر انکل میری مدد تو کر رہے ہیں مگر وہ کب تک ڈیڈ کا بزنس سنبھال سکتے ہیں۔"

" یہی تو میں کہہ رہا ہوں وہ بزنس اب تمہارا ہے اور تمہیں کسی اور بھروسہ کرنے کے بجائے خود اسے آگے بڑھانا چاہیئے۔"روحیل نے اسے سمجھایا۔

" نیکسٹ منتھ جا رہا ہوں وہاں جاب سے ریزائن بھی دے رہا ہوں۔"

" یہ ہوئی نہ بات۔"روحیل نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا دیا۔

روحیل اٹھ کر کیبن سے نکلا تو زوہان پھر سے نیہا کے بارے سوچنے لگا۔تین دن سے وہ رحیم بابا سے نیہا کا پوچھ رہا تھا مگر رحیم بابا نے اسے کالج جاتے دیکھا تھا اور نہ واپس آتے۔اسے خود سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیوں اتنا بے چین ہو رہا ہے اس سے ملنے کے لئے۔پھر اپنی سوچوں کو جھٹکتے وہ فائل کی جانب متوجہ ہو گیا۔

****

"بابا ! نایاب آپی نہیں آئی ابھی تک۔"

1 بجنے والا تھا نمیر نایاب کو لے کر آنے والا تھا مگر ابھی تک نہیں آیا تھا۔

"بیٹا! تم تو آرام سے بیٹھ جاؤ۔"

"بابا ! آپ کو نہیں پتہ کل سے اب تک میں نے آپی کو کتنا مس کیا ہے۔"

نیہا نے ان کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ تو فطری ہے بیٹا! تمہیں تو خوش ہونا چاہیئے کہ تماری نایاب آپی اپنے گھر کی ہو گئی ہے۔"

"میں خوش ہوں بابا! بس ان کی یاد آتی ہے بہت۔"

نیہا نے معصومیت سے کہا تو وہ مسکرا دیئے۔تبھی دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز پر نیہا اپنی جگہ سے اچھل کر کھڑی ہوئی۔

"نمیر بھائی آگئے۔"اس نے جلدی سے دروازہ کھولا مگر سامنے نمرہ کو دیکھ کر اس کا منہ بن گیا۔

" تم کیوں آئی ہو؟" اس نے چڑ کر پوچھا تو نمرہ نے اسے گھورا۔

" مطلب کیا ہے تمہارا اس بات سے ہاں؟ میری آپی آج آنے والی تھیں ان سے ہی ملنے آئی ہوں۔"نمرہ اسے راستے سے ہٹاتی گھر میں داخل ہوئی۔

" السلام علیکم انکل! " نمرہ نے احمد شفی کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔

" وعلیکم السلام بیٹا!" انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

" انکل ! آپی نہیں آئی ابھی تک؟" نمرہ نے پوچھا۔

" نہیں بیٹا! ابھی تک تو نہیں آئی، آنے والی ہی ہو گی۔"انہوں نے کہا۔نیہا نمرہ کے پاس آکر بیٹھی تو نمرہ نے اس کا پھولا منہ دیکھا۔

" تم فون کر کر ان سے پتہ کر لو وہ کب تک آئیں گے یوں سڑا ہوا منہ بنانے سے کیا ہو گا۔"نمرہ نے کہا تو نیہا فورا کھڑی ہو ئی۔

" کہاں چلی؟" نمرہ نے اسے کمرے میں جاتا دیکھا تو پوچھا۔

" فون کرنے۔"اس نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

تقریبا پانچ منٹ بعد وہ کمرے سے باہر آئی۔

" کیا ہوا کہا انہوں نے؟" نمرہ نے پوچھا۔

" نایاب آپی سے بات ہوئی میری ،وہ کہہ رہی ہیں دوپہر کے بعد آئیں گی ابھی وہ ہاسپٹل میں ہیں ،نمیر بھائی کی مما کو ہارٹ اٹیک آیا تھا کل تو وہ ان کے پاس ہیں۔"

" اللہ انہیں صحت دے۔آمین!" احمد شفی نے کہا تو نیہا اور نمرہ بھی آمین کہا۔

****

" مجھے تم سے ملنا ہے؟" شہوار نے فون پر کہا۔

" ملنا تو مجھے بھی ہے ،کچھ انفارمیشن ہے میرے پاس جو تمہارے ساتھ شئیر کرنی ہے۔"مقابل نے کہا تو شہوار چونکا۔

" کیسی انفارمیشن؟" اس نے پوچھا۔

" حور کون ہے مجھے معلوم ہو گیا ہے تم سے مل ساری ڈیٹیلز بتاتا ہوں۔"

" ٹھیک ہے میں انتظار کروں گا۔"شہوار نے کہہ کر فون بند کر دیا۔

" سر ! " کریم نے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر اسے بلایا۔

" کیا کام ہے؟" شہوار نے غصے سے پوچھا۔

" وہ سر آج جلدی گھر جانا ہے میری بیٹی بیمار ہے اسے ڈاکٹر کے پاس لے کر جانا ہے۔"کریم نے التجائی انداز میں کہا تو شہوار نے غور سے اس کے چہرے کی جانب دیکھا۔

" ٹھیک ہے جاؤ۔"اسے اجازت دیتا وہ حمزہ کو فون ملانے لگا۔

" ہاں ! حمزہ رات کو تمہارے گھر پر ملتے ہیں کچھ ڈسکس کرنا ہے اپنی ٹیم کو بھی وہیں بلا لینا۔"حمزہ سے بات کرتے اس کی نظر کریم پر پڑی جو وہیں کھڑا اس کی بات سن رہا تھا۔

" جاؤ اب۔"شہوار نے کہا تو وہ فورا وہاں سے باہر چلا گیا۔

" جو کہا تھا ہو گیا؟"

شہوار نے آہستگی سے پوچھا۔

" ہاں !"

" سب کچھ پلان کے مطابق جا رہا ہے اب اس خان کو سامنے آنا ہی پڑے گا۔"

اس کیس میں اس کے چہرے پر پہلی بار مسکراہٹ آئی تھی۔

****

"آپی ! آپ کی ساس کیسی ہیں؟" نایاب پانچ بجے کے قریب گھر آئی تھی نمیر اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔وہ ایک گھنٹے میں واپس آنے کا کہہ کر گیا تھا۔

" وہ بہت اچھی ہیں۔ان کی طبیعت بھی اب سنبھل گئی ہے۔"نایاب نے دھیمے لہجے میں کہا۔

" نمیر بھائی آپ کے ساتھ ٹھیک ہیں ؟" نیہا نے پوچھا تو نایاب ہنس دی۔

" ہنس کیوں رہی ہیں؟" نیہا نے خفا لہجے میں پوچھا۔

" کیونکہ بڑی بی لگ رہی ہو ایسے سوال کرتی ہوئی۔"نایاب نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں تو ایسے ہی پوچھ رہی تھی۔"نیہا نے منہ بسور کر کہا۔

" تمہیں نمیر پر بھروسہ نہیں ہے؟" نایاب نے پوچھا تو وہ مسکرا دی۔

" مجھے تو ان پر پورا بھروسہ ہے۔"اس نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ بہت اچھے ہیں۔"نایاب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اچھا یہ بتائیں نمیر بھائی نے آپ کو منہ دیکھائی میں کیا دیا؟" نیہا نے پوچھا تو اسے یاد آیا رات میں سب کچھ اتنی جلدی ہوا نمیر نے اسے منہ دیکھائی دی ہی نہیں۔

" گھر پر ہے تم آؤ گی نہ میرے گھر تو دیکھاؤں گی۔"نایاب نے کہا تو نیہا مسکرا دی۔

" یہ بھی صحیح ہے---- اچھا اب تو نمیر بھائی کے بابا بھی مان گئے ہونگے نہ پھر بتائیں آپ کا ولیمہ کب ہے؟"

" نہیں نیہا ! رشتوں کو جڑنے میں وقت لگے گا۔"

نایاب نے افسردہ لہجے میں کہا۔

" آپی! آپ اداس کیوں ہو رہی ہیں بیٹھیں یہاں میں آپ کے لئے کچھ لاتی ہوں۔"نیہا کہہ کر روم سے چلی گئی۔نمرہ اس سے مل کر چلی گئی تھی اور احمد شفی عصر کی نماز ادا کرنے گئے تھے۔وہ بیٹھ کر نمیر کے بارے سوچنے لگی۔

****

ایک گھنٹے بعد نمیر آیا تھا۔اس کے ہاتھ میں شاپنگ بیگز تھے۔

"بھائی ! یہ کیا ہے؟" نیہا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" یہ بھائی کا بہن کو تحفہ ہے۔"نمیر نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

" اب آپ ان تکلفات میں پڑیں گے؟" نیہا نے کہا تو نمیر مسکرا دیا۔

" گڑیا ! یہ تمہارا حق ہے اور حق وصول کیا جاتا ایسے منہ نہیں بنایا جاتا۔"

نمیر کی بات پر نایاب مسکرا دی۔

" نمیر صحیح کہہ رہے ہیں نیہا ! اپنے بھائی کا تحفہ قبول نہیں کرو گی؟" نایاب نے کہا تو نیہا مسکرا دی۔

" ٹھیک ہے۔"نیہا نے شاپنگ بیگز پکڑتے ہوئے کہا۔

" میں چائے لاتی ہو۔"نیہا جلدی سے کچن میں گئی۔

" نمیر بیٹا! تمہاری والدہ کی طبیعت اب کیسی ہے؟" احمد شفی نے پوچھا تو نمیر ان کی جانب متوجہ ہوا۔

"وہ اب ٹھیک ہیں کل تک ڈسچارج بھی مل جائے گا۔"نمیر نے نارمل لہجے میں کہا۔نایاب نمیر کو احمد شفی کے پاس چھوڑ کر کچن میں نیہا کے پاس چلی گئی۔

******

(ایک سال پہلے)

" السلام علیکم بھائی!" رانیہ نے اس آفس میں داخل ہوتے دیکھ سلام کیا۔

" وعلیکم السلام ! آپ ابھی تک یہیں ہیں آفس ٹائم ختم ہو چکا ہے۔"

" مجھے پتہ ہے مگر نگار کو کچھ کام تھا اس لئے اس کے ساتھ رک گئی۔"رانیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نیچے میری کار کھڑی ہے آپ اور نگار جائیں ڈرائیور آپ دونوں کو گھر چھوڑ دے گا۔"وہ کہہ کر اپنے آفس کی جانب بڑھ گیا تو رانیہ نگار کے پاس چلی آئی۔

" نگار یار چلو گھر سر نے کہا ہے ان کا ڈرائیور ہمیں گھر چھوڑ دے گا۔"

" مسٹر خان ! وہ کب آئے؟" نگار نے فائل بند کرتے ہوئے پوچھا۔

" ابھی ابھی آئے ہیں۔اب چلو جلدی ویسے بھی رات ہو رہی اب۔"رانیہ نے کہا تو وہ کھڑی ہو گئی۔

" میں نے سوچا تھا آج تمہیں اپنا گھر دیکھاؤں گی۔"نگار نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

وہ دونوں کار میں بیٹھی اپنے گھر کی جانب رواں دواں تھیں تب نگار نے کہا۔

" رات کے وقت میں ویسے بھی تمہارے ساتھ جانے والی نہیں تھی۔"

" یار کیا ہو گیا ہے تم میری دوست ہو؟" نگار نے کہا۔

" مجھے شہوار نے اسی شرط پر اجازت دی تھی نوکری کی کہ میں گھر سے آفس اور آفس سے سیدھا گھر آؤں گی۔"رانیہ نے کہا تو نگار حیران ہوئی۔

" تمہارا منگیتر کچھ زیادہ ہی اسٹریکٹ نہیں ہے؟" نگار نے کہا تو رانیہ مسکرا دی۔

" وہ اسٹریکٹ نہیں ہے پوزسیسو ہے بہت زیادہ۔"رانیہ نے کہا تو اس نے کندھے اچکا دیئے۔

****

" مس نیہا! " نیہا نمرہ کے ساتھ بک اسٹور سے نکل رہی تھی جب اسے زوہان نے دیکھا۔وہ فورا کار سے نکل کر اس کے پاس آیا۔اس کی آواز پر نیہا رکی۔

" کیا کام ہے آپ کو؟" اس نے اکتاتے ہوئے کہا۔

" مس نیہا ! مجھے تمہیں تھینک یو بولنا تھا۔"زوہان نے کہا تو وہ حیران ہوئی۔

" بولنا تو آپ کو سوری چاہیئے خیر تھینک یو کس لئے؟" آدھی بات اس نے منہ منہ میں بڑبڑائی۔

" کچھ کہا تم نے؟" زوہان نے نا سمجھنے والے انداز میں کہا۔

" نہیں تو ! آپ کچھ کہنے والے تھے۔"نیہا نے نارمل لہجے میں کہا۔

"ہاں ! وہ اس دن تم نے میری ماما کی ہیلپ کی اس کے لئے تھینک یو۔"

(اوہ تو میرا شک صحیح تھا وہ اسکا ہی گھر تھا) اس نے دل میں سوچا پھر اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

" اوہ! انسان ہونے کے ناتے میرا فرض تھا آپ کی ماما کی مدد کرنا۔شکریہ کی ضرورت نہیں ،چلتی ہوں۔"

"مس نیہا! آپ کل گھر آ سکتی ہیں۔وہ ایکچولی ماما تم سے ملنا چاہتی ہیں۔"وہ جانے لگی تو زوہان نے کہا۔

" نیہا ! جلدی نکل یہاں سے یہ تو زیادہ پھیل رہا اب۔"اس نے منہ منہ کہا۔

" ایکسکیوزمی ! کیا کہا تم نے؟"

" صحیح کہہ رہی ہوں میں ،اپنے گھر لے جا کر مجھے اس کتے کٹوانا چاہتے ہیں۔آپ کا یہ پلان کبھی پورا نہیں ہو گا۔"وہ یک دم کانفیڈینس سے بولی۔

"یار کیا ہو گیا ہے ماما نے کہا تھا کہ تم سے کہہ دوں کہ ان سے مل لے آکر اور تمہاری ایک چیز بھی میرے پاس ہے وہ بھی لے لینا۔"

"کون سی چیز------ یا اللہ ! میری زندگی آپ کے پاس ہے؟ پڑھا تو نہیں کچھ آپ نے؟"

" میری ایک بری عادت ہے لوگوں کی چیزیں میں اچھے سے چیک کرتا ہوں۔"زوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اپنی بری عادات پر کنٹرول رکھیں۔یہ نہ ہو بعد میں یہ بری عادات آپ کے لئے مصیبت بن جائیں اور میں دو دن بعد آؤں گی کیونکہ ابھی میں شدید صدمے میں ہوں۔"وہ کہہ کر آگے کی جانب بڑھ گئی۔

" عجیب پاگل لڑکی ہے۔"زوہان خود سے کہتا اپنی کار کی جانب بڑھ گیا۔

" مجھے تو کل ہی جانا ہے اپنی زندگی جو واپس لانی ہے۔"نیہا خود سے باتیں کرتی گھر کی جانب جا رہی تھی۔

*****

" یہ لو۔"

شہوار نے ایک کاغذ حمزہ کی جانب بڑھایا۔وہ دونوں اس وقت ایک کیفے میں بیٹھے تھے ،شہوار جانتا تھا کریم نے خان کو اس بارے میں انفارمیشن دے دی ہو گی۔اس لئے وہ جگہ بدل کر حمزہ سے مل رہا تھا۔وہ چاہتا تو حمزہ سے تھانے میں ہی بات کر لیتا مگر اسے یہ کام بنا کسی رکاوٹ کے کرنا تھا۔

" یہ کیا ہے؟" حمزہ نے کاغذ پکڑتے ہوئے پوچھا۔

" یہ ایڈریس ہے ایک جگہ کا۔وہاں تمہیں حور نامی لڑکی ملے گی تمہیں اسے یہاں لانا ہے میرے پاس۔"

" ایک اور لڑکی؟؟؟" حمزہ نے اکتاتے ہوئے کہا۔

" اس لڑکی کی جان کو خطرہ ہے اس کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے۔دوسری بات یہ لڑکی حور ہی وہ کڑی ہے جو ہمیں خان تک لے کر جائے گی۔" شہوار نے کافی کا مگ اٹھاتے ہوئے کہا۔

" تمہارا مطلب اس سی ڈی پر اس لڑکی کا نام لکھا ہوا تھا؟" حمزہ نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا تو شہوار نے ہاں میں سر ہلایا۔

" میں کل اسلام آباد جا رہا ہوں امی کو آصفہ کے گھر سے لانا ہے تو کل ہی یہ کام ہو جائے تو بہتر ہے۔"

" میں اسے کیا کہہ کر لاؤں گا ؟ وہ نہ مانی آنے کے لئے تو؟" حمزہ نے خدشات ظاہر کئے۔

" اسے یہ دیکھا دینا وہ تمہارے ساتھ آجائے گی۔" شہوار نے ایک تصویر اسکی جانب بڑھائی تو اس نے سر ہلاتے ہوئے وہ تصویر اپنی پاکٹ میں رکھ لی۔

" اب میں چلتا ہوں۔" شہوار اس سے ہاتھ ملاکر واپس جانے کے مڑا۔

" اسے یہ سب پتہ ہے؟" حمزہ کی آواز پر وہ رکا۔

" اسی نے مجھے یہ سب بتایا ہے۔" بنا مڑے شہوار نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

****

"نیہا کی بچی میں بھی ساتھ ہی ہوں تمہارے۔۔"

نمرہ جلدی جلدی چلتی نیہا کے پیچھے آئی۔

"ہائے! میں تو بھول ہی گئی تھی ماہ بدولت میرے ساتھ آئی تھیں۔"

نیہا نے اس کے کندھے پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔

"کیا ہے ؟" نمرہ نے کندھا مسلتے ہوئے کہا۔

"اس نے مجھے پاگل کہا تم نے آرام سے سن بھی لیا۔تمہارے ضمیر نے ملامت نہیں کی تمہیں؟"

نیہا نے اسے طنز کیا۔

"نہیں! وہ کیا ہے نہ سچ کڑوا ہوتا مگر برداشت تو کرنا پڑتا ہے نہ۔"

نمرہ نے معصومیت سے جواب دیا۔

"ہم کل جائیں گے اسکے گھر۔"نیہا نے کہا تو نمرہ حیران ہوئی۔

"مگر ابھی تو تم نے اسے کہا کہ دو دن بعد آؤ گی۔"

"ہاں! وہ اس لئے کہ یہ دو دن بعد کا سوچ کر وہ کل گھر میں نہیں ہو گا اور ہم آسانی سے اپنی ڈائری واپس لے آئیں گے۔"

نیہا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا ابھی تو جلدی چل اماں انتظار کر رہی ہوں گی۔"

نمرہ نے تیز تیز چلتے ہوئے کہا تو نیہا بھی اس کے ساتھ چلنے لگی۔

******

" نمیر کہاں ہیں؟" نایاب کھانے کی ٹیبل پر نمیر کا انتظار کر رہی تھی مگر وہ جانے کہاں تھا۔اس نے راشدہ سے پوچھا۔

" بیگم صاحبہ ! صاحب تو اسٹڈی میں ہیں۔"راشدہ نے بتایا تو اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔

" آپ کھانا لگائیں میں انہیں بلا کر لاتی ہوں۔"نایاب اسے کہتی اسٹڈی کی جانب بڑھ گئی۔

نمیر اسٹڈی میں راکینگ چیئر پر بیٹھا آج اپنی اور اپنے بابا کی ملاقات یاد کر رہا تھا۔

" تمہاری ماں کو میں لے کر جا رہا ہوں۔"جلال خان نے نارمل لہجے میں کہا۔

" پر بابا! اماں نایاب کے پاس رہنا چاہتی تھی کچھ دن۔" نمیر نے آہستگی سے کہا۔

"تمہاری ماں کا اپنے گھر جانا زیادہ ضروری ہے۔"انہوں نے سخت لہجے میں کہا۔

" بابا ! وہ خود-----"

" وہ میرے ساتھ جائے گی۔"جلال خان نے اس کی بات کاٹی تو وہ خاموش ہو گیا۔

"اپنی بیوی کو اس مہینے کی بیس تاریخ کو گاؤں لے آنا۔وہ ہمارے خاندان کی بہو ہے سب کو معلوم ہونا چاہیئے اس کے بارے میں۔"جلال خان کی بات پر نمیر نے ان کی جانب دیکھا۔

" جی بابا!" نمیر نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

" وہ لڑکی تمہاری ذمہ داری ہے۔اس بار اسے کوئی بھی نہ نقصان نہ ہو۔"جلال خان نے کہا اور کمرے کے اندر چلے گئے،باہر کھڑا نمیر آج پھر اپنی غلطی پر پچھتا رہا تھا۔

" نمیر ! " نایاب کی آواز اسے اس کی سوچوں سے باہر لائی۔

" آپ وہاں کیوں کھڑی ہیں نایاب اندر آجائیں۔"نمیر نے اسے دروازہ میں کھڑا دیکھ کر کہا۔

" وہ آپ کھانا کھانے نیچے نہیں آئے۔"نایاب نے اس کے پاس کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو نمیر اپنی چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا۔

" میں بس آنے والا ہی تھا۔" نمیر نے اسے کندھوں سے تھام کر چیئر پر بیٹھاتے ہوئے کہااور خود مڑ کر اسٹڈی میں بنے لاکر کی جانب چلا گیا۔لاکر کھول کر اس نے ایک مخملی کیس نکالا۔اور اسے لے کر نایاب کے پاس آیا۔

" یہ ؟؟؟؟" نایاب نے کیس کی جانب اشارہ کیا تو نمیر مسکراتا ہوا ایک گھٹنہ زمین پر رکھ اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

" یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟"

نایاب نے اس کے اس طرح بیٹھنے پر کہا تو نمیر نے مسکرا کر اس کا پاؤں اپنے گھٹنے پر رکھا۔

" نمیر ! آپ-----"

" یہ اماں کی ہیں (نمیر نے اس کی بات کاٹی اور کیس کھولا تو اس میں نفیس سے ڈیزائن والی پائل تھی) جس دن میں نے اماں کو ہماری شادی کے بارے بتایا تھا،اس سے اگلے دن اماں نے یہ بجھوائی تھی۔ان کا کہنا تھا آپ کو منہ دیکھائی میں یہی پائل دوں۔(نمیر بات کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے پاؤں میں پائل پہنا رہا تھا اور نایاب خاموشی سے اسے سن رہی تھی) اماں کی اچانک طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے میں یہ آپ کو دے نہیں پایا تھا۔"

پائل پہنانے کے بعد وہ کھڑا ہوا اور نایاب کی جانب ہاتھ بڑھا یا۔نایاب اس کا ہاتھ تھام کر کھڑی ہوئی۔

" کیسی لگی یہ آپ کو ؟" نمیر نے پوچھا تو نایاب سر جھکا گئی۔

" آپ کو پسند نہیں آئیں؟" نمیر نے اس کے خاموش رہنے پر پوچھا۔

"مجھے بہت پسند آئیں لیکن میں انہیں پہن کر رکھوں گی تو آپ ڈسٹرب نہیں ہو ں گے۔"

نایاب نے آہستگی سے پوچھا۔

" آپ کی موجودگی میرے لئے کبھی پریشانی کا باعث نہیں بن سکتی۔" نمیر نے محبت سے بھرپور لہجے میں کہا۔اپنے لئے نمیر کی نظروں اتنی محبت دیکھ کر نایاب نے دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کیا۔

" چلیں ! کھانے کھا لیں۔" نایاب نے کہا تو نمیر اس کو لے کر اسٹڈی سے نکل آیا۔

نمیر کا اس کی فکر کرنا ، اسے تحفظ کا احساس دلانا دن بدن نایاب کو اس کے قریب کر رہا تھا۔

******

" آپ کا بیٹا ،اس لڑکی کو لے کر کتنا سریس ہے؟" رات کو سونے سے قبل جلال خان نے زلیخاں اماں سے پوچھا۔

" کون سی لڑکی؟" وہ حیران ہوئیں۔

" وہی جس سے اس نے شادی کی ہے۔" جلال خان نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" وہ ہماری بہو ہے۔" زلیخاں اماں نے انہیں ٹوکا۔

" جانتا ہوں مگر کیا وہ اس لڑکی کو سچ میں ہماری بہو مانتا ہے؟ یا پھر جو گل کے ساتھ کیا اس نے وہی کرے گا؟" جلال خان نے غصے سے کہا۔

" آپ جانتے ہیں گل کے معاملے میں اس نے گل کی مرضی جان کر ہی شادی سے انکار کیا تھا اور رہی نایاب کی بات تو نمیر محبت کرتا ہے اس سے ،اسی لئے شادی کی ہے اس نے اس سے؟" زلیخاں اماں نے نمیر کی صفائی پیش کی۔

" اس مہینے کی بیس تاریخ کو نمیر کا ولیمہ ہے تب تک دلاور بھی آجائے گا۔"

انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی کا ذکر کیا۔

" آپ نے نمیر کو معاف کر دیا؟" زلیخاں اماں نے خوش ہوتے ہوئے پوچھا۔

" نمیر کو معاف کرنا اب میرے بس میں نہیں ہے۔"انہوں نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا۔

" کیامطلب ہے آپ کی اس بات سے؟" زلیخاں اماں نے نا سمجھی سے ان کی جانب دیکھا۔

" کچھ نہیں تم سو جاؤ۔"انہوں نے اپنی سائیڈ پر لیٹتے ہوئے لیمپ بجھا دیا تو زلیخاں اماں بھی لیٹ گئیں مگر ذہن میں ابھی بھی ان کی آخری بات گونج رہی تھی۔

****

" السلام علیکم انکل! " نیہا نے گھر کے باہر کھڑے رحیم کو کہا۔تو رحیم انہیں سلام کا جواب دے کر گھر کے اندر لے آیا۔

"السلام علیکم آنٹی! اب کیسی طبیعت ہے آپ کی؟" نیہا نے لاؤنج میں بیٹھی خولہ بیگم کو کہا تو وہ اٹھ کر اس کی جانب آئیں اور اسے گلے لگا لیا۔

" وعلیکم السلام بیٹا! میں الحمداللہ ٹھیک ہوں۔"

" آنٹی ! یہ میری دوست نمرہ ہے۔"اس نے پاس کھڑی نمرہ کا تعارف کروایا۔

" کیسی ہو بیٹا آپ؟" انہوں نے اس کا حال پوچھا تو نمرہ مسکرا دی۔

" میں بھی ٹھیک ہوں آنٹی!۔"اس نے آہستگی سے کہا تو نیہا اس کے اس شرمائے روپ کو دیکھ کر بمشکل اپنی ہنسی روک پائی۔

"بیٹا! آپ دونوں کا بہت بہت شکریہ آپ نے میری ہیلپ کی اس دن۔"انہوں نے انہیں صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ ان کے سامنے بیٹھ گئیں۔

" آنٹی ! میری ایک چیز یہاں ہے مجھے وہ واپس مل سکتی ہے؟" نیہا نے پوچھا تو مسکرا دی۔

" نیہا بیٹا! تمہاری ڈائری بالکل محفوظ ہے۔"

" آپ کو میرا نام کیسے پتہ؟" نیہا نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

" بیٹا! آپ کی ڈائری میں آپ کا نام اور تصویر موجود ہے بس وہیں سے معلوم ہوا۔"

خولہ بیگم نے اسے بتایا۔

" آنٹی ! مجھے لگتا ہے آپ کو میں نے کہیں دیکھا ہے شاید ٹی وی میں۔"نمرہ نے اپنی یاداشت پر زور ڈالتے ہوئے کہا۔

" بیٹا ! میں ماڈلنگ کرتی تھی جو اب چھوڑ دی۔"انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تبھی میں سوچ رہی تھی اپ تو اتنی ینگ لگتی ہیں آپ کا اتنا بڑا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے؟" نمرہ نے کہا تو نیہا نے اس کے پاؤں پر پاؤں مارا۔

" کیاہے؟" نمرہ نے اسے گھورا۔

" آنٹی ! آپ اس کی باتوں پر دھیان نے دیں جب یہ ناشتہ نہیں کرتی تو ایسے ہی الٹی سیدھی باتیں اس کے ذہن میں آتی ہیں۔"نیہا نے بمشکل مسکراتے ہوئے کہا جبکہ اس کے سفید جھوٹ پر نمرہ تو گویا صدمے میں ہی چلی گئی۔

" آپ لوگوں نے ناشتہ نہیں کیا رکیں میں کچھ منگواتی ہوں۔"خولہ بیگم اپنی جگہ سے کھڑی ہوئیں۔

" ارے نہیں آنٹی ! اس کی ضرورت نہیں ہے۔"نیہا نے انہیں روکا۔

" ضرورت کیوں نہیں ہے آپ لوگ مہمان ہو میری میرا فرض بنتا ہے یہ۔"انہوں نے محبت سے کہا تو نیہا کچھ بول نہ پائی۔

" آنٹی! میں آپ کا گھر دیکھ لوں؟" نیہا نے اچانک سے کہا تو انہوں نے مڑ کر اسے دیکھا پھر مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا اور کچن کی جانب چلی گئیں۔

" چل نمرہ کام شروع کرنا ہے ،تو ایسا کر یہاں بیٹھ کر آنٹی کو باتوں میں لگا میں اس کھڑوس کے روم سے ڈائری لے کر آتی ہوں۔"نیہا اسے کہتی اپنی جگہ سے اٹھی۔

" بہت اچھا کام دیا ہے مجھے کیا باتیں کروں میں ان سے؟" نمرہ نے آہستگی سے کہا۔

" کچھ خدیجہ خالہ سے ہی سیکھ لیا ہوتا ،کیسے زبان کا جوہر دیکھاتی ہیں۔"نیہا نے کہا تو نمرہ نے اسے گھورا۔

" میں جا رہی ہوں اور جو کہا ہے وہ ہی کرنا میں بس یوں گئ اور یوں آئ۔"

نیہا اسے کہہ کر زوہان کے کمرے کی جانب بڑھ گئی ،اتنا تو اسے معلوم ہو گیا تھا جہاں وہ خولہ بیگم کو لے کر گئی تھی وہ زوہان کا روم تھا۔

وہ روم میں داخل ہوئی تو لائٹ آن تھی۔

" کوئی ہے تو نہیں یہاں؟" اس نے روم کے اندر جھانکتے ہوئے خود سے کہا۔زوہان جو کپ بورڈ سے اپنی کپڑے نکال رہا تھا اس کی آواز سن کر چونکا۔وہ پیچھے مڑا تو اسے ادھ کھلے دروازے سے نیہا اندر جھانکتی دیکھائی تھی۔وہ دروازے کی اوٹ میں ہو گیا۔نیہا آہستہ سے دروازہ کھولتی اس کے روم میں داخل ہوئی۔

" کہاں رکھ سکتا ہے وہ ڈائری؟" اس نے سوچتے ہوئے بیڈ کے ساتھ رکھی میز کی جانب دیکھا۔

" ہاں ! یہ ہی ایک جگہ ہے وہ حامد بھائی بھی تو اپنی ساری ضروری فائلز ایسے ہی دراز میں ڈال دیتے ہیں۔"

نمرہ کے بھائی کے بارے میں بات کرتی وہ دراز کی جانب بڑھی۔

" مس نیہا!"

اس سے پہلے وہ دراز کھولتی زوہان نے اسے پکارا۔وہ ڈر کر سیدھی ہوئی۔

" آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟" اپنے ڈر کو قابو کرتی وہ نارمل لہجے میں بولی۔

" غالبا یہ گھر اور یہ کمرہ میرا ہے۔آپ مجھے یہ بتائیں آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟" زوہان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

" وہ میں ---- میں اپنی ڈائری لینے آئی تھی۔"اس نے لہجے کو نارمل رکھتے ہوئے کہا۔

" مگر آپ کو پرسوں آنے والی تھیں؟" زوہان نے اس سے پوچھا۔

" وہ مجھے ٹائم مل گیا آنے کا تو میں آگئی۔اب مجھے میری ڈائری واپس کر دیں۔"نیہا نے اس سے کہا تو وہ مسکراتا ہوا کپ بورڈ کی جانب بڑھ گیا اور ڈائری نکال کر اس کے پاس واپس آیا۔

" یہ لو تمہاری زندگی۔"اس نے ڈائری اس کی جانب بڑھائی۔

نیہا نے ڈائری پکڑی اور باہر کی جانب قدم بڑھا دیئے۔

"ایک بات کا جواب دو گی؟" زوہان نے اسے روکا۔

" کونسی؟" اس نے مڑتے ہوئے کہا۔

" تمہاری ڈائری کے آخری پیج پر کسی نمیر کا ذکر کیا تم نے وہ کون ہے ؟"

اس ڈائری میں کل 677 پیجز ہیں سارے پڑھ لیئے آپ نے؟" نیہا نے غصے سے پوچھا۔

" ایکچویلی ! ہاں۔"زوہان نے کان کھجاتے ہوئے کہا۔

" بدتمیز ی کہتے ہیں اسے۔"نیہا غصے سے کہہ کر جانے کے مڑ گئی۔

" یہ تو بتا دو وہ کون ہے؟" زوہان نے اسے پیچھے سے پکارا۔

" بھائی ہیں میرے۔میری آپی کے شوہر۔"بنا مڑے کہہ کر وہ روم سے نکل گئی۔

زوہان مسکرایا تھا۔اسے خود بھی نہیں پتہ تھا اسے خوشی کیوں ہو رہی تھی۔اگر آج اس کی شرٹ خراب نہ ہوتی اور وہ گھر نہ آتا تو شاید نیہا سے مل نہ پاتا۔

****

"راشدہ رو کیوں رہی ہو؟ "

نمیر آفس جانے کے لئے نکلا تو اسے ڈرائنگ روم میں راشدہ روتی دیکھائی دی۔اس نے اس کے پاس آکر پوچھا۔

" وہ صاحب جی شکور نے آج پھر مجھ پر ہاتھ اٹھایا۔"

راشدہ نے روتے ہوئے اسے بتایا تو اس نے فورا شکور کو اندر بلایا۔

راشدہ اور شکور دونوں میاں بیوی تھے وہ دونوں خان حویلی سے ہی یہاں لائے گئے تھے۔

" جی صاحب جی!" شکور جلدی سے اس کے سامنے آیا۔

" بیوی پر ہاتھ اٹھا کر کونسی مردانگی ثابت کرنا چاہتے ہو۔" نمیر نے غصے سے اس سے پوچھا۔نایاب جو نمیر کا فون دینے کے لئے سیڑھیاں اتر رہی تھی نمیر کو غصے میں دیکھ کر وہیں رک گئی۔اس نے پہلی بار نمیر کو غصے میں دیکھا تھا۔

" وہ صاحب جی! غلطی ہو گئی۔"شکور نے شرمندگی سے کہا۔

" غلطی !تم اسے غلطی کہتے ہو۔جو عورت تمہارے دکھ سکھ کی ساتھی ہے اسے تکلیف پہنچاتے تمہیں شرم آنی چاہیئے۔" نمیر کے غصے میں ابھی بھی کمی نہیں آئی تھی۔

" صاحب جی ! یہ زبان درازی کر رہی تھی تو غصے میں ہاتھ اٹھ گیا آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔"شکور نے سر جھکائے ہی جواب دیا۔

" تمہاری بیوی ہے جھگڑا بھی تو تم سے کرے گی۔اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ تم اس پر ہاتھ اٹھاؤ۔"

" صاحب جی آئندہ نہیں ہو گا۔"شکور کے چہرے پر شرمندگی کے آثار دیکھ کر نمیر نے اسے جانے کا اشارہ کیا اور مڑ کر راشدہ کی طرف دیکھا۔

"راشدہ ! شوہر سے زبان درازی نہیں کرنی چاہیئے۔اگر گھر میں کوئی مسئلہ ہے تو بیٹھ کر تحمل سے بات کرو۔

اگر کوئی پریشانی ہے تو مجھے بتاؤ،میں ہوں یہاں ،میری بہن جیسی ہو تم۔آئندہ احتیاط کرنا۔"

نایاب نے اس کے لہجے کافرق خود محسوس کیا تھا۔شکور سے بات کرتے وقت وہ انتہائی غصے میں تھا اور اب راشدہ کو سمجھاتے ہوئے اس کا وہی مخصوص نرم لہجہ۔نایاب حیران ہوتی اس کے پاس آئی۔

" میں خیال رکھوں گی آئندہ۔"راشدہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو نمیر نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

" جاؤ اپنے شوہر سے معافی مانگ لو،مجھے یقین ہے وہ بھی اپنی غلطی پر شرمندہ ہو گا۔"

نمیر کی بات پر وہ مسکرا کر لان کی جانب چلی گئی۔

" نمیر !" نایاب کی آواز پر وہ رکا۔

" یہ آپ کا فون۔"نایاب نے اس کی جانب فون بڑھایا نمیر نے مسکرا کر فون اس کے ہاتھ سے لیا۔

" شام میں تیار رہیے گا آپ کو شاپنگ پر لے کر جانا ہے۔"

" لیکن میرے پاس سب کچھ ہے۔"

نایاب نے کہا کیونکہ شادی والی رات وہ کپ بورڈ دیکھ چکی تھی نمیر نے اس کے ڈھیروں ڈریسز پہلے ہی خرید لئے تھے۔سب سامان وافر مقدار میں تھا۔اسے ضرورت نہیں تھی کسی چیز کی۔

" دو ہفتے بعد گاؤں جانا ہے ہمیں تو میں چاہتا ہوں آپ موسم کی مناسبت سے کپڑے لے لیں اور پھر وہاں سب کے لئے بھی کچھ خرید لیجئے گا۔" نمیر نے اس کے سر پر ڈوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔

" گاؤں کیوں جانا ہے؟" نایاب نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" بابا ! نے ہمارا ریسپشن رکھا ہے اسلئے۔" نمیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔"نایاب نے خوش ہوتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر خوشی دیکھ کر نمیر مسکرا دیا۔

****

" یار نمرہ ! یہ دیکھ کیا ہوا؟" نیہا نے نمرہ کو خاص طور پر گھر بلایا تھا۔اس کے آنے پر ایک ڈائری اس کے سامنے رکھی۔

" کیا ہوا ہے ؟" نمرہ نے ڈائری دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ دیکھ یہ میری ڈائری نہیں ہے۔"نیہا نے ڈائری کا پہلا پیج اسے دیکھاتے ہوئے کہاجس پر اس نے اپنی والدہ کی تصویر لگائی تھی جواب نہیں تھی۔

" اس کا مطلب اس زوہان نے تجھے غلط ڈائری دی۔"نمرہ نے کہا تو نیہا نے اپنا سر پیٹ لیا۔

" غور سے دیکھ یہ وہ ڈائری نہیں ہے جو میں نے نیو لی تھی۔ سیم ٹو سیم ایسی ہی تھی۔"نیہا نے اسے یاد دلایا۔

" پھر یہ کیسے ہوا ؟" نمرہ نے نا سمجھی سے پوچھا۔

" کالج میں حور کے پاس بھی ایسی ہی ڈائری دیکھی تھی میں نے ،شاید یہ اس کی ہے اور میری والی اس کے پاس چلی گئی ہے۔"نیہا نے خدشہ ظاہر کیا۔

" اچھا ! تو پھر ٹینشن لینے والی کیا بات ہے صبح جا کر لے لینا اس سے واپس۔"نمرہ نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

" یہ بات تو ٹھیک ہے مگر یہ ڈائری تھوڑی عجیب ہے۔"نیہا نے ڈائری کا ایک پیج اس کے آگے کیا۔

" کیا عجیب ہے اس میں ؟" نمرہ نے طنزیہ پوچھا۔

" دیکھ نہ کچھ لکھا بھی نہیں ہے اس میں اور ایسا لگ رہا ہے جیسے بہت استعمال شدہ ہو۔"

" جاسوسن ! صبح یہ ڈائری اسے دے دینا اور اپنی لے لینا۔میں گھر جا رہی ہوں۔"نمرہ نے نیند سے بوجھل لہجے میں کہا۔

" جا دفع ہو جا۔"نیہا نے ڈائری بند کرتے ہوئے کہا۔

" اللہ حافظ !" نمرہ بھی اس سے بنا لڑے کمرے سے نکل گئی۔

****

" کام ہو گیا؟" شہوار نے حمزہ سے پوچھا۔

" ہاں!" حمزہ نے ایک لفظی جواب دیا۔

" کہاں ہے وہ؟" شہوار نے پوچھا۔

" میرے گھر پر۔"حمزہ نے نارمل لہجے میں کہا۔

" گھر پر کیوں لے کر گیا؟"

" تو اور کہاں لے کر جاتا ،حکومت نے دو دو گھر الاٹ نہیں کئے ہوئے۔"حمزہ نے طنزیہ کہا۔

" ایک کام کر اسے لے کر رانیہ کے گھر آجا۔"شہوار نے کہا تو وہ حیران ہوا۔

" مگر وہ تو خالی گھر ہے۔"

" اسی لئے کہہ رہا وہاں لے آ اسے۔"

" اچھا ٹھیک ہے۔ایک گھنٹے بعد وہیں ملتے ہیں۔"

حمزہ نے کہا تو اس نے اوکے کہہ کر فون بند کر دیا۔

اسے کسی بھی قیمت پر یہ کیس حل کرنا ہی تھا،رانیہ کا خالی گھر اسے پھر ماضی میں لے گیا۔

"جاب کب چھوڑو گی؟" شہوار نے رانیہ سے پوچھا۔

" ابھی یہ ممکن نہیں ہے امی کا علاج ضروری ہے اور میں کوتاہی نہیں کر سکتی۔"رانیہ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" اور مجھ سے کیے وعدے کا کیا ؟ تم نے کہا تھا دو مہینے کے لئے جاب کرو گی اور اب سات مہینے ہونے والے ہیں؟" شہوار نے پوچھا۔

" مجھے گھر چلانے کے لئے نوکری کرنی تو ہے اسے میں نہیں چھوڑ سکتی۔"

" رانیہ ! میں نے کہا تھا تمہارا خرچہ میں بآسانی اٹھا سکتا ہوں پھر بھی تم---"

" میں یتیم ضرور ہوں پر لاچار نہیں ہوں اپنا بوجھ خود اٹھا سکتی ہوں۔"اس کے لہجے میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

" امی نے کچھ کہا تم سے ؟" شہوار نے پوچھا۔

" کیا کرو گے جان کر؟"

" تم کچھ بتاؤ گی تو میں کچھ کروں گا نہ؟" اس نے عاجز آ کر کہا۔

" اپنی جاب پر دھیان دو ،ہم پر دھیان دینا چھوڑ دو۔"اس نے آنکھ کے کونے سے آنسو کو صاف کیا۔

" رانیہ ! مسٹر خان بلا رہے ہیں تمہیں۔"یہ نگار کی آواز تھی جو شہوار نے بھی سنی تھی۔

" میں شام کو فون کروں گا۔"اس نے کہہ کر فون کٹ کر دیا۔

" رانیہ !کاش تم سب باتیں مجھے پہلے بتائی ہوتی تو آج تم میرے پاس ہوتی۔"

شہوار نے آنکھ میں آیا آنسو صاف کیا۔

****

سرمئی شاموں سے مل کے

سترنگی سپنوں میں سل کے

تجھ میں ہی میں گھل جاؤں رنگریزہ

ہولی میں عشق کی کھیلوں

گر بے پرواہی جھیلوں

تجھے پاؤں خود کھو جاؤں رنگریزہ

پچھلے دس دنوں سے نایاب نے نمیر کے ساتھ اپنی زندگی کے بہترین پل گزارے تھے۔

ہر پل اس کا خیال رکھتا نمیر اسے دیوانہ بنا رہا تھا۔وہ لمبے لمبے سجدے کرتی تھی۔اللہ کا شکر ادا کرتی تھی نمیر کو اس کی زندگی میں لانے کے لئے۔وہ نمیر کے خود کھانا بناتی تھی اور نمیر کے دھیمے لہجے میں کی جانے والی تعریف کی عادی ہو رہی تھی۔وہ سارا دن گھر نہ ہوتا تو اس کا دل کسی کام میں نہ

لگتا۔مگر جیسے ہی وہ واپس آتا نایاب کی زندگی جیسی رنگین ہو جاتی تھی۔ان دس دنوں میں وہ گھر بھی دو بار گئی تھی مگر زیادہ دیر نہ رکی۔

نیہا کہتی تھی نمیر بھائی نے باؤلا کر دیا ہے نایاب آپی کو اور وہ اس کی بات پر بس مسکرا کر رہ جاتی تھی۔

آج اس نے اس کے لیےاسپیشل کھانا بنایا تھا۔آج وہ نمیر کو بتانے والی تھی کہ نمیر نے اپنی محبت کے ذریعے اسے بھی محبت کرنا سیکھا دیا ہے۔اسے نمیر کی یہ محبت بھری دنیا راس آگئی ہے۔

****

"دس دن بہت ہوتے ہیں اس لڑکی کو یہاں لاؤ۔"شہوار نے غصے سے کہا۔

" میں کیا کروں یار اپنی بہن کی موت کا اس نے اتنا صدمہ لیا ہے کہ اس کا بخار ہی ٹھیک ہونے میں نہیں آرہااور امی کو تو اس سے اتنی انسیت ہو گئی کہ اسے کہیں لے جانے ہی نہیں دیتی۔میں کیسے لے آوں اسے؟" حمزہ نے اپنی مجبوری بتائی۔

" ٹھیک ہے میں تیرے گھر آ رہا ہوں۔"شہوار کی بات پر وہ گڑبڑایا۔

" لیکن کیوں؟"

" کیا کیوں ؟ مجھے اس لڑکی سے بات کرنی ہے اور میں مزید انتظار نہیں کر سکتا۔"شہوا ر نے کہا اور فون کٹ کر دیا۔

" امی! شہوار آ رہا ہے۔آپ دیکھیں وہ لڑکی جاگ رہی ہے؟" حمزہ نے عطیہ بانو سے پوچھا۔

"اس کی طبیعت خراب ہے اور تم لوگوں کو اپنے کیس کی پڑی ہے۔"عطیہ بانو نے غصے سے کہا۔

" امی! وہ کھا نہیں جائے گا اسے بس کچھ سوال پوچھنے ہیں۔"حمزہ نے چڑتے ہوئے کہا۔یہ لڑکی تو اس کے مصیبت بن گئی تھی۔پچھلے دس دنوں سے عطیہ بانو نے اسے حور کی تیاداری میں لگایا ہوا تھا ۔وہ صبح سے اپنے کام پر بھی دھیان نہیں دے پا رہا تھا۔

"ٹھیک ہے مگر اسے پریشان مت کرنا۔"عطیہ بانو اسے وارن کرتی کمرے میں چلی گئیں۔

****

نایاب کب سے تیار ہو کر نمیر کاانتظار کر رہی تھی مگر وہ ابھی تک نہیں آیا تھا۔تبھی راشدہ اس کے کمرے میں آئی۔

" کیا ہوا راشدہ کوئی کام ہے آپ کو ؟" نایاب نے اسکی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

" نہیں بی بی جی! وہ صاحب کے دوست آئے ہیں ان سے ملنے کیا کروں صاحب تو ابھی تک آئے نہیں؟"

راشدہ نے پریشانی سے پوچھا۔

" آپ انہیں ڈرائنگ روم میں بیٹھا دیں۔میں آتی ہوں ابھی۔"نایاب راشدہ کو بھیج کو بیڈ سے اٹھی ۔سر کو ڈوپٹے سے کور کر کر کندھوں کو چادر سے ڈھانپ کر وہ نیچے آئی۔

" السلام علیکم!" نایاب نے سلام کیا۔حمدان حیران ہوتا اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

تبھی نمیر کی کار گھر میں داخل ہوئی۔

" نمیر آگئے ہیں۔آپ ان سے مل لیں میں چائے بھجواتی ہوں۔"نایاب کہہ کر کچن کی جانب چلی گئی۔نمیر گھر میں داخل ہوا تو حمدان کو سامنے کھڑا دیکھ کر چونکا۔

" تم یہاں۔اس وقت؟" نمیر نے اس سے پوچھا۔

" یہ لڑکی------" حمدان نے حیران ہوتے ہوئے کچن کی جانب اشارہ کیا جہاں نایاب گئی تھی۔

" بیوی ہے میری۔" نمیر نے اس کی بات کاٹی۔

" نمیر ! یہ لڑکی وہی ہے جسے اس دن کڈنیپ کیا تھا۔تم نے اس سے شادی کی ہے؟" حمدان نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا جبکہ کچن سے باہر آتی نایاب اس کی بات سن کر اپنی جگہ منجمند ہو گئی۔

****

"نایاب!"

نمیر نے دھیمے سے اس کا نام لیا۔مگر وہ نہیں میں سر ہلاتی اوپر کمرے کی جانب بھاگ گئی۔ نمیر فورا اس کے پیچھے بھاگا مگر نایاب پہلے ہی خود کو کمرے میں بند کر چکی تھی۔

"نایاب !دروازہ کھولیں۔ایک بار میری بات سن لیں۔نایاب پلیز! باہر آجائیں۔"

نمیر مسلسل دروازہ پیٹ رہا تھا۔اسے ڈاکٹر جلیل کی بات یاد آرہی تھی۔

"ایسے حادثے انسان کو ڈپریشن میں لے جاتے ہیں اور انسان خود کو نقصان بھی پہنچا سکتا ہے۔"

"نہیں! ایسا نہیں ہو گا۔نایاب دروازہ کھولیں۔نایاب آپ سچ نہیں جانتی۔"

وہ مسلسل دروازہ پیٹ رہا تبھی اسے نایاب کی آواز سنائی دی۔

" نمیر! کچھ دیر کے مجھے اکیلا چھوڑ دیں پلیز! "

نایاب کی بات سنتا وہ وہیں دروازے کے سامنے زمین پر بیٹھ گیا۔

اندر کمرے میں بیٹھی نایاب اپنے آنسو صاف کر رہی تھی جو رک ہی نہیں رہے تھے۔اس کا ذہن میں پچھلے تین مہینے کا ایک ایک پل ایک سلائیڈ کی طرح گزر رہا تھا۔کہیں بھی تو نمیر غلط نہیں تھا پھر یہ کیا ہو گیا تھا اس کے ساتھ؟

دو گھنٹے ہو گئے تھے مگر اسے کوئی بھی بات ایسی یاد نہیں آئی جو نمیر کو ایک برا انسان بناتی۔وہ اپنے دل کا فیصلہ نمیر کے حق میں دیتی دروازے کی جانب مڑی۔اسے نمیر سے سچ جاننا تھا مگر یہ تو طے تھا کہ وہ نمیر سے دور جانے کا حوصلہ نہیں رکھتی تھی۔

****

"ملی ڈائری؟" نمرہ نے نیہا کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

ان کے پیپرز اسٹارٹ ہو چکے تھے جس کی وجہ سے وہ کالج ایک دن کے وقفے کے جا رہی تھیں۔ نیہا کی ڈائری ایکسینج ہوئے دس دن ہو گئے تھے ،ان دس دنوں میں وہ دونوں جتنی بار کالج گئیں حور انہیں نہیں ملی۔آج نیہا نوٹس لینے اکیلی کالج گئی تھی مگر آج بھی اسے حور نہ ملی۔

"نہیں یار ! پتہ نہیں کہاں چلی گئی ہے یہ لڑکی؟ پیپرز بھی نہیں دے رہی۔"

نیہا نے بک بند کرتے ہوئے کہا۔

" اچھا ڈائری کیا اتنی ضروری ہے واپس لینا خالی ہی تو ہے؟" نمرہ نے پوچھا۔

" اس میں امی کی فوٹو ہے اور مجھے وہ فوٹو چاہیئے۔"نیہا نے کہا۔

"ایسا کرتے ہیں مس افشاں سے پوچھیں گے وہ ہوسٹل وارڈن بھی تو ہیں انہیں لازمی پتہ ہو گا وہ کیوں نہیں آ رہی۔"نمرہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

" مجھے بھی لگتا ہے یہی کرنا پڑے گا۔"نیہا نے بک کھولتے ہوئے کہا تبھی اس کی نظر اپنی پرانی ڈائری پر پڑی جو وہ زوہان سے واپس لائی تھی۔ڈائری دیکھتے ہی اس کا ذہن زوہان کی جانب چلا گیا۔

" عجیب انسان ہے۔"وہ منہ منہ میں بڑبڑائی۔

" کون؟؟؟" نمرہ جو اس کی بڑبڑاہٹ سن چکی تھی، اسنے پوچھا۔

" وہی زوہان۔"

" اب کیا کیا اس نے؟ اب تو ہم نے روٹ بھی بدل لیا ہے پھر کہاں مل گیا وہ تمہیں؟"

نمرہ نے تفتیشی انداز میں پوچھا۔

" کہیں نہیں ملا ؟ بس ڈائری دیکھی تو اس کی بات یاد آگئی۔"نیہا نے بات ٹالتے ہوئے کہا۔

" ایسے کیسے یاد آگئی؟" نمرہ اسے گھورتی آگے ہوئی۔

"تھوڑا پیچھے بیٹھ ،تجھے پتہ نہیں کتابوں پر نہیں بیٹھتے۔(نیہا نے اسے پیچھے کیا)اور مجھے یہ بتا کیا باتیں کی تھی تو نے زوہان کی مما سے؟"

اس دن کے بعد سے وہ دونوں پیپرز کی ٹینشن میں تھیں زیادہ بات بھی نہیں کر پائیں اور پھر نمرہ کی والدہ نمرہ پر کڑی نظر رکھے ہوئے تھی کہ وہ گھر سے باہر نہ جائے ،صرف پڑھائی کرے۔

"کچھ خاص نے بس انہیں تیرے مستقبل کے وہ خواب بتاتی رہی جن کے بارے میں تو نے خواب میں بھی سوچا نہ ہو گا۔"نمرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب؟" نیہا نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

" مطلب یہ کہ کوئی بات ذہن میں آ ہی نہیں رہی تھی تو میں نے کہہ دیا نیہا بھی ماڈلنگ کا شوق رکھتی ہے کالج کے ہر فنکشن میں پارٹ لیتی ہے۔پڑھائی پوری کر کر باقاعدہ ماڈلنگ میں قدم رکھے گی۔"

نمرہ ہنس ہنس کر اپنے کارنامے بتا رہی تھی جبکہ اس کی باتیں سن کر نیہا نے بک اس کے کندھے پر ماری۔

" بد تمیز انسان! یہی باتیں رہ گئی تھی کرنے کے لئے۔"

" یار کونسا تو نے ماڈلنگ کرنی ہے یا پھر ان سے ملنا ہے دوبارہ۔بات ختم کر ڈائری مل گئی اب ان سے رابطہ نہیں تو ٹینشن نہیں۔"نمرہ نے کہا تو نیہا نے اسے گھورا۔

" اچھا گھورنا بند کر میں جا رہی ہوں ،یہ نہ ہو اماں خود ہی یہاں آجائیں۔"نمرہ کہہ کر جلدی سے اٹھ کر کمرے سے نکل گئی۔پیچھے نیہا سوچ رہی تھی کہ وہ لوگ کیا سوچ رہے ہونگے اس کے بارے میں۔پھر سارے خیال جھٹک کر اپنی بک کھول کر پڑھنے لگی۔

******

پورے دو گھنٹے بعد اسے دروازے کا لاک کھلنے کی آواز آئی،اتنا سکون اسے کبھی نہیں ملا تھا جتنا نایاب کو صحیح سلامت دیکھ کر ملا تھا۔وہ دو گھنٹے سے دروازے کے باہر بیٹھا بس اس کے ٹھیک ہونے کی دعا کر رہا تھا۔اسے روم کا دروازہ کھولتے دیکھ وہ فورا زمین سے اٹھا،نایاب نے حیرانی سے اسے دیکھا ،اتنا بڑا بزنس مین ،آج صرف اس کے لیے زمین پر بیٹھا تھا ،اس کا انتظار کر رہا۔وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھی،جبکہ نمیر اپنی جگہ پر ہی کھڑا اسے دیکھ رہا تھا ،گویا اس کا صحیح سلامت ہونا ہی سب کچھ ہو ،اس وقت وہ سب کچھ بھول گیا ،نایاب کے کمرے میں جانے کی وجہ ،اس کے یہاں بیٹھنے کی وجہ ،بس وہ نایاب کو دیکھ رہا۔نایاب نے اس کے پاس آکر اس کا ہاتھ پکڑا،اور اپنے ساتھ روم میں لے آئی،وہ بنا کچھ کہے ،کیے صرف اس کے ساتھ چل رہا تھا۔نایاب نے کمرے میں آکر اسے صوفے پر بیٹھایا،اور خود نیچے بیٹھ گئی۔اس کے نیچے بیٹھنے پر وہ جیسے ہوش میں آیا۔

" نایاب ! آپ -----"

" آپ کو پہلے میری بات سننی ہے ،اس کے علاوہ ابھی کچھ نہ کہیں۔"

وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔ نمیر کا ہاتھ ابھی بھی اس نے تھام رکھا تھا۔ نمیر نے بس ہاں میں سر ہلایا۔

" وہ میری زندگی کا سب سے بڑا حادثہ تھا، میں کبھی گھر سے نہیں نکلی تھی، مجھے نہیں پتہ باہر کے لوگ کیسے ہوتے ہیں، بس بابا نے سیکھایا دنیا، اچھی ہے اور میں نے مان لیا۔ اس دن مجھے لگا کہ میں کسی اور ہی دنیا کی ہوں، میرا اس دنیا کو لے کر بنایا گیا بھرم ٹوٹ گیا۔ لیکن پھر آپ آئے، مجھے لگا کہ آپ اس کے دنیا کے ہے ہی نہیں جو صرف تکلیف دینا جانتی ہے۔ آپ نے میرے لیے اتنا کچھ کیا، مجھے اپنا احسان مند بنا دیا۔" نمیر نے کچھ کہنا چاہا مگر اس نے نہ میں گردن ہلا کر اسے پھر خاموش کر وادیا۔

" آپ کے احسانات تھے جو آپ نے مجھ پر اور میرے بابا پر کیے، جن کی وجہ سے میں آپ کی عزت کرتی تھی، خود کو آپ کے ساتھ ایسا ہی محفوظ سمجھتی تھی جیسے اپنے بابا کے ساتھ۔ مجھے نہیں پتہ اس میں محبت کا جذبہ کب شامل ہوا، مگر آپ سے جڑی ہر بات مجھے خوشی دینی لگی۔ نیہا ہمیشہ کہتی تھی آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں، آپ کی آنکھوں میں میرے لیے محبت دیکھی ہے اس نے، جانتے ہیں میں نے نیہا کی بات سن کر بس آپ کے ساتھ کی دعا مانگی تھی جو پوری ہو گئی۔" نایاب نے اس کا ہاتھ اپنے دل پر رکھا۔

" یہاں رہتے ہیں آپ، آپ کو یہاں سے کوئی بھی نہیں نکال سکتا، میری محبت کو عشق بنا دیا ہے آپ کی محبت نے اور عشق تو مرنے کے بعد بھی قائم رہتا ہے۔ (وہ ہلکا سا مسکرائی تھی) آپ میری زندگی کا سب سے قیمتی، اور انمول اثاثہ ہیں، یہ جاننے کے بعد کہ میری زندگی کے اس حادثہ کے ذمہ دار آپ ہیں، میرا دل آپ کو غلط ماننے کو تیار نہیں ہے۔ (اس نے دونوں ہاتھوں میں اس کا

ہاتھ دبایا) میرا عشق مجھے آپ سے دور جانے نہیں دے گا ،اور میرا دل آپ کو ہر الزام سے بری کر رہا ہے ، وہ شخص جس نے ملازموں سے بھی غصے میں کبھی بات نہیں ،انہیں کوئی تکلیف نہیں دی وہ کیسے مجھے تکلیف دے سکتا ہے جو اس کے لئے انجان تھی،مجھے سچ بتا دیں ،میرے دل کو مطمئن کر دیں۔"

نایاب کی پوری سن کراس نے اس کی طرف دیکھا جو مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی ،وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا ،اتنے دن جس اظہار کے لیے وہ تڑپ رہا تھا ،وہ اسے آج کے دن سننے کو ملے گا۔اسے تو لگا تھا کہ اس نے آج نایاب کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کھو دیا ،مگر شاید اللہ کو اس کا کوئی کام پسند آگیا تھا ،جو نایاب کے دل میں اس کی محبت ڈال دی۔وہ دل ہی دل میں اللہ کا شکر گزار ہو رہا تھا۔پھر اس نے اپنے پاؤں میں بیٹھی نایاب کو کندھوں سے پکڑ کر اٹھا یا اور اپنے ساتھ بیٹھایا۔اپنے دونوں ہاتھوں میں اس کے ہاتھ مضبوطی سے تھامے اس نے بولنا شروع کیا۔

" نایاب ! آپ کے اظہار نے آج سچ میں مجھے غنی بنا دیا ،مجھے ایسا لگ رہا ہے ،میں دنیا کا سب سے امیر شخص ہوں ،جسے اللہ نے اس کی محبت سے نوازا ہے۔میری محبت آپ کو کھونے سے ہمیشہ ڈرتی رہی ،بہت بار آپ کو سچ کو بتانا چاہا مگر میرا ڈر آڑے گیا۔چلیں میرے ساتھ کسی سے ملواتا ہوں۔"

" کس سے؟ نایاب نے اس سے پوچھا۔

" آج آپ کے بھروسے کی وجہ سے مجھ میں اتنی ہمت آئی ہے کہ آپ کو سچ بتا سکوں ،یہ سچ جس سے جڑا ہے اسی سے ملوانے جا رہا ہوں۔"

اس کی بات سن کر نایاب خاموشی سے کھڑی ہو گئی۔وہ اپنی کار کی کیز اٹھا تا اس کا ہاتھ نرمی سے تھام کر اسے اپنے ساتھ باہر لے آیا۔

جس کو دعاؤں میں مانگا

****

حمزہ آہستہ سے دروازہ ناک کرتا روم میں داخل ہوا جہاں حور اس کی والدہ کے گود میں سر رکھ کر لیٹی ہوئے تھی۔

" اتنی محبت کبھی مجھ سے تو نہیں جتائی۔"حمزہ نے دل ہی دل میں کہا۔اسے دیکھ کر حور اٹھ کر بیٹھی۔

" بیٹا ! حمزہ اور اسکا دوست تم سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔"عطیہ بانو نے حور سے کہا تو اس نے حمزہ کی جانب دیکھا۔

" دیکھیں حور ! آپ کا بیان ہمارے کیس کے لئے بہت اہم ہے ،باہر میرا دوست کھڑا ہے کچھ دیر میں وہ اندر آئے گا اس کے کچھ سوال ہیں جن کے جواب آپ کو دینے ہیں۔"

حمزہ نے آرام سے اپنی بات کی کہیں اس کی ماں یہیں اس کے کان نہ کھینچنے لگ جائے۔

"امی !آپ باہر جائیں، مجھے اسے اندر بلا نا ہے۔"حمزہ نے عطیہ بانو کو کہا تو انہوں نے اسے گھورا۔

" امی ! دروازہ کھلا ہے ہم کچھ نہیں کریں گے آپ منہ بولی بیٹی کو۔"حمزہ نے زچ ہوتے ہوئے کہا ۔پچھلے دس دنوں اسے اپنی ماں سوتیلی لگ رہی تھی۔

" ٹھیک ہے۔حور بیٹا ! میں باہر ہی ہوں۔"وہ حور کو کہہ کر روم سے نکل گئی مگر جاتے جاتے حمزہ کو گھورنا نہیں بھولی تھی۔

" آپ ریلیکس ہو جائیں۔"وہ حور کو کہتا شہوار کو میسج کر کر بلانے لگا جو لاؤنج میں کھڑا اس کیے میسج کا ہی انتظار کر رہا تھا۔

حور کمرے میں داخل ہوتے وجود کو دیکھ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔

" شہوار بھائی!" اس نے اسکا نام لیا جو شہوار کے ساتھ ساتھ حمزہ کو چونکنے پر مجبور کر گیا۔

****

"زوہان! کیا کر رہے ہو؟" خولہ بیگم نے اسے سامان پیک کرتے دیکھ کر پوچھا۔

" امی! آپ کو بتایا تو تھا دبئی جانا ہے مجھے۔"اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

" واپسی کب تک ہو گی؟" خولہ بیگم نے پوچھا۔

" کوشش کروں گا جتنی جلدی ہو سکے کام ختم کر لوں۔"خولہ بیگم کے لہجے کی اداسی کو محسوس کرتا وہ مڑکر انہیں تسلی دینے والے انداز میں بولا۔

" یہ گھر تو مجھے کاٹ کھانے کو دوڑے گا تمہارے بغیر۔میں سوچ رہی ہوں تمہارے واپس آنے کے بعد تمہاری شادی کر دوں۔"شادی کے نام پر زوہان کے کپڑے رکھتے ہاتھ رکے ،اور ایک چہرہ اس کے ذہن میں ابھرا جس اس نے فورا جھٹک دیا۔

" مما! ابھی تو مجھے ڈیڈ کا بزنس یہاں اسٹیبلش کرنا اس کے بعد ہی میں مزید ذمہ داری کا سوچوں گا ۔"

زوہان نے انہیں ٹالا۔

" مما ! ایک کپ کافی مل سکتی ہے؟" زوہان نے ان کے سوالوں سے بچنے کے لئے ان سے فرمائش کی۔خولہ بیگم جلدی سے کمرے سے نکل گئی۔

ان کے جانے کے بعد زوہان نے اپنا فون اٹھایا جس کے وال پیپر پر نیہا کی فوٹو لگی تھی۔

" تمہارے خواب ہمارے بیچ میں آگئے نیہا !" وہ تصویر سے مخاطب تھا۔

جب سے خولہ بیگم نے اسے بتایا تھا کہ نیہا کو ماڈلنگ کا شوق ہے وہ اس کا خیال دل سے نکال رہا تھا۔ بچپن سے جس پیشے کو لے کر وہ مما کے خلاف تھا وہ اس لڑکی کو کیسے اپنی زندگی میں لا سکتا تھا جو خود کو اسی پیشے سے منسلک کرنا چاہتی تھی۔اپنے دل میں ابھرتی نیہا کی محبت کو اس نے ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا مگر پھر وہ منتظر رہتا تھا کہ نیہا کبھی تو اسے دیکھائی دے گی جانے سے پہلے ایک بار وہ اسے دیکھنا چاہتا تھا۔

کل اس کی فلائٹ تھی۔وہ پھر سے اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔

****

" خان! کام کا کیا بنا ؟" فون کے دوسری جانب سے پوچھا گیا۔

" ابھی تو دس لڑکیا ں ہیں انہیں ہی بھیجوا رہا ہوں۔"

" کیا مطلب دس ؟؟ میں نے کہا تھا نہ پندرہ لڑکیاں ہونی چاہیئں۔"دوسری جانب وہ غصے سے دھاڑا۔

"پانچ دن میں ان کا بھی انتظام ہو جائے گا۔"اس نے لہجے کو نارمل رکھتے ہوئے کہا۔وہ اس لہجے کا عادی نہیں تھا مگر سننے پر مجبور تھا۔

"پانچ دن بس اس زیادہ ایک منٹ بھی نہیں۔"وارنگ دے کر وہ فون بند کر چکا تھا۔

" اب کیوں برا لگ رہا ہے یہ کام تم نے خود چنا تھا اپنے لئے۔"

اس کے ضمیر نے اسے ملامت کیا۔

اس سے پہلے وہ کچھ سوچتا اس کا دوسرا فون رنگ ہوا۔بھائی صاحب! کا نمبر دیکھ کر اس نے خود کو نارمل کیا اور فون پک اپ کیا۔

" کیسے ہیں بھائی صاحب!" اس نے لہجے کو ہشاش بشاش بنایا۔

"میں تو ٹھیک ہوں تم سناؤ کب آ رہے ہو؟ تمہیں پتہ ہیں نہ نمیر کا ولیمہ ہے پانچ دن بعد۔"جلال خان نے کہا۔

" جی بھائی صاحب ! بس ایک کام رہ گیا ہے وہ ختم کرتے ہی آ جاؤں گا۔"اس نے محبت سے کہا۔

" دیکھو دلاور! خان حویلی کے وارث کا ولیمہ ہے تمہارا یہاں ہونا بہت ضروری ہے اور جب سے گل کی شادی ہوئی ہے تم نے گاؤں کا چکر بھی نہیں لگایا۔وہ بھی تمہیں بہت یاد کرتی ہے۔اگر تم نمیر کی وجہ سے ناراض ہو تو----"

" کیسی باتیں کر رہے ہیں بھائی صاحب ! میرا بیٹا ہے وہ میں اس کی وجہ سے کبھی ناراض نہیں ہو سکتا ۔میں کوشش کروں گا تین دن تک آ جاؤں۔"جلال خان کی بات کاٹتے ہوئے دلاور خان نے محبت سے کہا۔

" ٹھیک ہے ! میں انتظار کروں گا۔"انہوں نے کہہ کر فون بند کر دیا۔

" مجھے کسی بھی طرح پرسون حویلی جانا ہے۔"خود سے باتیں کرتا دلاور خان اپنے آدم کو فون ملانے لگا جسے اس نے پانچ لڑکیوں کا انتظام کرنے کا کہا تھا۔

******

وہ اسے ایک ہاسپٹل کے پرائیویٹ روم میں لایا تھا۔

" ان سے ملیں یہ ہے رانیہ۔" نمیر نے بیڈ پر لیٹی ہوش و خرد سے بیگانہ لڑکی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" نمیر کیا ہوا ہے انہیں ؟" نایاب آگے آئی۔

" فزیکلی ٹارچر کیا گیا ہے۔" نمیر نے جواب دیا۔

" لیکن کیوں ؟ اور کس نے کیا یہ؟" نایاب اس کی جانب مڑی۔

" نہیں معلوم اسے ہی تلاش کر رہا ہوں۔"

" لیکن یہ ہے کون ؟ " نایاب نے پوچھا۔

" رانیہ ایک سال پہلے میری کمپنی میں جاب کے لئے آئی تھی۔ہنستی مسکراتی رہتی تھی۔ایک ہفتے میں ہی اس نے سب ایمپلائے کو اپنا گرویدہ کر لیا۔یہ مجھے بھائی بلاتی تھی ،الگ ہی چمک تھی اس کی آنکھوں میں،جیسے بہت کچھ کرنا چاہتی ہو۔چار مہینے پہلے ایک دن اس کا فون آیا،یہ آفس کی کسی ایمپلائے کے ساتھ گھر جا رہی ہے،مگر وہ گھر نہیں پہنچی۔"

" گھر نہیں پہنچی مطلب؟"

" میرے آفس میں ایک لڑکی کام کرتی تھی نگار! رانیہ اس کے ساتھ گئی تھی۔بہت ڈھونڈا مگر نہیں ملی۔اس کا فون ٹریس کیا گیا ،جب ہم پولیس کے ساتھ وہاں پہنچے تو گودام میں آگ لگی ہوئی تھی ۔وہاں سے صرف دو لڑکیاں ملی ،ایک زندہ اور ایک مردہ۔رانیہ بے ہوش تھی ،مگر اس کی حالت بہت خراب تھی لوہے کے راڈ سے مارا گیا تھا اسے۔ہم اسے ہاسپٹل لائے مگر سر میں چوٹ کی وجہ سے یہ کوما میں چلی گئی۔" نمیر روم میں موجود صوفے پر بیٹھ گیا۔

" وہ مجھے بھائی کہتی تھی اور میں بہن کی حفاظت نہیں کر سکا۔" نمیر نے افسردہ لہجے میں کہا۔نایاب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ نمیر نے اس کی جانب دیکھا۔

" اس دن نگار کا نمبر ٹریس ہو ا ،میں نے اس کو کنڈنیپ کروانے بھیجا تھا مگر وہ چکما دے گئی اور میرے لوگ آپ کو اغوا کے کر لے آئے------ نایاب سچ میں میرا ارادہ آپ کو نقصان پہنچانے کا نہیں تھا ،میں تو بس رانیہ کے گناہگار تک پہنچنا چاہتا تھا۔" نمیر نے نیچے چہرہ کرتے ہوئے کہا۔

" نمیر ! یہاں دیکھیں میری طرف۔"نایاب نے اس کا چہرہ اوپر کیا۔

" آپ کے چہرے پر شرمندگی نہیں ہونی چاہیئے۔آپ اچھا کام کر رہے تھے۔"

" آپ مجھ سے ناراض نہیں ہیں؟" نمیر نے پوچھا۔

" میں آپ سے کبھی ناراض نہیں ہو سکتی۔"نایاب نے نمیر کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ تبھی روم کا دروازہ کھلا۔

" تم یہاں؟" شہوار نے نمیر کو دیکھ کر سوال کیا۔

" میں نے نایاب کو سب سچ بتا دیا ہے۔" نمیر نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" یہ کون ہیں؟" نایاب نے شہوار کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا اسے شہوار کی آواز کہیں سنی ہوئی لگ رہی تھی۔

" میں اے سی پی شہوار ہوں ،رانیہ کا منگیتر اور نمیر کا دوست۔"

" اس دن آپ بھی تھے نہ ان لوگوں کے ساتھ۔"نایاب نے یک دم کہا تو شہوار تھوڑا شرمندہ ہو گیا۔

" بھابھی ! ہم آپ کو نقصان پہنچانا نہیں چاہتے تھے ،میری رانیہ کی حالت تو آپ دیکھ ہی رہی ہیں ،مجھے بس کسی بھی قیمت پر وہ لوگ چاہیئے تھے۔میں شرمندہ ہوں آپ کے ساتھ وہ سب کرنے پر ۔"شہوار نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

" شہوار بھائی! رانیہ ٹھیک ہو جائے گی۔"نایاب نے کہا تو شہوار نے اس کی جانب دیکھا۔

" میں دعا کروں گی رانیہ جلد ٹھیک ہو جائے اور آپ رانیہ کے گناہ گاروں تک جلد ہی پہنچ جائیں۔" نایاب مسکرائی تو وہ بھی مسکرا دیا۔

****

(چار ماہ پہلے)

" کہاں ہو تم؟" آصفہ نے رانیہ کو فون کیا جو اس نے دو بار کرنے پر پک اپ کیا تھا۔فون پک اپ ہوتے ہی آصفہ نے اس سے پوچھا۔

" میں آفس میں ہوں۔"مصروف انداز میں جواب دیا گیا۔

" امی کے کہے کی سزا اب تم ہمیں دو گی؟" آصفہ کے دکھی انداز پر رانیہ کے ٹائپ کرتے ہاتھ پل بھر کو رکے۔

"میں سزا دینے والی کون ہوتی ہوں۔میں تو بس خود کو اس الزام سے بچا رہی ہوں جو میری سگی خالہ نے ہی مجھ پر لگایا ہے۔"رانیہ کا لہجہ ابھی بھی سپاٹ تھا۔

" رانیہ ! امی شرمندہ ہیں ،جب سے میری منگنی ٹوٹی ہے امی کو اپنی غلطی کا احساس چین نہیں لینے دیتا۔"

آصفہ نے کہا۔

" آصفہ ! جو ہوتا ہے اچھے کے لئے ہوتا ہے۔خالہ کو کہنا وہ لوگ تمہارے لائک ہی نہیں تھے، جیسے میں شہوار کے لائق نہیں ہوں۔"رانیہ کی آواز آخر میں بھاری ہو گئی۔

" امی کو معاف کر دو رانیہ! " آصفہ نے روتے ہوئے کہا۔

" مجھے کام ہے ابھی بعد میں بات ہوتی ہے۔"رانیہ نے جلدی سے کہہ کر فون کاٹ دیا۔وہ اپنے آنسو صاف کر رہی تھی جب نمیر وہاں آیا۔اسے روتے دیکھ وہ ٹھٹھکا۔

" مس رانیہ ! آپ میرے کیبن میں آئیں۔"اسے کہتا وہ اپنے کیبن میں چلا گیا۔رانیہ اپنا چہرہ اچھے سے صاف کرتی کھڑی ہوگئی۔

" مے آئی کم ان سر!" اس نے دروازہ ہلکے سے ناک کر کر پوچھا۔

" رانیہ ! اندر آؤ۔" نمیر نے اسے اندر بلایا۔وہ آہستہ سے چلتی اس کی ٹیبل کے پاس آکر رکی۔

" بیٹھو!" اس نے کرسی کی جانب اشارہ کیاتو وہ بنا کچھ کہے بیٹھ گئی۔ نمیر نے پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھایا۔

" پانی پیو!" نمیر کے کہنے پر اس نے گلاس پکڑ لیا۔گلاس خالی کر کر اس نے ٹیبل پر رکھا۔ نمیر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

" رو کیوں رہی تھی؟" اس نے نرم لہجے میں اس سے پوچھا۔

" وہ بھائی! ---- (نمیر کے سامنے وہ کبھی بھی اپنا دکھ چھپا نہیں پاتی تھی، ابھی بھی اس کے آنسو فورا نکل آئے) آصفہ کہہ رہی تھی خالہ شرمندہ ہیں انہیں معاف کر دوں۔لیکن میں کیا کروں میں بھول ہی نہیں پا رہی جو انہوں نے آپ کے اور میرے بارے میں کہا۔انہوں نے شہوار کو بھی یہی

کہا کہ میں آفس آوارہ گردی کرنے جاتی ہوں اور آپ کے ساتھ ----" اس سے مزید بولا ہی نہیں گیا تو وہ رونے لگی۔

" رانیہ ! یہاں دیکھو۔" نمیر نے اس سے کہا تو اس نے اپنا جھکا سر اٹھایا۔

" نامحرم کو آپ جتنا بھی بھائی کہہ کر پکار لیں دنیا کی نظر میں یہ رشتہ جائز نہیں ہوتا۔" نمیر نے اسے سمجھایا۔

" اب آپ بھی یہی کہیں گے ؟" رانیہ نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

" میں صرف یہ کہہ رہا ہوں آپ اپنی خالہ کو یہ سوچ کر معاف کر دیں کہ وہ دنیا دار خاتون ہیں۔ پھر سب سے اہم بات شہوار نے کبھی آپ سے ایسی کوئی بات یا پھر اپنی ماں کی بات سن کر اس نے آپ سے کوئی سوال کیا ؟" نمیر نے پوچھا تو رانیہ نے نہ میں سر ہلایا۔

" انسان وقتی طور پر تھوڑا بدل جاتا ہے مگر اس کی محبت نہیں بدلتی۔رشتوں میں محبت کے ساتھ ساتھ عزت بھی ضروری ہوتی ہے۔آپ شہوار کی محبت سے انجان نہیں ہیں جانتی ہیں وہ آپ کی عزت نفس پر کبھی آنچ نہیں آنے دے گا تو پھر کھلے دل سے اپنی خالہ کو معاف کر دیں اور شہوار پر بھروسہ کریں۔"

نمیر نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ بھی مسکرا دی۔

" آپ کبھی بھی شہوار سے نہیں ملے پھر بھی اس کے بارے اتنا جانتے ہیں۔کیسے؟" رانیہ نے مسکرا کر پوچھا۔نمیر سے بات کر کر وہ ہمیشہ ریلکس ہو جاتی تھی۔

" اس کی محبت آپ کے چہرے سے جھلکتی ہے۔" نمیر نے مسکرا کر کہا۔

تبھی دروازہ ناک ہوا۔ نمیر نے دروازے کی جانب دیکھا جہاں سے جلال صاحب اندر داخل ہو رہے تھے۔

وہ انہیں دیکھ کر کھڑا ہو گیا اسے کھڑا ہوتا دیکھ رانیہ بھی کھڑی ہوئی اور پیچھے کی جانب دیکھا۔آنے والی شخصیت کو دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی۔

" کیسے ہیں آپ بابا جانی!" رانیہ فورا ان کے پاس آئی۔

" میں تو بالکل ٹھیک ہوں،یہ بتاؤ میرا بچہ کیسا ہے؟" انہوں نے مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیسی لگ رہی ہوں؟" رانیہ نے پیچھے ہوتے ان سے پوچھا۔

" بظاہر تو ٹھیک لگ رہی ہیں آپ لیکن اندر کا حال تھوڑا گڑبڑ ہے۔"جلال خان کے درست اندازے پر وہ مسکرا دی۔ایک ماہ پہلے جلال خان سے ہوئی ملاقات میں وہ انہیں اپنا بابا جانی بنا چکی تھی۔اس کا کہنا تھا اگر نمیر اس کا بھائی ہے تو اس طرح جلال خان اس کے بابا جانی بھی ہوئے۔جلال خان جب بھی آفس کا چکر لگاتے تھے رانیہ سے مل کر جاتے تھے۔وہ انہیں بیٹیوں کی عزیز ہو گئی تھی۔

" بابا جانی ! ابھی آپ اپنے بیٹے سے بات کریں میں کچھ کام کر لوں پھر آپ سے تفصیلی بات کروں گی۔"رانیہ مسکرا کر کہتی کیبن سے نکل گئی۔

" السلام علیکم بابا!" نمیر نے انہیں سلام کیا اور اپنی کرسی سے ہٹ کر ان کے سامنے آیا۔

" وعلیکم السلام! گاؤں کے ہوسپیٹل کا کام تقریبا مکمل ہونے والا مگر گاؤں کا ایک چکر لگا لو تاکہ دیکھ سکو مزید کتنا ٹائم لگے گا۔"انہوں نے نمیر کی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" جی بابا!" اس نے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" دلاور کا پتہ کرو ابھی تک دبئ سے کیوں نہیں آیا۔گل اس سے ملنا چاہتی ہے۔"

" جی بابا! میں پتہ کرواتا ہوں۔"

گل کی شادی کے بعد وہ اس سے نارمل لہجے میں بات تو کرتے تھے مگر اپنی انا کے چلتے وہ اس سے پہلے جیسا تعلق نہیں بنا پا رہے تھے۔

******

" حور ! میری بات سنو ،میں تم سے ملنے نہیں آسکتی ابھی۔کچھ دن رک جاؤ پھر میں تمہیں گھر لے آؤں گی۔"نگار حور سے بات کر رہی تھی جب رانیہ اس کے پاس آئی۔

" لاؤ مجھے دو فون۔"رانیہ نے اس سے فون لیا۔

" حور کیسی ہو؟" اس نے پوچھا۔

" میں ٹھیک ہوں ہونے والی مسز شہوار!" حور نے اس کی آواز پہچان کر اسے چھیڑا۔

" باز آجاؤ لڑکی ! تمہیں تو میں شہوار کے بارے میں بتا کر ہی پچھتا رہی ہوں۔"رانیہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" آپ نے ان کے بارے میں بتایا تھوڑی نہ ہے مجھے بلکہ ان کی شان میں قصیدے سنائے ہیں۔"

" زیادہ بولو نہ۔بہن کو تنگ نہ کیا کرو۔کچھ بزی ہے وہ کام کو لے کر پھر آئے گی تم سے ملنے بلکہ میں بھی آؤں گی۔"رانیہ نے بری بہنوں والے روعب سے کہا تو حور نے اچھا کہہ کر فون بند کر دیا۔

"تم کیوں نہیں جا رہی اس سے ملنے ؟" رانیہ نے اس سے پوچھا۔

" وہ بس کچھ کام تھا اس لئے۔"اس نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا ہے؟" اس نے رانیہ کے ہاتھ میں ایک باکس دیکھ کر پوچھا۔

" وہ یہ الٹراوئلٹ پین ہے۔"نگار نے اسے بتایا۔

" اس کا کیا کرو گی تم؟" رانیہ نے پوچھا۔

" وہ بس ڈائری لکھتی ہوں نہ تو حور پڑھ لیتی ہے۔اس لئے سوچا اس پین سے لکھوں گی تو نہیں پڑھ پائے گی،ورنہ فضول میں شرمندہ ہوتی رہتی ہے کہ آپ میرے لئے اتنا کچھ کر رہی ہیں ، اور پتہ نہیں کیا کیا سوچتی رہتی ہے۔"

" دماغ بہت چلاتی ہو تم ویسے ؟" رانیہ نے مسکرا کر کہا۔

" کل میرے ساتھ چلو گی حور سے ملنے؟" نگار نے پوچھا۔

" ہاں جی ضرور جاؤں گی۔ابھی کام کر لیں ہم۔"رانیہ اسے کہتی پھر سے اپنی کام پر لگ چکی تھی جبکہ نگار کے چہرہ اس وقت شرمندگی سے بھر پور تھا۔

****

"شہوار ! تمہارا ٹرانسفر ہو گیا اور تم نے بتایا بھی نہیں؟" حمزہ نے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ جو نیا کیس ہمیں ملا ہے نہ گرلز اسمگلنگ کا اس میں آپ بھی میرے ساتھ ہی ہیں تو آپ کو بتانے کا فائدہ نہیں تھا۔"شہوار نے ہنستے ہوئے کہا۔

" بہت خوش ہو لگتا ہے کوئی خزانہ ہاتھ لگ گیا ہے؟" حمزہ نے اس کیجانب دیکھتے ہوئے کہا۔

" خزانہ کو سچ میں ہاتھ لگنے والا ہے۔رانیہ کو اتنے مہینوں بعد دیکھوں گا۔"شہوار کا لہجہ محبت سے بھر پور تھا۔

" پہلی فرصت میں شادی کر لینا یہ نہ ہو اسی کیس کو لے کر بیٹھ جاؤ۔"حمزہ نے اسے نصیحت کی۔

" ایسانہیں ہو گا بہت انتظار کر والیا ان محترمہ نے مجھے۔تم بھی کچھ لو اب اپنی زندگی کے بارے میں۔"شہوار نے اسے کہا۔

" میں نے کیا سوچنا ہے جو سوچیں گی امی سوچیں گی۔"حمزہ نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

" مجھے ابھی جانا ہے اس کیس کی ساری فائلز دیکھنی ہیں پھر لاہور کے لئے نکلا بھی ہے۔"شہوار نے کھڑے ہوئے کہا۔

" میں بھی کل آجاؤں گا۔"حمزہ نے کہا تو وہ سر ہلاتا روم سے نکل گیا۔

******

" یہ ہم کہاں جارہے ہیں ؟ تمہارا گھر تو یہاں نہیں ہے؟" رانیہ نے ٹیکسی کو انجان رستے کی جانب جاتے دیکھ کر پوچھا۔

" رانیہ ! حور کو ان لوگوں نے کڈنیپ کر لیا ہے۔میں انہیں کبھی پتہ نہیں لگنے دیا حور دیا مگر آج وہ اسے اپنے ساتھ لے گئے۔مجھے اسے واپس لانا ہے۔"نگار نے روتے ہوئے کہا۔

" نگار ! ٹھیک سے بتاؤ ،کون لوگ ہیں اور حور کو کیوں لے کر گئے ہیں؟" رانیہ نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔تبھی ٹیکسی ایک گودام کے آگے آ کر رکی۔

" تم اندر چلو میں بتاتی ہوں۔"ٹیکسی والے کو جانے کا اشارہ کرتی وہ اسے گودام کے اندر لے آئی۔

" تم بتا کیوں نہیں رہی ہو یہ کونسی جگہ ہے اور حور کن لوگوں کے پاس ہے؟" رانیہ نے اس سے پوچھا۔

" مجھے معاف کر دو رانیہ !میری مجبوری ہے یہ کام کرنا۔"نگار نے روتے ہوئے کہا۔

" کونسا کام؟" رانیہ نے پریشانی سے پوچھا اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

" میں بتاتا ہوں۔" تبھی اسے ایک آدمی کی آواز آئی۔اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔اس نے پہلے کبھی اس شخص کو نہیں دیکھا تھا۔

" نگار میرے لئے کام کرتی ہے۔یہ لڑکیاں ہمیں لا کر دیتی ہے اور ہم انہیں آگے بیچ دیتے ہیں،کچھ دھوکا کھا کر یہاں آتی ہیں،کچھ اپنی مرضی سے تو کچھ تو مجبوری کی وجہ سے۔"اس آدمی نے ہنستے ہوئے کہا۔

" نگار! یہ کیا کہہ رہا ہے ؟" رانیہ نے صدماتی لہجے میں اس سے پوچھا۔پچھلے 6 مہینوں سے وہ اس کے ساتھ تھی،وہ کیسے ایسا کر سکتی ہے۔اس نے جلدی سے فون نکالا اس سے پہلے وہ شہوار کو فون کرتی نگار نے اس سے فون لیا۔

" میرا کام ہو گیا ہے اب میں چلتی ہوں۔"وہ اس آدمی کو کہہ کر گودام سے نکل آئی۔

"اس لڑکی کو لے جاؤ اور باقی لڑکیوں کے پاس بند کر دو۔کچھ دیر میں ہمیں ڈیلوری دینی ہے۔"وہ شخص خباثت سے کہتا اندر کی جانب مڑ گیا۔جبکہ دوسرا شخص اسے زبردستی ایک کمرے میں لے آیا۔جہاں اور بھی لڑکیاں بند تھیں۔

******

" یہ کیا کہہ رہی ہیں آنٹی ؟ رانیہ تو یہاں سے کب سے جا چکی ہے"

بارہ بجنے والے تھے رانیہ ابھی تک گھر نہیں پہنچی تھی تو رانیہ کی امی نے نمیر کو فون کیا۔

نمیر رانیہ کو لے کر پریشان ہو گیا۔

اس نے فورا حمدان کو فون کیا جو پولیس میں تھا،اسے رانیہ کا نمبر ٹریس کرنے کو کہا۔

وہ آفس میں ادھر سے ادھر ٹہلتا حمدان کی کال کا انتظار کر رہا تھا۔
تبھی اسے اس کا میسج موصول ہوا۔وہ فورا اپنی کار کی کیز اٹھا کر آفس سے نکل آیا۔

******

رانیہ کی والدہ پریشان سے صحن میں ٹہل رہی تھی جب دروازہ ناک ہوا۔انہوں نے جلدی سے دروازہ کھولا تو سامنے شہوار کو دیکھ کر ان کی آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے۔
" کیا ہوا ہے خالہ رو کیوں رہی ہیں؟" انہیں روتے دیکھ شہوار نے سوال کیا۔
" رانیہ ابھی تک گھر نہیں۔"انہوں نے روتے روتے اسے بتایا تو اس نے انہیں چار پائی پر بیٹھا کر اپنی جیب سے فون نکلا اور رانیہ کو فون ملانے لگا۔رانیہ نے اسے کہا تھا وہ اسے ملنے گھر آئے گی مگر وہ نہیں آئی تو وہ انتظار کرتا تھک کر اس کے گھر آگیا مگر یہاں آکر وہ مزید پریشان ہو گیا تھا۔
" یہ کر دیا تو نے نگار! وہ تو تیری دوست تھی نہ تو ایسا کیسے کر سکتی ہے؟" نگار نے گودام سے باہر آکر خود کو کوسا۔
" مجھے اسے بچانا ہو گا مگر کیسے؟" نگار نے خود سے سوال کیا تبھی رانیہ کا فون رنگ ہوا جو وہ رانیہ سے چھین کر لائی تھی۔شہوار کا نام دیکھ کر اس نے اسے بتانے کا سوچااور فون اٹھا لیا۔
"کہاں ہو تم؟ میں کب سے یہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں اور تم ہو کہ آکر ہی نہیں دے رہی ہو؟ ٹائم دیکھا ہے تم نے 12 بج رہے ہیں کونسا آفس ہے تمہارا۔۔۔۔۔۔۔رانیہ تم سن رہی ہو ؟" دوسری طرف مسلسل خاموشی اسے پریشان کر گئی۔
"ایک ایڈریس بھیج رہی ہوں اگر رانیہ کو بچا سکتے ہیں تو بچا لیں۔"

رانیہ کے فون پر آنے والی انجان آواز سن کر وہ مزید پریشان ہوا۔ تبھی اسے ایک ٹیکسٹ موصول ہوا۔وہ فوراگھر سے نکلا۔جب وہ مطلوبہ پتے پر پہنچا تو تبھی اس کے سامنے ایک اور کار رکی۔سامنے گودام میں لگی آگ دیکھ کر شہوار اور دوسری کار سے نکلنے والا نفوس اندر کی جانب دوڑے۔

****

وہ دونوں جلدی سے رکاوٹ راستے سے ہٹاتے گودام میں داخل ہوئے۔دونوں ہی رانیہ کو پکار رہے تھے۔

گودام میں ہر طرف آگ لگی ہوئی تھی۔شہوار ایک روم کی طرف بھاگا جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔وہ جیسے ہی نادر داخل ہوا اسے رانیہ اور ایک لڑکی زمین پر گری ہوئی دیکھائی دی۔ نمیر بھی شہوار کے پیچھے آیا۔

" رانیہ ! شہوار رانیہ کو پکارتا اس کے پاس بیٹھا۔

" شہوار! (رانیہ نے نیم وا آنکھوں سے اسے دیکھ کر پکارا) "

" تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔"اس سے پہلے وہ مزید کچھ بولتا رانیہ اس کی باہوں میں جھول گئی۔

" رانیہ!!" اس نے چلا کر اسے پکارا۔

" شہوار !اسے ہاسپیٹل لے کر جانا ہو گا جلدی کرو آگ پھیل رہی ہے۔"

نمیر کی بات سن کر شہوار نے جلدی سے رانیہ کو اٹھایا اور باہر کی جانب لپکا۔نمیر نے دوسری لڑکی کو اٹھایا اور گودام سے باہر آگئے۔وہ دونوں ہاسپیٹل کے لئے نکل پڑے۔ نمیر نے فائر بریگیڈ کو فون کر کر گوادم کی لوکیشن بتائی اور حمدان کو بھی میسج کر دیا تھا۔

*****

" سر آپ کی پیشنٹ کی حالت کرٹیکل ہے ان کے سر پر راڈ سے مارا گیا ہے۔ہم کوشش کر رہے آپ بھی دعا کریں۔"ڈاکٹر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دے کر واپس آپریشن تھیٹر کے اندر چلا گیا۔

ڈاکٹر کی بات سن کر شہوار صدمے سے کرسی پر ڈھے گیا۔

" وہ ٹھیک ہو جائے گی۔" نمیر نے اسے تسلی دی ،جو اسے خود کھوکھلی لگ رہی تھی۔

صبح ہی تو وہ ہنستے مسکراتے اس سے ملی تھی اس کی یہ حالت۔

" رانیہ کا فون کسی لڑکی کے پاس تھا اس نے مجھ سے کہا اگر رانیہ کو بچا سکتے ہو تو بچا لو۔"

" رانیہ نگار کے ساتھ آفس سے گھر جانے کے لئے نکلی تھی۔" نمیر نے شہوار کی بات سن کر اسے بتایا۔

" کون نگار؟" شہوار اس کی جانب مڑا۔

" میری آفس امپلائی ہے ایک اور رانیہ کی دوست؟"

" میں اسے چھوڑوں گا نہیں اس کی وجہ سے میری رانیہ کی یہ حالت ہے۔"شہوار نے غصے سے کہا۔

" میں پتہ لگواتا ہو ں اس کا۔" نمیر نے کہا۔شہوار اٹھ کر ہاسپٹل میں موجود نماز گا ہ کی جانب بڑھ گیا۔

وہ اللہ سے اس کی زندگی کی دعا مانگ رہا تھا جو قبول ہو گئی تھی۔آدھے گھنٹے بعد نمیر اس کے پاس آیا۔

" ڈاکٹر تمھیں بلا رہے ہیں۔" نمیر نے اس سے کہا تو وہ جلدی سے اس کے ساتھ چل پڑا۔

" شہوار سر ! آپ کی پیشنٹ سر کی چوٹ کی وجہ سے کومے میں جا چکی ہیں۔"

******

"کہاں ہو تم؟ " شہوار نے حمزہ سے پوچھا۔

"بس پہنچنے والا ہوں۔"حمزہ نے اسے کہا تو اس نے اچھا کہہ کر فون رکھ دیا اور ہاسپٹل کے کمرے میں جہاں نمیر رانیہ کی والدہ کو تسلی دے رہا جنھوں نے رانیہ کی حالت دیکھ کر رو رو کر برا حال کر لیا تھا۔

"میری بچی نے کسی کا کیا بگاڑا تھا جو اس کے ساتھ یہ سب ہوا۔"

"آنٹی ! آپ فکر نہ کریں رانیہ کے ساتھ جس نے بھی یہ سب کیا ہے اسے کڑی سے کڑی سزا ملے گی۔" نمیر نے کہا پھر شہوار کو اندر داخل ہوتے دیکھ وہ اس کے پاس آیا۔

"شہوار ! اس گودام میں لڑکیاں سمگل ہونے والی تھی مگر اچانک آگ کی وجہ سے وہ لوگ وہاں سے شفٹ کر گئے۔" نمیر کی بات پر شہوار چونکا۔

"تمہیں یہ سب کیسے پتہ ؟ " شہوار نے اس سے پوچھا۔

"چلو کسی سے ملواتا ہوں۔" نمیر اسے لے کر روم سے باہر آیاجہاں دو لوگ کھڑے تھے۔

"السلام علیکم سر! "حمدان نے شہوار کو سلام کیا تو اس نے سر ہلا کر اسے جواب دیا۔

"سر! میں انسپکٹر حمدان ہوں۔اس کیس میں آپ کے ساتھ کام کروں گا۔(اس نے ایک فائل اس کی جانب بڑھائی)سر وہ لوگ ابھی تو وہاں سے شفٹ کر چکے ہیں مگر جلد ہی ان کی لوکیشن معلوم ہو جائے گی۔آپ کی فیانسی کو وہاں لے جانے والی لڑکی بھی ان کے ساتھ کام کرتی ہے ہم اسے بھی ڈھونڈ رہے ہیں۔"

حمدان نے ساری تفصیل اسے بتائی تو شہوار نے نمیر کی جانب دیکھا۔

"رانیہ کے بھائی ہو کیا رانیہ کے لئے تم میری مدد کرو گے؟" شہوار نے اس سے پوچھا۔

"دل سے بہن مانتا ہوں اسے تم نہ کہتے تو بھی میں اس کام میں تمہاری مدد کرنے والا ہی ہوں۔" نمیر نے کہا تو وہ مسکرایا مگر اس کی مسکراہٹ میں کتنا دکھ تھا یہ بس نمیر ہی دیکھ پایا۔

"حمدان !تم بظاہر اس کیس پر کوئی کام نہیں کرو گے تمہیں نمیر کی مدد کرنی ہے اور اس لڑکی کو ڈھونڈنا ہے۔میں سب کے سامنے تمہیں اس کیس سے ہٹاؤں گا تاکہ جب ہم اس کیس پر کام شروع کریں تو کسی کا بھی شک تم پر نہ جائےاور تم آسانی سے سب کام کر سکو۔"

شہوار کی بات پر وہ جی سر کہتا وہاں سے چلا گیا۔

"نمیر! آج کے بعد نہ تم مجھے جانتے ہو اور نہ میں تمہیں۔" نمیر نے اس کی بات پرہاں میں سر ہلایا۔

****

"اب تو سب ٹھیک ہونے والا تھا رانیہ! امی بھی مان گئی تھی۔پھر یہ سب کیا ہو گیا۔میں تمہاری حفاظت نہیں کرسکا یہ سوچ سوچ کر میں پاگل ہو رہاہوں۔کاش میں پہلے آجاتا تو آج تم اس حالت میں نہ ہوتی۔"

دو ہفتے ہو گئےتھےانہیں نگار کو ڈھونڈتے ہوئے۔وہ لوگ ان دو ہفتوں میں ان لوگوں کی ڈیل خراب کروا چکے تھے۔وہ لوگ رانیہ کے فون کو ٹریس کر رہے تھے جب انہیں ان لوگوں کی لوکیشن ملی۔فورا ریڈ کر کر وہ لوگ لڑکیوں کو بازیاب کروا چکےتھے مگر کسی آدمی کو زندہ نہیں پکڑ پائے تھے۔شہوار کو ان لڑکیوں سے ہی معلوم ہوا تھاکہ ان لوگوں کو کوئی خان لیڈ کر رہا تھا۔اس نے یہ بات نمیر سے چھپائی تھی کیونکہ اس کی کمپنی میں سب اسے خان بلاتے تھے۔پھر حمدان سے اسے معلوم ہوا حویلی

میں نمیر کے والد اور چچا کو بھی خان ہی کہا جاتا تھا۔وہ کنفیوز ہو گیا تھا۔وہ کچھ دیر کے لئے رانیہ سے ملنے آیا تھا۔تبھی اسے حمدان کا مسیج موصول ہوا۔

"سر اس لڑکی کا فون ٹریس ہوا ہے ہم اس لڑکی کو کڈنیپ کرنے والے ہیں۔ایڈریس بھیج رہا ہوں آپ وہاں آجائیں۔"

رات ہو چکی تھی اپنی امی کی اچانک طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے وہ فورا حمدان کے بتائے ایڈریس پر نہ جاسکا اس نے نمیر کو کہا تو وہ شہر سے باہر تھا اس کی واپسی رات کو تھی۔

وہ جیسے ہی اس ایڈریس پر پہنچا سامنے کرسی پر بندھی لڑکی کو دیکھ کر اسے غصہ آگیا۔اس نے حمدان کو تھپڑ مارا۔

"یہ وہ لڑکی نہیں ہے تم ایسے کیسے بنا تصدیق کے اسے اٹھا لائے۔"

نایاب نے نیم بے ہوشی کی حالت میں شہوار کی آواز سنی۔وہ نایاب کو اسی جگہ لایا جہاں سے کڈنیپ کیا تھا مگر آگے اسے کہاں لے جانا ہے وہ سوچنے لگا۔شہوار کے غصے کو دیکھتے اس نے دوبارہ اسے فون نہ کیا۔نمیر کو فون کر کر ساری صورتِ حال بتائی۔نمیر نے انہیں ایک ہاسپیٹل کا نام بتایا وہ نایاب کو وہاں لے آیا۔تھوڑی دیر میں نمیر وہاں آگیا۔اس نے نایاب کو دیکھا تو اس کے معصوم چہرے سے نظر ہی نہ ہٹا پایا۔اس کا ٹریٹمنٹ چل رہا۔صبح اسے ہوش آیا۔خود کو اجنبی جگہ پر دیکھ وہ چلانے لگی۔اس کا چلانا نمیر کو شرمندہ کر گیا۔

بہت مشکل سے اس نے نایاب کو ہینڈل کیا اور اس کے گھر کا ایڈریس پوچھا۔وہ اسے حفاظت کے ساتھ اس کے گھر لے آیا۔احمد شفی کو اس نے یہی بتایا کہ نایاب اسے راستے میں بے ہوش ملی۔وہ اس کے احسان مند ہو گئے۔وہ باقاعدگی سے اس کے گھر کے چکر لگاتا تھا۔صرف اور صرف نایاب کو

ٹھیک دیکھنے کے لئے۔اسے اس کے چاچا کو بھی ڈھونڈنا تھا۔وہ انہیں ڈھونڈھنے کے لئے دبئ آ گیا۔ایک مہینے کی جدوجہد کے بعد وہ دلاور کو ڈھونڈ کر واپس حویلی آنے پر آمادہ کر پایا۔یہی خوشخبری دینے جب وہ گاؤں گیا تو جلال خان اس پر برس پڑے۔

"پہلے تم نے ایک غلط لڑکی کو بنا تصیدق کے نوکری پر رکھا۔پھر میری بیٹی کی حفاظت نہیں کر پائے۔ اب ایک نیا کارنامہ سرانجام دے کر آئے ہو ایک معصوم بچی کو اغوا کر لیا۔اس حویلی میں تب قدم رکھنا جب اپنی غلطیاں سدھار لو۔اس پہلے میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔"

جلال خان کے حویلی سے نکالنے کے بعد اس نے ہر کوشش کی اس لڑکی کو ڈھونڈنے کی اور نایاب کو نارمل کرنے کی۔اس نے حمدان کے ذریعے نگار اور حور کی ساری انفارمیشن حاصل نکلوائی اور شہوار کو دی۔نگار تو مر چکی تھی مگر حور سے وہ اس کی معلومات لے سکتے تھے۔اسے لگنے لگا کہ وہ نایاب سے محبت کرنے لگا ہے تواس نے احمد شفی سے اس ہاتھ مانگ لیا۔شادی کے بعد اس نے نایاب کو ہر خوشی دینا چاہی اسے ڈر تھانایاب سچ جان کر اس سے دور نہ چلی جائے اس لئے اسے کبھی سچ نہ بتا پایا تھا۔ مگر سچ جاننے کے بعد نایاب نے نہ صرف اسے معاف کر دیا بلکہ اپنی محبت کا اظہار بھی کر دیا تھا۔

******

ہاری ہاری میں ہاری
من آنگن پہ عشق ہے طاری
گزریں نہ دن رین ہمارے
لے گئے ہو تم چین ہمارے
واری جاؤں میں ساری ساری

من رقصم رقصم تن رقصم

ما یارم پیارم غم رقصم

جو عشق کرے ہر دم رقصم

جو عشق کرے ہر دم رقصم

نایاب اپنے کمرے میں نمیر کا انتظار کر رہی تھی۔وہ اسے ہاسپٹل سے واپس چھوڑ کر تھوڑی دیر میں آنے کہہ کر چلا گیا تھا۔موسم اچانک ہی خوشگوار ہو گیا تھا۔ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو ئی تو نایاب کمرے سے منسلک بالکنی میں آگئی۔دل کا موسم اچھا ہو تو ہر موسم اچھا لگتا ہے۔اسے بارش کبھی بھی پسند نہیں رہی مگر آج وہ نا صرف بارش میں بھیگ رہی تھی بلکہ انجوائے بھی کر رہی تھی۔نمیر کی ہر بات کو یاد کرتے وہ مسکرا رہی تھی۔اس نے اپنے دونوں ہاتھ ہوا میں پھیلا لیئے اور آنکھیں بند کر کر چہرہ آسمان کی جانب کر کر گول گول گھومنے لگی۔وہ اتنی مگن بارش میں بھیگ رہی تھی کہ اسے نمیر کے آنے کا احساس ہی نہیں ہوا۔نمیر نے لان میں سے اسے بالکنی میں بارش میں بھیگتے دیکھا تو جلدی سے اندر آیا۔

" نمیر ! نایاب آپ سے عشق کرتی ہے۔"آنکھیں بند کیئے وہ نمیر سے مخاطب تھی۔نمیر اس کی آواز سن کر اپنی جگہ پر ہی رک گیا۔اس کی پائل کی آواز اسے نیچے بھی سنائی دے رہی تھی۔اس نے سچ مچ پائل نہیں اتاری تھی۔

" آپ سن رہے ہیں نہ ،نایاب آپ سے عشق کرتی ہے۔"اس نے اپنی بات دہرائی تو نمیر بالکنی کے پاس آیا۔

"سن رہا ہوں۔" نمیر نے ہاتھ باند کر بالکنی کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

نمیر کی آواز سن کر نایاب رکی۔اس نے آنکھیں کھول کر اس کی جانب دیکھا۔نمیر اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔اس نے نظریں جھکا لیں۔وہ آہستہ سے چلتا اس کے پاس آیا۔

" یہ نمیر خان بھی آپ سے عشق کرتا ہے۔"اس نے نایاب کے سامنے کھڑا ہوتے ہوئے کہا۔

نایاب نے اس کی جانب دیکھا۔وہ دونوں بارش میں بھیگ رہے تھے۔

دونوں ہی عشق کے مسافر تھے۔

****

"نمرہ ہ ہ!!!!!! ؟"

نیہا کے بازو جھنجھوڑنے پر نمرہ نے بک سے نظر ہٹائی۔

"کیا ہے؟"

اس نے چڑتے ہوئے پوچھا۔پھر نیہا کو گلی کے کونے میں دیکھتا پا کر اس نے بھی اسی سمت دیکھا۔ایک کتا زبان نکالے انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔

"نیہا! جلدی سے بنا اس کی طرف دیکھے چل کچھ نہیں کہے گا۔"نمرہ نے اسے تسلی دی جبکہ اس کے لہجے کی گھبراہٹ نیہا نے بھی محسوس کی۔

"تجھے بھی اسی راستے سے آنا تھا۔"

نیہا نے غصے سے کہا۔

"یار!مجھے پڑھنا تھا اس راستے پر کوئی آواز نہیں ہوتی اس لئے یہ راستہ چنا تھا مجھے کیا پتہ تھا یہ ڈراؤنی مخلوق یہاں تشریف رکھے ہوئے ہو گی۔"

نمرہ نے اپنی صفائی پیش کی۔

"نمرہ! یہ ادھر ہی دیکھ رہا ہے۔"

نیہا نے کتے کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تبھی کتا ایک قدم ان کی جانب بڑھا اور ان کی بہادری بس یہیں تک تھی۔

"نمرہ! بھاگ۔"نیہا کی آواز سنتے ہی نمرہ نے بھی دوڑ لگا دی۔ان دونوں کو الگ الگ سمت بھاگتے دیکھ وہ کتا نیہا کے پیچھے آیا۔نیہا بنا ادھر ادھر دیکھے بھاگ رہی تبھی سامنے سے آتے زوہان سے ٹکرائی۔زوہان کو سامنے دیکھ وہ فورا اس کے پیچھے چھپی۔

"وہ کتا۔!!!"آنکھیں بند کیئے اس نے کتے کی جانب اشارہ کیا۔زوہان نے کتے کی جانب دیکھا تو وہ واپس بھاگ رہا تھا۔نیہا نے اس کے کندھے کے پیچھے سے سر نکال کر ایک آنکھ کھول کر کتے کی جانب دیکھا۔اسے واپس جاتا دیکھ اس کی سانس میں سانس آئی۔وہ یک دم اس کے سامنے آئی۔

"یہ کتا تمہارا ہے نہ؟ "

اس نے گھورتے ہوئے پوچھا۔زوہان جو جانے سے پہلے ایک بار اسے دیکھنا چاہتا تھا اپنی خواہش پوری ہوتے دیکھ مسکرایا۔

"ہنس رہے ہویعنی تمہارا ہی کتا ہے وہ ہے نہ؟ "نیہا نے کہا تو اس نے نہ میں سر ہلایا۔

" تو وہ میرے پیچھے کیوں آیا ؟" نیہا نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہو سکتا ہے تمہاری کیٹ واک کی پریکٹس کروا رہا ہوں۔"زوہان نے اپنی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے کہا۔

" تم ہنس رہے ہو نہ ہے نہ ؟؟ کھل کر ہنس لو ،یہ ہنسی دبی رہ گئی تو تمہارا ارمان ہی رہ جائے میرا مذاق نہیں اڑا پائے۔"نیہا نے غصے سے کہا۔

" ویسے سچ میں کیٹ واک کی پریکٹس ہو رہی تھی یہ؟؟" زوہان ابھی بھی مذاق کے موڈ میں تھا۔

" کیا بار بار کیٹ کیٹ واک لگا رکھی ہے ، ماڈلز کرتی ہیں ایسے کام ،میں ماڈل نظر آ رہی ہوں۔میرا پیپر ہے آج اور صبح صبح یہ بلا پیچھے لگ گئی اب تم ------ نمرہ !-----نمرہ کہاں ہے؟"

زوہان کو سناتے سناتے اچانک ہی یاد آیا نمرہ تو اس کے ساتھ ہے ہی نہیں۔اس نے ادھر ادھر دیکھا۔

" نیہا !!!!!!" زوہان کے پیچھے سے اسے نمرہ کی آواز سنائی دی جو گلی کے کونے پر کھڑی اسے آواز دے رہی تھی۔

" یہ وہاں کیسے پہنچ گئی؟؟" نیہا نے خود سے سوال کیا۔

" نیہا جلدی آ ایک اور راستہ مل گیا مجھے کالج جانے کا۔"نمرہ نے وہیں سے ہی چلا کر کہا تو نیہا بیگ صحیح کرتی وہاں سے جانے لگی۔

" نیہا ! " زوہان نے اسے پکارا۔دل میں سوال وہ اس سے پوچھنا چاہتا تھا۔

" بولیں۔"اس نے رک کر پوچھا۔

" ماڈلنگ کرنا چاہتی ہو؟" اس نے پوچھا تو نیہا نے اس کی جانب حیران نظروں سے پوچھا۔

" لگتا ہے آنٹی نے اسے نمرہ کی ساری باتیں بتا دیں ورنہ یہ مجھے ماڈلنگ کی آفر کیوں دے گا؟" نیہا نے دل ہی دل میں خود سے کہا۔

" تم بول کیوں نہیں رہی؟" اسے خاموش دیکھ زوہان نے سوال کیا۔

"دیکھیئے زوہان! وہ جو میری دوست ہے (اس نے نمرہ کی جانب اشارہ کیا)اس کا دماغی توازن کبھی کبھی بہت بگڑ جاتا ہے تو ایسی حالت میں وہ جو باتیں کرتی ہے ان پر یقین نہیں کرنا چاہیئے۔"نیہا کے بات پر زوہان نے بشکل اپنی ہنسی روکی۔

" اس دن اس نے آنٹی سے جو بھی کہا وہ سب اسی حالت میں کہا تھا مجھے نہ ہی ماڈلنگ کا کوئی شوق ہے اور نہ میرا ارادہ ہے ماڈلنگ ہے۔ہاں مجھے ڈارمے کرنے کا شوق ہے وہ میں نمرہ کے ساتھ مل کر پورا کر لیتی ہوں۔اس لئے جو آپ ماڈلنگ کا آفر کرناچاہ رہے ہیں نہ وہ کسی اور کو کریں۔" نیہا کہہ کر آگے بڑھ گئی۔

" میں آج دبئی جا رہا ہوں۔"اس نے پیچھے سے کہا تو نیہا اپنی جگہ پر رکی۔

" یہ آپ مجھے کیوں بتا رہے ہیں؟" نیہا نے مڑ کر پوچھا۔

"کیوں کہ میں چاہتا ہوں آپ میرے واپس آنے کا انتظار کریں۔"اس نے سنجیدگی سے کہا۔

" دیکھیں زوہان! مجھے سچ میں ماڈلنگ نہیں کرنی ---"

وہ جو ابھی بھی یہی سوچ تھی کہ زوہان ماڈلنگ کی بات کر رہا ہے اسے سمجھانے لگی مگر زوہان اس کی بات کاٹ کر بولا۔

"آپ کو اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہوں۔"

اس کی بات پر نیہا خاموش ہو گئی۔

" بتائیں کریں گی میرا انتظار ؟" زوہان نے اس پوچھا تو اس نے اس کی جانب دیکھا۔

" یہ باتیں یہاں کرنے والی نہیں ہیں۔جائیں اور واپس آئیں پھر میرے ابو سے بات کریں جو کہیں گے وہ میرا فیصلہ ہو گا۔"نیہا کہہ کر جلدی سے وہاں سے چلی گئی۔زوہان کھل کر ہنس دیا۔

******

"اب اس لڑکی کو کہاں ڈھونڈوں؟"

حمزہ اپنے کمرے میں ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہا تھا۔

اسے کل دوپہر شہوار اور حور کی بات چیت آئی۔

"تم جانتی ہو شہوار کو؟" حمزہ نے اس کا نام لینے پر اس سے پوچھا۔تو اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

"کیسے؟" شہوار نے خود پوچھا کیونکہ وہ اس لڑکی کو پہلی بار دیکھ رہا تھا تو وہ اسے پہلے سے کیسے جان سکتی ہے۔

"آپ رانیہ آپی کے فیانسی ہیں نہ انھوں نے ہی بتایا تھا آپ کے بارے میں اورآپ کی تصویر بھی دیکھائی تھی۔" حور نے معصومیت سے کہا۔

"رانیہ آپی کہاں ہیں؟ وہ نگار آپی کے ساتھ مجھ سے ملنے آنے والی تھیں مگر صرف نگار آپی ہی آئیں۔"

اس نے رانیہ کا پوچھا تو شہوار کے نظروں کے سامنے رانیہ کا خون میں لت پت وجود آگیا۔

"مجھے صرف یہ بتاؤ نگار سے آخری بار کب ملی تھی تم؟" شہوار نے خود کو سنبھالتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"پندرہ دن پہلے آپی آئیں تھی مجھ سے ملنے مگر جاتے ہوئے غلطی سے میرے پراجیکٹ کی سی ڈی لے گئیں اور اپنی چھوڑ گئیں مجھے لگا واپس آئیں گی مگر وہ تو بہت ہی دور چلی گئیں مجھ سے۔" حور کہہ کر رونے لگی۔

"حور میری بات سنو۔ہمیں وہ سب چیزیں چاہیئے جو تمہاری بہن سے جڑی تھیں وہ سی ڈی بھی۔"

"وہ سی ڈی میرے پاس ابھی نہیں ہے وہ ہمارے گھر پر ہے۔لیکن آپی کی ڈائری میرے پاس ہے۔"

"تمہارا گھر ہے اور تم نے مجھے بتایا تک نہیں۔" حمزہ نے غصے سے کہا۔

"ریلکس! (شہوار نے حمزہ کو کہا پھر حور کو دیکھا(مجھے وہ ڈائری دیں گی آپ؟"

حور ہاں میں سر ہلا کر اپنی جگہ سے اٹھی اور اپنے بیگ سے ایک ڈائری نکال کر شہوار کو دی۔شہوار نے ڈائری کھول کر دیکھی تو پہلے صفحے پر کسی کی تصویر دیکھ حیران ہوا۔

"یہ کون ہے؟" اس نے حور کو تصویر دیکھا کر پوچھا۔

"مجھے نہیں پتہ۔آپی کی ڈائری میں ایسی کوئی فوٹو نہیں تھی یہ کہاں سے آگئی؟ یہ ڈائری آپی کی نہیں ہے مجھے لگتا ہے کالج میں کسی کے ساتھ چینج ہو گئی ہے۔"حور نے اسے بتایا تو سر ہاں میں ہلاتا کھڑا ہوا۔

"حمزہ کل اسے اس کے گھر لے کر جانا اور وہ سی ڈی لے آنا۔اچھے سے گھر کی تلاشی لینا اور اپنی ٹیم کو اس لڑکی کو ڈھونڈنے کا کام دو۔"

شہوار نے آہستہ سے حمزہ کو آگے کی کروائی کے بارے میں بتایاتو نے ہاں میں سر ہلایا۔

"یہ اپنی بہن کے بارے میں سب نہیں جانتی اسے بتا دینا اور اس کی حفاظت تمہارے ذمے ہے۔"

سب یاد کر کر اس نے اپنا سر پکڑ لیا۔

"اب کیا اس لڑکی کو اپنے ساتھ باندھ کر رکھوں۔افففف! کہاں پھس گیا ہوں میں؟ "

خود سے باتیں کرتا وہ کمرے سے نکل آیا اس کا حور کے کمرے کی جانب تھا۔

* * * * * * * *

"کیا باتیں کررہی تھی اس سے جو آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی؟"

نمرہ نے طنزیہ پوچھا تو نیہا نے اپنا بیگ اس کندھے پر مارا۔

"بدتمیز عورت! مجھے اکیلا چھوڑ کر بھاگ گئی تھی تم۔"

"تو نے بھاگنے کا کہا تو مجھے سمجھ نہیں آیا کیا کروں بس بھاگنا تھا تو جو راستہ سامنے آیا میں بھاگ پڑی۔ویسے اتنی سپیڈ سے تو کبھی اماں سے بچ کر بھی نہیں بھاگی میں۔"

نمرہ نے ہنستے ہوئے کہا تو نیہا نے اسے گھورا۔

دھڑکن یہ کہتی ہے

دل تیرے بن دھڑکے نہ

اک تو ہی یار میرا

مجھ کو کیا دنیا سے لینا

نمرہ نے نیہا کو چھیڑا تو مسکرا دی۔

"تھوڑے سر اوپر نیچے ہیں باقی آپ نے اچھا گایا۔" نہیا نے پروفیشنل جج کے سے انداز میں کہا تو نمرہ نے اس کے کندھے پر تھپڑ مارا۔

"تیرے لیے گایا تھا میں نے گانا۔"

"برائے مہربانی اپنی زبان کو تکلیف دے کر دوبارہ ایسا مت کیجئے گا ہمارے کانوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔"

"دفع ہو۔"نمرہ اسے کہہ کر آگے بڑھ گئی۔نیہا ہنستے ہوئے اس کے پیچھے آئی۔

"بہت خاص بات ہے جو تجھے بتانی ہے گھر جاکر بتاؤں گی۔"

نیہا اس کے کان میں کہہ کر کالج کے گیٹ سے اندر داخل ہوگئی۔نمرہ اسے گھورتی رہ گئی۔

****

حمزہ کچھ دیر حور کے کمرے کے باہر کھڑا رہا پھر اس نے ایک لمبا سانس لیا اور دروازہ ناک کیا۔

" آ جا اندر۔"اندر سے اپنی ماں کی آواز سن کر وہ بد مزہ ہوا۔

" اب اسے ساتھ لے جانے کے لئے ایک محاظ اور سر کرنا پڑے گا۔"وہ خود سے باتیں کمرے میں داخل ہوا۔

" امی! مجھے حور کو ساتھ لے کر جانا ہے۔"اس نے کام کی بات کی۔

" کہاں لے کر جانا ہے اور کیوں؟" انہوں نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

" امی ! یہ کام بہت ضروری ہے اور ابھی کرنا ہے تو پلیز مجھ سے سوال نہ کریں مجھے میرا کام کرنے دیں۔"

حمزہ نے التجا ئی انداز میں کہا تو حور بھی شرمندہ ہو گئی۔وہ دس دن سے ان کے گھر میں رہ رہی تھی ۔کچھ کچھ تو اسے اندازہ ہو گیا تھا حمزہ اسے اپنے ساتھ کیوں لایا تھا۔یقینا معاملہ اس کی بہن کا تھا۔

" آنٹی! آپ انہیں ان کا کام کرنے دیں ،مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"حور نے عطیہ بانو کو کہا تو حمزہ نے تشکر سے اسے دیکھا شاید پہلی بار ہی اسے اس کی بات اچھی لگی تھی۔

" ٹھیک ہے مگر ایک گھنٹے میں اسے واپس لے آنا۔"انہوں نے اسے آرڈر کیا تو باقاعدہ ہاتھ جوڑ کر ان کے آگے آیا۔

" لے آؤں گا ،ایک گھنٹے سے پہلے سے لے آؤں گا۔"

اس کے اس طرح کرنے پر عطیہ بانو کے ساتھ ساتھ حور بھی ہنس پڑی۔

****

" نیہا ! سچ میں اس نے ایسا کہا ؟" وہ لوگ پیپر دے کر واپس آرہی تھیں۔جب نیہا نے اسے اپنے اور زوہان کے درمیان ہونے والی بات بتائی۔تو نمرہ نے شاک کی کیفیت میں اس سے پوچھا۔

" ہاں نہ !اور جانتی ہو مسکرا بھی رہا تھا۔جب پہلی بار ملی تھی نہ اس سے تو انتہائی سڑو لگا تھا مجھے۔" نیہا نے چلتے چلتے کہا۔

" اور اب؟" نمرہ نے پوچھا تو وہ اپنی جگہ رکی۔

" میں کیا کہوں گڈ لکنگ ہے ، ہستے ہوئے بھی اچھا لگتا ہے۔"نیہا نے شرماتے ہوئے کہا۔

"آ،ہمم! نیہا بی بی تو گئی کام سے؟" نمرہ نے اسے چھیڑا تو وہ ہنس دی۔

" تو فکر نہ کر ہم دونوں ساتھ ساتھ ہی شادی کریں گے۔"وہ کہہ کر پھر سے چلنے لگی۔

" خالی خولی بات نہ کر لڑکا بھی دیکھا۔لڑکے کا دور دور تک کوئی اتا پتہ نہیں ہے اور میڈم چلی ہیں ساتھ ساتھ چادی کرنے۔"نمرہ نے کہا تو نیہا نے حیران ہوتے ہوئے اسے دیکھا تو نمرہ ہنس دی،اسے ہنستے دیکھ نیہا بھی ہنس دی۔

" چل اب روڈ کراس کرنا دھیان دے ادھر۔"نیہا نے کہا تو نمرہ نے اپنا سر پیٹا۔

" یہ دیکھ ریڈ سگنل۔ٹریفک رکی ہوئی ہے۔کون سا دھیان دوں۔چل اب۔"

نمرہ کہہ کر چلنے لگی۔وہ دنوں جیسے ہی سڑک کراس کر چکی جیپ میں بیٹھے شہوار کی نظر اس پر پڑی۔

" یہ لڑکی! کہیں دیکھا ہے اسے؟" شہوار نے اپنے ذہن پر زور ڈالا۔اس کے ذہن میں کل ڈائری میں دیکھی تصویر یاد آئی۔سگنل گرین ہوتے ہی اس نے جیپ کا رخ اس جانب موڑا جہاں نیہا جا رہی تھی۔

کچھ دیر میں اس نے نیہا کے آگے جیپ کو بریک لگائی۔نیہا اور نمرہ جو باتیں کرتی جا رہی تھیں ،ڈر کر رکی۔

شہوار جیپ سے اتر ان کے سامنے آیا۔

" کوئی کام ہے آپ کو ؟" نیہا نے اسے خود کو گھورتے پاکر کر سوال کیا۔

"دیکھنے میں تقریبا ویسی ہے مگر وہ نہیں لگ رہی۔"اس نے نیہا کو دیکھتے دل میں کہا۔

" کیا آپ کی کوئی بہن ہے؟" اس نے سوال کیا۔

" ہاں ہے مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں اور ایسے ہمارا راستہ روکنا کیا اچھی بات ہے۔"

نیہا نے اس پر طنز کیا۔شہوار نے اپنی پاکٹ سے سے ایک تصویر نکال کر اسے دیکھائی۔

" کیا اسے جانتی ہیں؟" شہوار کے ہاتھ میں اپنی امی کی تصویر دیکھ کر وہ یک دم خوش ہوئی اور فورا تصویر اس کے ہاتھ سے لے لی۔

" یہ میری امی کی تصویر ہے آپ کو کہاں سے ملی۔"اس نے خوش ہوتے ہوئے پوچھا۔

" وہ ایک ڈائری میں یہ فوٹو تھی۔"شہوار نے اسے بتایا۔

" میری ڈائری میں تھی یہ فوٹو۔لیکن میری ڈائری تو حور کی ڈائری سے ایکسچینج ہوئی تھی آپ کے پاس یہ کیسے آئی؟" نیہا نے اس سے پوچھا۔

" آپ کو آپ کی چیز مل گئی ہے اب آپ کیا مجھے وہ دوسری ڈائری دیں گی؟" شہوار نے اس سے ڈائریکٹ کہا۔

"میرے پاس نہیں ہے وہ ڈائری۔"نیہا نے آرام سے کہا۔

" کیامطلب نہیں ہے؟" شہوار نے غصہ آیا۔

" پہلے آپ بتائیں آپ کون ہیں اور حور کے کیا لگتے ہیں؟" نیہا کی بات پر اس نے اپنا کارڈ نکال کر اسے دیکھایا۔

" اے سی پی شہوار ! حور میری بہن ہے۔"شہوار نے کہا تو نیہا نے نمرہ کو ہاتھ سے پیچھے جانے کا اشارہ کیا۔

" کیا ہے؟" وہ چڑتے ہوئے تھوڑا دور جا کر کھڑی ہو گئی۔

" دیکھئے ! میں آپ پر بھروسہ کر کر آپ کو سب بتا رہی ہوں۔وہ ڈائری نہ بہت عجیب ہے۔اس میں بظاہر تو کچھ لکھا نظر نہیں آرہا مگر جب اس پر روشنی ڈالی نہ میں رات کو تو اس میں عجیب ہی قسم کی ڈیٹیلز لکھی ہوئیں تھیں۔مجھے کچھ گڑ بڑ لگی۔"

راز دارانہ انداز میں نیہا نے اس سے کہا تو وہ حیران ہوا۔

" ڈائری کہاں ہے؟" اس نے پوچھا۔

" گھر پر۔"نیہا نے کہا۔

" مجھے وہ چاہیئے ابھی۔"شہوار نے کہا۔

" دراصل اس وقت گھر میں کوئی نہیں ہو گا شام کو میری آپی اور بھائی آرہے ہیں تو آپ اس وقت آ جایئے گا میں آپ کو ڈائری دے دوں گی۔"نیہا نے کہا تو اس کی بات سمجھتے اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

" آپ کاایڈریس؟" اس نے نیہا سے پوچھا تو اس نے بیگ سے کاغذ نکال کر ایڈریس اس پر رکھ کر اسے دے دیا۔

" گھر کے باہر نیم پلیٹ بھی لگی ہوئی ہے ، جنت نام کی۔"نیہا نے کہا تو اس نے ہاں میں سر ہلایا اور اپنی جیپ میں جا کر بیٹھ گیا۔نیہا بھی نمرہ کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔

" مجھے کچھ نہیں بتانا تھا۔"نمرہ نے منہ بنایا۔

" نمرہ یار وہ آفسر تھا اور وہ ڈائری شاید اس کے کام کی ہے تو مجھے اسے سیکرٹلی بات کرنی تھی۔" نیہا نے سریس ہو کر کہا۔

" ٹھیک ہے مگر زوہان کیسے ڈھونڈے گا تجھے تیرا ایڈریس ہے اس کے پاس؟" نمرہ نے پوچھا۔

" نہیں ! مگر اب تک بھی تو ہم قسمت کی وجہ سے ملے ہیں آگے بھی قسمت ہی ساتھ دے گی۔" نیہا نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کی منطق پر نمرہ بھی مسکرا دی۔

"پولیس والے کو ایڈریس دے دیا جسے صرف ڈائری چاہیئے تھی اور جو تمہیں چاہتا ہے اس کا فیصلہ قسمت پر چھوڑ دیا۔نیہا بی بی ! تمہاری منطق تم ہی جانو۔" نمرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

******

" یہ گھر ہے آپ کا؟" حمزہ نے چھوٹے سے دومرلہ کے بوسیدہ سے گھر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" جی ! یہ میرے ابو کا گھر ہے ان کی وفات کے بعد ہمیں یہ بیچنا پڑا مگر میری آپی نے پچھلے سال اسے دوبارہ خریدا تھا۔"حور نے کہہ کر دروازے کا لاک کھولا۔

وہ دونوں گھر میں داخل ہوئے۔گھر میں دو کمرے تھے۔حور ایک کمرے کی جانب گئی تو حمزہ بھی اس کے پیچھے آیا۔

" اس نے کمرے میں داخل ہو کر ایک بیڈ کے نیچے رکھے صندوق کو نکالا۔

" یہ آپی کا ہے اس کی چابی انہیں کے پاس ہوتی تھی۔"حور نے کہا تو حمزہ کو نگار کے پرس سے ملی وہ چابی یاد آئی۔

"یہ رہی وہ سی ڈی۔"اس نے تکیے کے نیچے سے سی ڈی نکال کر اسے دی۔

حمزہ نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

" میں جو تمہیں بتانے جا رہا ہوں اسے غور سے سننا۔تمہاری بہن نگار غلط لوگوں کے ساتھ کام کرتی تھی۔تمہاری بہن ان لوگوں کو لڑکیاں فراہم کرتی تھی جنہیں وہ آگے سمگل کرتے تھے۔رانیہ کے ساتھ بھی تمہاری بہن نے یہی کیا۔"حمزہ جیسے جیسے اسے بتاتا جا رہا تھا اس کی آنکھ سے آنسو بہہ رہے تھے۔

" وہ ایسا کیسے کر سکتی ہیں۔وہ تو ایک کمپنی میں جاب کرتی تھی رانیہ آپی کے ساتھ۔"حور نے روتے ہوئے کہا۔

"وہ اسی کمپنی سے 4 لڑکیاں پہلے بھی لے جا چکی تھی مگر ان لڑکیوں نے خود استعفیٰ دیا تھا تو اس کی وجہ سے تمہاری بہن پر کوئی کیس نہیں بن پایا۔رانیہ کی دفع معاملہ کچھ اور تھا۔"حمزہ نے سنجیدگی سے کہا۔

" رانیہ آپی کہاں ہیں؟" اس نے روتے روتے پوچھا۔

" وہ ہاسپٹلائز ہے پچھلے چار ماہ سے وہ کومہ میں ہے تمہاری بہن کی وجہ سے۔جن لوگوں کے ساتھ وہ کام کرتی تھی انہوں نے ہی تمہاری بہن کو مروا دیا۔"

حمزہ نے کہا تو اسے بہن سے ہی نفرت محسوس ہونے لگی۔

"مجھے گھر جانا ہے۔"اس نے سر جھکا کر کہا۔حرام کمائی سے لیے گئے اس گھر میں وہ مزید نہیں رکنا چاہتی تھی۔

" چلو۔"وہ صندوق اور سی ڈی لے گھر سے باہر آگیا۔

وہ خاموشی سے بیٹھے آنسو بہائے جا رہی تھی۔حمزہ کب سے نوٹ کر رہا تھا اسے۔

" مجھے پتہ ہے آپ کا دکھ بڑا ہے مگر ان لڑکیوں کا بھی تو سوچیں جن کی خواہشات انہیں کی زندگی برباد کر گئی اور وہ تمہارے بہن جیسے لوگوں کی وجہ سے۔"حمزہ نے اسے تلخ حقیقت سے روشناس کرانا زیادہ مناسب سمجھا۔

" میں تین سال کی جب امی کرنٹ لگنے کی وجہ سے فوت ہو گئی۔آپی اسکول گئی تھی۔ابو بھی گھر پر نہیں تھے۔آدھا دن میری امی موٹر کے پاس پڑی رہی میں کچھ نہیں کر سکتی تھی مجھے تو کچھ پتہ بھی نہیں۔ان کے جانے کے بعد آپی نے سنبھالا مجھے۔مگر دو سال پہلے جب ابو بھی اس دنیا سے چلے گئے تو ہم دونوں بہنیں اکیلی ہو گئیں۔محلے کہ وہ لوگ جو ہمدرد بنتے تھے ظالم بن گئے۔

مجھے نہیں پتہ تھا ان ظالم لوگوں سے بچنے کے لئے آپی خود اتنی ظالم ہو جائیں گی۔"

حور نے روتے ہوئے کہا تو حمزہ کو بھی اس کا دکھ سمجھ آیا۔وہ بھی تو اکیلی رہ گئی تھی اس دنیا میں۔

شاید یہ دنیا ہی ہے جو آپ کو برائی کی جانب دھکیلتی ہے۔

" حور !آپ کو حوصلہ کرنا ہے ،اپنی آپی کے لئے دعا کریں کہ اللہ ان کی مغفرت کرے۔شاید ایسے آپ کو اور آپ کی بہن کو سکون ملے۔"

حمزہ کی بات نے اس نے آنسو پونچھ کر ہاں میں سر ہلایا۔حمزہ نے اسے گھر ڈراپ کیا اور شہوار سے ملنے چلا گیا۔

****

" نمیر ! آپ کب تک آئیں گے؟" نایاب نے نمیر کو فون کیا۔

ان لوگوں نے پرسوں گاؤں جانا تھا۔اس لئے جانے سے پہلے وہ لوگ احمد شفی اور نیہا سے ملنے آنا چاہتے تھے۔انہیں ولیمے کا انویٹیشن بھی دینا تھا۔تین بج چکے تھے نمیر ابھی تک نہیں آیا تھا۔اس نے نمیر کو فون کر پوچھا۔

" نایاب ! آپ ریڈی ہو جائیں ،میں آدھے گھنٹے تک آجاؤں گا۔" نمیر نے کہا تو اس نے جی کہہ کر فون رکھ دیا۔

"نمیر ! تم نے اتنی مدد کی بہت ہے۔اب تم اپنی لائف پر سکون ہو کر گزارو۔"شہوار نے اسے کہا تو وہ ضبط کے ساتھ مسکرایا۔

" جب تک رانیہ کے ساتھ یہ سب کرنے والا نہیں مل جاتا میں کیسے پرسکون ہو سکتا ہوں؟" نمیر نے کہا۔

" پولیس اسٹیشن میں ان لوگوں کے خبری موجود ہیں۔میں نے نہیں چاہتا تمہارا نام بھی ان کو معلوم ہو۔"کچھ دیر حمزہ کے لائے ہوئے صندوق میں سے اس نے ایک یو ایس بی چیک کی تھی۔اسے معلوم ہو گیا تھا ، نمیر کا چچا ان سب میں ملوث ہے۔اس لئے شہوار چاہتا تھا کہ نمیر اس کیس سے دور رہے ، کہیں اس کا چچا اسے ہی نقصان نہ پہنچائے خود کو بچانے کے لئے۔

" سارے ثبوت ، تھنکس ٹو نگار ہمارے ہاتھ لگ چکے ہیں۔وہ لڑکی اتنی بھی کم عقل نہیں تھی۔اس نے جتنی میٹنگز اٹینڈ کی تھی سب کی ویڈیو بنائی تھی اور یہ سی ڈی(اس نے سی ڈی نمیر کی جانب

بڑھائی) یہ سی ڈی خالی ہے وہ انہیں ڈبل کراس کرنے والی تھی مگر اس کی قسمت نے اس کا ساتھ نہیں دیا۔

رانیہ کے بارے میں بتانے والی بھی وہی تھی شاید اس کا ضمیر جاگ گیا تھا۔خیر جو بھی ہو کیس صاف ہو چکا ہے بس اب ہمیں ان کی اگلی ڈیل کو ناکام بنانا ہے جو ان کی زندگی کی آخری ڈیل ہو گی۔"

شہوار نے اسے ساری ڈیٹیل بتائی۔ نمیر نے سی ڈی دیکھ کر نیچے رکھ دی جو اس کی آفس فائل میں رکھی گئی تھی۔

" 20 تاریخ کو گاؤں میں بابا نے ریسپشن رکھا ہے تم لوگ آؤ گے؟" نمیر نے ان سے پوچھا۔

" ہمیں خبر ملی ہے ان کی ڈیل آج یا کل میں ہی ہو گی تو اس کام سے فارغ ہو کر ہم ضرور آئیں گے۔"شہوار نے مسکرا کر کہا۔ نمیر ان سے ہاتھ ملاتا جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

" تم نے اسے اس کے چچا کا کیوں نہیں بتایا؟" نمیر کے جانے کے بعد حمزہ نے اس سے پوچھا۔

"رشتوں پر اعتبار جتنی دیر تک بنا رہے اچھا ہوتا ہے۔"شہوار نے کہہ کر کرسی سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لی۔

" وہ سی ڈی شاید نمیر کے پاس چلی گئی ہے۔"حمزہ ٹیبل پر سے ساری یو ایس بیز اٹھاتے ہوئے کہا۔

" کوئی بات نہیں اس سے ہم لے لیں گے۔"شہوار نے آنکھیں موندے ہی جواب دیا۔

" میں یہ سب لے جا رہا ہوں کیونکہ ان کی سیف جگہ وہی ہے۔"حمزہ نے رانیہ کے گھر کے بارے میں کہا جہاں کوئی نہیں رہتا تھا۔ان چار مہینوں میں وہ اپنی خالہ کو کھو چکا تھا،اس کی بہن کی شادی ہو گئی تھی۔

اس نے رانیہ کے گھر کو ہی اپنی سیکریٹ میٹنگ کے لئے مخصوص کر رکھا تھا۔کیونکہ کوئی بھی یہ نہیں جانتا تھا شہوار کی اس کیس میں پرسنل دشمنی بھی تھی۔

****

" نمیر بھائی !آپ اب آرہے ہیں ،دیکھیں تو ٹائم کیا ہو رہا ہے؟" نیہا نے نروٹھے پن سے کہا تو نمیر مسکرا دیا۔

" کچھ کام آگیا تھا ضروری ورنہ آپ جانتی ہیں میں آپ کو کبھی ویٹ نہیں کرواتا۔" نمیر نے کہا تو وہ مسکرا دی۔اس کی نظر نایاب پر پڑی جو نیہا کو دروازے پر نمیر سے شکایت کرتا دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

" آپ اپنا مسکرانے کا ہنر اندر جا کر بھی دیکھائیں،ایک نمونی یہیں بیٹھی ہے بس اسے پتہ چلنا چاہیئے آپ نے آنا ہے فورا ہی آجاتی ہے۔"نیہا نے کہا تو نایاب مسکرا دی۔

" کبھی تو اسے اچھا کہہ لیا کرو۔"نایاب نے کہا تو نیہا نے اندر کیجانب دیکھا جہاں کھڑکی میں کھڑی نمرہ کا ڈوپٹہ نظر آرہا تھا۔

" نمونی کو نمونی ہی کہا جاتا ہے۔اب آپ جائیں مجھے بھائی سے ضروری بات کرنی ہے۔"

نایاب نیہا کو مصنوعی غصے سے گھورتی اندر کی جانب بڑھ گئی،تو نیہا نمیر کی جانب مڑی جو اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

" دراصل بات یہ ہے کہ کچھ دن پہلے نہ کالج میں میری ڈائری ایک لڑکی کی ڈائری سے ریپلیز ہو گئی ،آج اس کا بھائی ملا تھا مجھے وہ پولیس میں ہے،اسے وہ ڈائری چاہیئے تھی تو میں نے گھر کا ایڈریس دے دیا۔"

آخر میں اس نے معصومیت سے کہا۔

" مجھے وہ ڈائری دیکھاؤ۔" نمیر نے سیریس انداز میں کہا۔

" وہ تو میں دیکھا دوں گی لیکن کچھ دیر میں وہ گھر آجائے گا ڈائری لینے۔"نیہا نے پھر کہا۔

" میں دیکھ لوں گا سب فکر نہ کرو اور آئندہ کسی کو ایڈریس مت دینا۔"

نمیر نے اسے سمجھایا۔

" جی بھائی!"

نمیر احمد شفی سے ملنے کے صحن میں بیٹھا ،پاس ہی نمرہ بیٹھی اسے اپنی کہانیاں سنا رہی تھی۔احمد صاحب اسے کچھ دیر میں آنے کا کہہ کر گھر سے باہر گئے۔ تبھی نیہا اس کے پاس آئی۔

" نمرہ کی بچی ! بھائی نے یہاں سے گھر جانا ہے مینٹل ہاسپٹل نہیں۔اپنی تیز چلتی چونچ کو لگام دے۔ حد ہے پندرہ منٹ سے لگاتار بول رہی ہو ،سانس بھی لینا ہے یا نہیں۔جاؤ آپی بلا رہی تمہیں۔"

نیہا نے اسے ٹوکتے ہوئے کچن میں نایاب کے پاس بھیجا جو نمیر کے لئے کافی بنانے گئ تھی۔

" دوست دوست نہ رہا۔"نمرہ اداسی سی کہتی کچن کی جانب چلی گئ۔

" بھائی یہ دیکھیں ڈائری۔"اس نے ڈائری نمیر کو دی۔

" یہ تو خالی ہے۔" نمیر نے ڈائری کو چیک کرتے ہوئے کہا۔

" نیہا ! دی گریٹ جاسوس ہے نہ ،یہ دیکھیں۔"

اس نے ایک پین کی بیک سائیڈ سے روشنی اس ڈائری کے صفحے پر ڈالی تو اس پر لکھا نظر آنے لگا۔ دلاور خان کا نام دیکھ کر نمیر حیران ہو گیا۔اس نے جلدی سے پوری ڈائری چیک کی۔

اس کے لئے یہ بات کسی صدمے سے کم نہیں تھی کہ اس کام میں اس کا چچا ملوث ہے۔اس کے چچا جو کسی کو تکلیف میں نہیں دے سکتا تھا ،ایسا گھناؤنا کام کر رہا تھا۔اس نے گاؤں جا کر ان سے بات کرنے کا سوچا۔

تبھی دروازہ پر دستک ہوئی۔نیہا اٹھنے لگی تو اس نے روک دیا۔

" میں دیکھتا ہوں۔"وہ کہہ کر دروازے کیجانب بڑھ گیا۔دروازہ کھلنے پر نمیر کو سامنے دیکھ شہوار حیران ہوا۔

" تم یہاں؟" اس نے پوچھا۔

" اندر آؤ پھر بات کرتے ہیں۔"وہ اسے لے کر اندر آیا۔

" شہوار بھائی آپ یہاں۔"نایاب نے شہوار کو دیکھ کر پوچھا۔اسے خوشی ہوئی تھی اسے دیکھ کر۔

" آپی !آپ جانتی ہیں انہیں؟" نیہا نے اس سے پوچھا۔

" یہ نمیر کے دوست ہیں۔"اسی یہی بتانا مناسب سمجھا۔

" نایاب ،مجھے ان سے ضروری بات کرنی ہے تو -----" اس نے نایاب سے کہا اس کا اشارہ سمجھ کر اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

"آپ اوپر چھت پر چلے جائیں۔"نایاب نے کہا تو وہ اسے لیکر چھت پر آگیا۔

"کیا تم جانتے ہو میرے چچا دلاور خان اس سمگلنگ کا حصہ ہیں؟" اس نے شہوار کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" ہاں!" اس نے ایک لفظی جواب دیا۔شاید سچ کا سامنے آنا ضروری ہی تھا۔

" تمہیں مجھے بتانا چاہیئے تھا۔" نمیر نے ڈائری اس کی جانب بڑھائی۔

" مجھے لگا تمہیں دکھ ہو گا۔"شہوار نے کہا تو نمیر دکھی ہنسی ہنس دیا۔

"گنہگار سزا کا حقدار ہوتا ہے دکھ ہمدردی کا نہیں۔"

" نمیر ! تم اس کیس سے دور رہو گے۔میں نہیں چاہتا یہ کیس تمہارے لئے مشکلات کھڑی کرے۔"

اس کی بات پر نمیر نے ہاں میں سر ہلایا۔وہ دونوں نیچے آئے تو نایاب نے اسے روکا۔

" شہوار بھائی کھانا کھا کر جایئے گا۔"

" نہیں بھابھی ! ابھی جانا ضروری ہے پھر کبھی موقع ملا تو ضرور کھانا کھاؤں گا۔"وہ کہہ کر آگے بڑھ گیا۔

"یار! بندہ تو ہینڈسم ہے۔"نمرہ نے نیہا کے کان میں کہا۔

"پہلی فرصت میں گھر جا اپنے۔"نیہا نے اسے جانے کا اشارہ کیا۔مگر وہ ڈھیٹ بن کر وہیں بیٹھ گئی۔نیہا اسے گھورتی نایاب کے پاس بیٹھ گئی۔

****

"لڑکیاں وقت سے پہلے ہی پہنچا دیں ہے آگے تم جانتے ہو کیا کرنا ہے۔"

دلاور خان نے فون پر کہا۔

"بہت جلدی ہے تمہیں اپنے لاڈلے خان سے ملنے کی؟"

"اس کی طرف دیکھنا بھی مت تم نے جو کیا وہ ہو گیا ہے اب ایک مہینے تک کوئی ڈیل نہیں۔میں ایک مہینہ گاؤں میں سکون سے گزارنا چاہتا ہوں۔"

دلاور نے کہا تو وہ دوسری جانب اسے قہقہہ سنائی دیا۔

"اگر تم چاہتے ہو میں تمہارے بھتیجے سے دور رہوں تو جو سی ڈی اس کے پاس ہے وہ میرے پاس لے آنا۔"

دوسری جانب دھمکی دی گئی تھی۔

"کون سی سی ڈی؟"

"وہی جو نگار کے پاس تھی۔"دوسری جانب کہا گیا۔

"سی ڈی نمیر کے پاس کیسے آئی؟" دلاور خان نے پوچھا۔

"تمہارا بھتیجا اس اے ایس پی کا داہنا ہاتھ بنا ہوا ہے۔حویلی جاؤ کچھ بھی کرو مگر وہ سی ڈی میرے پاس لاؤاور ہاں اپنے بھتیجے کو دور رکھو اس کام سے اگر میرے راستے میں آئے گا تو تکلیف اسے ہی ہو گی۔"

دھمکی دے کر وہ فون بند کر چکا تھا۔دلاور خان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کے بھتیجے کو تکلیف دینے کی دھمکی دینے والے شخص کا منہ نوچ لے۔اس نے غصے سے فون بیڈ پر پھینکا اور آگے کا لائحہ عمل سوچنے لگا۔

******

"خبر پکی ہے نہ؟"

حمزہ نے حمدان سے پوچھا۔آج دو دن بعد وہ گھر آیا تھا۔گھر آتے ہی اسے حمدان نے نئی ہونے والی ڈیل کی لوکیشن بھیجی تھی۔اس نے جواباً حمدان کو میسج کیا۔حمدان کی طرف سے ہاں کا سگنل ملتے ہی اس نے شہوار کو فون کرنا چاہا مگر شہوار کا پہلے فون آگیا۔

"اپنی ٹیم کو لے کر لوکیشن پر پہنچو۔"

فون کٹتے ہی حمزہ نے تیاری شروع کر دی۔ ٹیم کو وہ میسج کر چکا تھا۔اس نے گن چیک تبھی دروازہ ناک ہوا۔ گن ایک سائیڈ پر رکھتے اس نے اندر آنے کی اجازت دی مگر حور کو دیکھ کر حیران ہوا۔

"کوئی کام ہے آپ کو؟" اس نے پوچھا تو حور نے نفی میں سر ہلایا۔

"پھر۔۔۔؟؟؟؟؟" حمزہ نے پوچھا۔

"آنٹی بہت پریشان ہو رہی تھی آپ دو دن گھر نہیں آئے۔"حور نے انگلیاں مروڑتے کہا۔

"حور! آپ یہاں بیٹھیں۔"حمزہ نے صوفے کی جانب اشارہ کیا۔وہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔وہ اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گیا۔گلا کھنکار کر اس نے بولنا شروع کیا۔

"میں اور میری ٹیم آج ریڈ کرنے جارہے ہیں۔زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔میرا ایک کام کریں گی؟"اس نے حور سے پوچھا جو آنسو روکے بیٹھی تھی۔

"میری امی کا خیال رکھیئے گا۔"وہ کہہ کر اپنی گن اٹھا کر کمرے سے نکل گیا۔وہ حور کو کہنا چاہتا تھا کہ وہ بھی اپنا خیال رکھے مگر اسے کوئی امید کی ڈوری نہیں تھما سکتا تھا۔آج کچھ بھی ہو سکتا تھا۔کمرے میں بیٹھی حور رو رہی تھی اور اس کے صحیح سلامت واپس آنے کی دعا کر رہی تھی جو اپنی ماں سے مل کر جا چکا تھا۔

****

"ہمارا پلین خراب کرے گی بول"

اس کا دماغ مسلسل اس رات کو سوچ رہا تھا۔

"اس لڑکی کو زندہ نہ چھوڑنا ،آگ لگا دی۔۔۔۔نے گودام میں۔"دوسرے آدمی کی آواز پر اس کی ہارٹ بیٹ تیز ہونا شروع ہو گئی۔

"اتنی آسان موت تھوڑی نہ دیں گے اسے۔"

نیچے خون میں لت پت لڑکی کی جانب اشارہ کیا گیا۔

اس کی انگلیوں میں موومنٹ شروع ہو گئی تھی۔

لوہے کی راڈ سے اس کے سر پر جیسے ہی وار ہوا اس کے منہ سے شہوار کا نام ادا ہوا۔اس نے آنکھیں کھول دی تھی۔چار مہینے بعد اس کی نیند کھل گئی تھی۔

****

" حمزہ کہاں ہو تم ؟" شہوار نے اس سے پوچھا۔

" میں پہنچ چکا ہوں۔میری ٹیم اس جگہ کی بیک سائیڈ کو گھیر چکی ہے۔تم کہاں ہو؟" اس نے پوچھا۔

" میں گھر کے باہر ہی ہوں۔"شہوار نے کہا۔

" میں بھی وہیں آ رہا ہوں۔"حمزہ نے کہہ کر فون بند کر دیا۔

اپنی ٹیم کو آگے کا کام سمجھا کر اپنے آرڈر کا انتظار کرنے کو کہہ کر وہ شہوار کے پاس آیا۔

"اندر کے حالات کیسے ہیں؟" حمزہ نے پوچھا۔

" ابھی تک مجھے لگتا ہے دوسری پارٹی نہیں آئی۔" تبھی دور سے انہیں ایک گاڑی آتی دیکھائی دی۔وہ دونوں دیوار کی اوٹ میں ہو گئے۔گاڑی سیدھا اس گھر میں داخل ہو گئی۔

شہوار اور حمزہ آہستہ سے چلتے اس گاڑی پر نظر رکھے ہوئے تھے۔گھر کی دیواریں زیادہ اونچی نہیں تھی۔انہوں نے دیوار پر چڑھ کر اندر کا جائزہ لیا اور اندر کود گئے۔آہستہ آہستہ چلتے وہ دروازے تک آئے۔دروازے کے ایک جانب شہوار کھڑا تھا تو دوسری جانب حمزہ۔وہ اپنی گن ہاتھ میں لئے تیار کھڑے تھے۔وہ اندر سے آتی آوازیں سننے لگے۔

"شاہ صاحب نہیں آئیں گے اور خان بھی گاؤں چلا گیا ہے۔"اندر سے ایک آدمی کی آواز آئی۔

" پھر کیا کرنا ہے اب؟" دوسری آواز آئی۔

" کرنا کیا ہے کچھ دیر میں ایک ٹرک آئے گا اس میں ان لڑکیوں کو ڈالنا ہے آگے کا کام وہ ٹرک والا جانتا ہے۔ہمارا کام بس اتنا ہی ہے۔"اس کی آدمی کی آواز پر شہوار نے غصے سے دیوار پر مکا مارا۔

" ہمیں ابھی ایکشن لینا ہو گا۔ان لڑکیوں کو بحفاظت یہاں سے نکالنا ہو گا۔خان اور یہ شاہ جو بھی ہے اس کو بعد میں دیکھ لیں گے۔"

شہوار نے کہا تو حمزہ نے اپنی ٹیم کو اوکے کا سگنل دے کر دروازہ ناک کیا۔اندر موجود لوگ حیران ہوئے،پھر ان میں سے ایک چیک کرنے کے لئے دروازہ تک آیا۔اس نے جیسے ہی دروازہ کھول کر باہر جھانکا شہوار نے اس کے سر پر گن سے مارا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔ان کی ٹیم بھی باہر آچکی تھی۔کچھ دیر میں ہی وہ لوگ تقریبا سب لوگوں کو ختم کر چکے تھے۔ حمزہ نے اپنی ٹیم کو لڑکیوں کو باہر لے جانا کا کہا اور شہوار کے پاس آیا۔

" اب کیا کرنا ہے؟" حمزہ نے پوچھا۔

" جو لوگ زندہ ہیں ان سے سختی سے پوچھنا پڑے گا۔مجھے نہیں لگتا لگاتار دو ڈیلز کی ناکامی کے بعد وہ لوگ چپ بیٹھیں گے۔"شہوار ابھی بات کر رہا تھا جب اس کا فون رنگ ہوا۔ہاسپٹل سے فون تھا۔

" ہیلو !" اس نے فون پک اپ کیا۔

" سر !آپ کی پیشنٹ کو ہوش آگیا ہے۔"

دوسری طرف سے ملنے والی خبر پر شہوار کچھ دیر تو کچھ بول ہی نہ پایا۔حمزہ کی نظر دروازے کے پاس گرے آدمی پر پڑی جو ہوش میں آچکا تھااور اب اپنی گن سے شہوار کا نشانہ لے رہا تھا۔وہ فوراً شہوار کے آگے آیااور اس آدمی پر گولی چلا دی۔دو گولیوں کی آواز فضا میں گونجی۔

حمزہ کی گن سے نکلنے والی گولی اس شخص کو تو جہنم واصل کرچکی تھی مگر شہوار پر چلنے والی گولی حمزہ کو لگی تھی۔

****

"آنٹی ! پانی لیں۔"

عطیہ بانو کو بہت دیر سے بے چینی ہو رہی تھی۔انہوں نے حمزہ کو لے کر بہت برا خواب دیکھا تھا ۔حور دو گھنٹے سے ان کے پاس بیٹھی تھی۔اگر عطیہ بانو کے تسبیح کرتے ہاتھ نہیں رکے تھے تو حور کی دعائیں بھی نہیں رکی تھیں۔وہ دونوں اس کے خیریت سے واپس آنے کی دعا مانگ رہی تھیں۔

" شکریہ بیٹا! جا بچے تو کچھ دیر آرام کر لے کب سے میرے ساتھ جاگ رہی ہے۔"انہوں نے حور کو کہا تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔

" مجھے نیند نہیں آ رہی آنٹی! اور ویسے بھی بس فجر ہونے ہی والی ہے۔"اس نے گلاس میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

اذان کی آواز فضا میں گونجی تو حور نے اللہ سے دعا کی۔

" اللہ جی !ابو کہتے تھے اذان کے وقت آپ سے جو مانگو آپ دیتے ہیں۔حمزہ کو صحیح سلامت بھیج دیں۔"

وہ دل ہی دل میں اللہ سے مخاطب تھی۔اس کے آنسو عطیہ بانو سے بھی چھپے نہ رہے۔

" حور بیٹا ! مجھے جائے نماز لا دو ذرا۔"عطیہ بانو نے کہا تو اس نے جلدی سے آنسو صاف کیئےاور جائے نماز میز سے اٹھا کر ان کو بچھا کر دی۔

" جا بیٹا ! تو بھی نماز پڑھ لے۔وہ آجائے گا۔"انہوں نے اسے تسلی دی تو وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

" یا اللہ ! اسے ٹھیک رکھنا۔اپنی حفظ وامان میں رکھنا۔"

وہ نماز کے بعد دعا مانگ رہی تھی جب لینڈ لائن پر فون آیا۔اس نے جلدی سے بھاگ کر فون اٹھایا۔

" السلام علیکم! میرا نام حمدان ہے۔دراصل حمزہ کو گولی لگی ہے تو"

" گولی لگ گئی؟ وہ ٹھیک تو ہیں نہ؟" حور نے اس کی بات کاٹ کر پوچھا۔

حمدان نے اپنا فون دوبارہ دیکھا کہیں غلط جگہ تو نہیں ملا دیا نمبر۔

" کیا ہوا؟" حمزہ نے اس سے پوچھا جو حیران نظروں سے فون کو دیکھ رہا تھا۔اس نے فون حمزہ کی جانب بڑھایا۔

" آپ بول کیوں نہیں رہے کیسے ہیں وہ؟" حور کی آواز سن کر اسے حمدان کی حیرانگی کی وجہ سمجھ آئی۔

" میں ٹھیک ہوں حور بس آج گھر نہیں آؤں گا۔"اس نے نرم لہجے میں جواب دیا۔حمزہ کی آواز سن کر حور کو لگا جیسا اسے دنیا کی سب سے بڑی خوشی مل گئی ہو۔

" انہوں نے کہا آپ کو گولی لگی ہے۔"اسکا رویا رویا لہجہ وہ بھی پہچان چکا تھا۔

" بازو کو چھو کر گزری ہے بس--------حور!" اس نے پکارا تو حور سراپا سماعت بن گئی۔

" جی!" اس نے آہستگی سے پوچھا۔

" رانیہ کو ہوش آگیا ہے۔"

" سچ میں ! مجھے ان سے ملنا ہے۔"اس نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

" میں جب گھر آؤں گا پھر تمہیں ملوانے لے جاؤں گا۔"

" ٹھیک ہے۔"اس نے فورا اس کی بات مانی۔

" امی کا خیال رکھنااور اپنا بھی۔"اس نے کہہ کر فون بند کر دیا۔

حور جلدی سے عطیہ بانو کے کمرے کی جانب بھاگی انہیں حمزہ کی اطلاع دینےاور رانیہ کے بارے میں بتانے کے لئے۔

*****

"نایاب ! آپ ٹھیک ہیں؟ "

وہ دونوں گاؤں جارہے تھے۔ نمیر خود ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ اسکے پیچھے اس کے گارڈز دوسری گاڑی میں تھے۔نایاب سارے راستے خاموش تھی تو نمیر نے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔"اس مسکرا کر جواب دیا۔

"پھر اتنی خاموش کیوں ہیں؟ " نمیر نے پوچھا۔

" نمیر !بابا نے آپ کومعاف کر دیا؟" نایاب نے پوچھاتو وہ اداسی سے مسکرایا۔

"انھوں نے اپنی بہو کو حویلی بلایاہے۔"

نمیر نے کہاتو نایاب نے اس کندھے سے سر ٹکا لیا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔"اسکی تسلی پر نمیر مسکرا دیا۔

کچھ دیر میں وہ حویلی پہنچ چکے تھے۔شان دار طریقے سے ان کا استقبال کیا گیا۔زلیخاں اماں نے پہلے تو دونوں کا صدقہ دیا۔نایاب اتنی بڑی حویلی دیکھ کر حیران رہ گئی۔

"کیا دیکھ رہی ہیں بھابھی؟ "گل نے اس سے پوچھا۔

"حویلی بہت خوبصورت ہے۔"

نایاب نے دل سے تعریف کی۔

"آپ سے زیادہ نہیں ہے۔"خضر نے کہا گل کا بھائی جو ابھی پندرہ سال کا کل ہی شہر سے آیا تھا اپنی پڑھائی کی وجہ سے وہ شہر میں رہتا تھا۔

اپنی تعریف پر وہ شرمائی تھی۔

"بھابھی! کیا آپ کی کوئی چھوٹی بہن ہے؟ "خضر کے اچانک پوچھنے پر نمیر نے ان کی جانب دیکھا۔

"ہاں ہے۔"نایاب نے کہا تو خضر خوش ہوا۔

"بھابھی بس آپ اس کی شادی مجھ سے کروا دیں۔"خضر کی بات پر جہاں نایاب حیران ہوئی تھی وہیں نمیر نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تو گڑبڑا کر سیدھا ہوا۔

"مذاق تھا خان لالا۔"اس نے بامشکل مسکراتے ہوئے کہا۔تبھی جلال خان اپنے کمرے سے نکلے اور آہستہ سے چلتے ہوئے ان کے پاس آئے۔انہوں نے نایاب کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے دعا دی اور نمیر پر ایک نظر ڈال واپس کمرے میں چلے گئے۔

"نمیر! مجھے بابا سے بات کرنی ہے۔"

"نایاب! آپ تھک گئی ہوں گی بعد میں بات کر لیجئے گا۔"

"پلیز نمیر! " نایاب نے التجائی انداز میں کہاتو نمیر نے اسے روکا نہیں۔وہ جلال خان کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

"تم لوگ جاؤ نایاب کو میں لے جاؤں گا روم میں۔"اس نے گل اور خضر کو جانے کا اشارہ کیااور خود نایاب کا ویٹ کرنے لگا تبھی اس کا فون رنگ ہوا۔

" کیسے ہو شہوار؟" اس نے فون پک اپ کرتے ہی پوچھا۔

"میں ٹھیک ہو ں۔رانیہ کو ہوش آگیا ہے۔"

" کیسی ہے اب وہ ؟" اس نے خوش ہوتے ہوئے پوچھا۔

" ابھی دواؤں کے زیر اثر سو رہی ہے۔ڈاکٹر کہہ رہے تھے ایک دو دن تک میں اسے گھر لے جا سکتا ہوں۔"

" بابا سنیں گے تو بہت خوش ہوں گے۔" نمیر نے کہا تو شہوار مسکرا دیا۔

اس نے حمزہ کے بارے میں اسے بتانا مناسب نہ سمجھا۔

" شہوار ! ایک کام کرو گے؟" نمیر نے اسے کہا۔

" کیسا کام؟"

" رانیہ کو یہاں لے آؤ گے؟" نمیر نے پوچھا۔

" یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے ،تمہاری بہن ہے جب اسے یہ معلوم ہو گا کہ اس کے بھائی کا ولیمہ ہے تو وہ خود ضد کرے گی آنے۔"شہوار نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔

" میں بابا کو بتاتا اور جیسے ہی رانیہ ہوش میں آئے میری بات کروانا اس سے۔"

نمیر نے کہا تو شہوار نے اچھا کہہ کر فون بند کر دیا۔وہ تو خود کب سے اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا تھا۔کب وہ ہوش میں آئے اور وہ اس کی آواز سنے۔

******

" بابا! " نایاب نے جلال خان کو پکارا جو اپنی کرسی پر آنکھیں موندے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔نایاب کی آواز سن کر آنکھیں کھول اسے دیکھا۔

" بیٹا! کچھ کہنا ہے آپ کو ؟" انہوں نے پوچھا تو وہ ہاں میں سر ہلاتی ان کے پاس آئی۔

" مجھے آپ سے کچھ مانگنا ہے ،بتایئے دیں گے؟" نایاب نے پوچھا تو وہ چونک کر سیدھے ہوئے۔

" کہو کیا چاہیئے بیٹا!" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نمیر کو معاف کر دیں۔وہ بہت محبت کرتے ہیں آپ سے۔آپ کی ناراضی ان کو کھل کر خوشی ہونے نہیں دیتی۔"نایاب نے کہا تو وہ اپنی کرسی سے کھڑے ہوئے۔

" بیٹا! کیا آپ جانتی ہیں میری نمیر سے ناراضگی کی وجہ؟" انہوں نے کہا تو نایاب نے ہاں میں سر ہلایا۔

" بابا! ان کی انجانے میں کی گئی غلطی ،ان کی دی جانے والی محبت پیچھے گم ہو کر رہ گئی ہے۔انہوں نے مجھے اتنی محبت دی ہے کہ میں خود کو خوش قسمت سمجھنے لگی ہوں۔"نایاب نے کہا تو وہ دو قدم چل کر اس کے پاس آئے۔

" کیا آپ نے معاف کر دیا اسے؟" انہوں نے پوچھتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

" مجھے تو ان کی غلطی ہی نظر نہیں آرہی بابا ! تو معافی کیسی؟" نایاب کی آنکھیں اس کی بات کے سچ ہونے کی گواہی دے رہی تھیں۔انہوں نے مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

" کر دیا نہ آپ نے انہیں معاف؟" نایاب نے پوچھا تو وہ مسکرا دیئے۔

" میری بیٹی نے مجھ سے کچھ مانگا ہے اور میں نہ دوں ایسا ہو نہیں سکتا۔"

جلال خان نے کہا تو وہ مسکرا دی تبھی نمیر روم میں داخل ہوا اور سیدھا جلال خان کے گلے لگ گیا۔

" بابا! رانیہ کو ہوش آگیا۔"اس نے خوشی ہوتے ہوئے کہا تو جلال خان نے اس کے گرد بازو پھیلا دیئے۔

نمیر سے ناراضگی کی دونوں وجہ ختم ہوگئی تھیں۔

****

رانیہ کو ہوش آیا تو ہاسپٹل کے روم کی چھت کو گھور رہی تھی۔ تبھی شہوار روم میں داخل ہوا۔دونوں کی نظر ایک دوسرے پر پڑی۔ شہوار آہستہ آہستہ چلتا اس کے پاس آیا۔رانیہ مسلسل اسے دیکھ رہی تھی۔

" کیسی ہو؟" شہوار کے پوچھنے کی دیر تھی اس کے کب سے رکے آنسو بہہ نکلے۔

" میں نے بہت پکارا تھا تمہیں مگر تم نہیں آئے شہوار!" اس نے روتے ہوئے کہا۔

" آئی ایم سوری رانیہ!" شہوار نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

" شہوار اس دن نگار نے مجھے دھوکا دیا۔اس نے مجھے ان لوگوں کے پاس چھوڑ دیا۔وہ لوگ لڑکیوں کو بیچ رہے تھے شہوار!" رانیہ نے روتے روتے اسے بتانا شروع کیا تو شہوار نے اسے نہیں روکا۔ایک بار وہ کھل کر رو لے گی تو جلد نارمل ہو جائے گی۔

" مجھے باہر نکالو۔شہوار !" وہ آدمی اسے ایک کمرے میں بند کر کر جا چکا تھا۔اس نے زور زور سے چلانا شروع کر دیا۔

" کوئی نہیں آئے گا مدد کو۔"اسے پیچھے سے ایک لڑکی کی آواز سنائی دی۔

" مجھے یہاں سے نکلنا ہے میں ایسے ہمت نہیں ہار سکتی۔"اس نے اس لڑکی کو کہا۔

" ہم سب یہاں ہمت ہار کر ہی بیٹھی ہیں۔بیٹھ جاؤ کچھ نہیں کر سکتی تم؟"

" نہیں بالکل نہیں!" وہ جلدی سے پورے کمرے کا جائزہ لینے لگی کہیں تو کوئی راستہ ہو گا باہر نکلنے کا۔"

کمرے میں ایک جانب بھوسے کا ڈھیر لگا ہوا تھا،شاید یہاں جانور بھی رکھے جاتے تھے۔اسے یاد آیا اس نے آج ہی تو شہوار کے لئے پرفیوم کی بوتل خریدی تھی۔اسنے ان لڑکیوں کی جانب دیکھا۔

" کسی کے پاس ماچس ہو گی؟" سب لڑکیاں حیرانی سے اسے دیکھ رہی جو اتنی ہمت سے کھڑی یہاں سے نکلنے کا راستہ ڈھونڈ رہی تھی۔

" میرے پاس ہے؟" ایک لڑکی نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" آج اس بری لت کی وجہ سے ہی تو یہاں ہوں۔"اس نے ایک چھوٹے سے بیگ سے سگرٹ اور ماچس نکالتے ہوئے کہا۔

"جب یہاں سے صحیح سلامت نکل جاؤ تو خود کو بدلنا۔موقع بار بار نہیں ملتا۔"رانیہ نے کہہ کر پرفیوم کی شیشی اس بھوسے کے قریب توڑی۔پرفیوم نکل کر بھوسے میں شامل ہوا تو اس نے سب لڑکیوں کو ایک جانب آنے کا اشارہ کر کر ماچس سے آگ لگا دی۔

"یہ دھواں کہاں سے آرہا ہے؟" باہر بیٹھے دونوں آدمی جلدی سے اندر آئے۔

"یہ لڑکیوں کے کمرے سے آرہا ہے۔چل جلدی۔"

انہوں نے اپنی گن سنبھالتے دروازہ کھولا جیسے ہی وہ اندر آئے رانیہ نے لوہے کا راڈ جو اسے کمرے سے ملا تھا اس سے اس آدمی پر وار کیا۔وہ آدمی زمین پر گرا درد سے چلانے لگا۔دوسرا آدمی اس کی جانب بڑھا تو اس نے اس پر بھی راڈ سے وار کیا جیسے ہی وہ نیچے گرا۔رانیہ نے سب کو باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔وہ لڑکی جس نے ماچس اسے دی تھی سب کو باہر نکال رہی تھی تبھی ایک گولی سیدھا اس کے دل میں لگی۔رانیہ اسے گولی لگتے دیکھ فورا اس کے پاس آئی۔

"تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔"رانیہ نے روتے ہوئے کہا تبھی وہ آدمی زمین سے اٹھ کر اس کے پاس آیا اور اس کے ہاتھ سے راڈ چھین لی۔

"ہمارا پلان خراب کرے گی بول"

اس نے راڈ سے اس کی کمر پر وار کیا۔رانیہ نے درد سے چلاتے شہوار کو پکارا تھا۔

"نکموں! ایک لڑکی نہیں سنبھالی گئی تم لوگوں سے۔"سامنے گن پکڑے شخص نے غصے سے کہا۔

"شاہ صاحب! سب اچانک ہو گیا۔"

"بس کرو۔اس لڑکی کا کام ختم کرو اور پورے گودام میں آگ لگا دو۔"

وہ آرڈر دے کر چلا گیا۔لڑکیوں کو وہ پہلے ہی ٹرک میں ڈلوا چکا تھا۔

"اس لڑکی کو زندہ نہ چھوڑنا ،آگ لگا دی۔۔۔۔۔نے گودام میں۔"دوسرے آدمی گالی دیتے ہوئے کہا تو پہلے والا خباثت سے ہنسا۔

"اتنی آسان موت تھوڑی نہ دیں گے اسے۔"

اس نے کہتے ساتھ ہی یک بعد دیگرے اس پر راڈ سے وار کیا۔آخری وار اس نے اس کے سر پر کیا اور وہاں سے چلے گئے۔

بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے آخری چہرہ شہوار کا دیکھا جو اسے پکار رہا تھا۔

رانیہ ابھی بھی رو رہی تھی۔شہوار کا چہرہ ضبط سے سرخ ہو گیا تھا۔

"رانیہ! ان سب کو ان کے کیے کی سزا ملے گی۔"شہوار نے اسے کہا۔اسے اس شاہ کی معلومات نکالنی تھی مطلب خان کے علاوہ بھی کوئی اور اس کام میں شامل ہے۔

******

" یہ سب کیا ہے؟" زوہان نے اپنے سامنے کھڑے مینیجر سے پوچھا۔

"سر ! یہ سب کام توقیر سر دیکھتے ہیں۔"اس نے سر جھکا کر جواب دیا۔

" کہاں ہیں وہ ؟ میں کل سے آیا ہوا ہوں وہ مجھے ایک بار نہیں ملے آ کر ؟"

زوہان نے پوچھا تو مینیجر نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

" سر ! وہ تو کل صبح آپ کے آنے سے پہلے ہی چلے گئے تھے اور ابھی تک کوئی کانٹیکٹ بھی نہیں کیا ہم سے۔"

" اس سے ریلیٹڈ جتنی فائلز ہیں مجھے لا کر دو ابھی۔"اس نے کہا تو مینیجر سر ہلاتا روم سے نکل گیا۔

" یہ سب کیا ہے؟کچھ سمجھ نہیں آ رہا ؟" زوہان نے اپنا سر کرسی کی پشت سے ٹکا لیا۔

کچھ دیر بعد دروازہ ناک ہوا۔

" کم ان!" اس نے سامنے دیکھا تو ایک آدمی اندر داخل ہوا۔

" آپ کو میں نے دیکھا ہے شاید پہلے؟" زوہان نے اپنے ذہن پر زور ڈالتے ہوئے کہا۔

" میرا نام نعمان علی ہے بیٹا!" انہوں نے اپنا نام بتایا تو زوہان کو یاد آیا اس کے ڈیڈ اس سے اپنے دوست کا ذکر کرتے تھے ،یہ وہی تھے۔

" آپ کھڑے کیوں ہیں ،بیٹھیں!" زوہان نے انہیں بیٹھنے کا کہا۔

" بیٹا ! میری بات غور سے سنو۔جلد از جلد اس کمپنی سے اپنے تعلقات ختم کر لو۔"

" میں سمجھا نہیں آپ کی بات۔"زوہان نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا۔

"بیٹا! توقیر صحیح آدمی نہیں ہے۔اس نے تمہارے ڈیڈ کی موت کے بعد سارے اختیارات سنبھالنے کے بعد شمش شاہ سے پارٹنر شپ کر لی۔شمس شاہ غیر قانونی کام میں ملوث ہے۔اس کمپنی کی آڑ میں یہ لوگ اسمگلنگ کرتے ہیں۔یہ لوگ پاکستان اور انڈیا سے لڑکیاں کو یہاں لاتے ہیں ،انہیں لیگل ظاہر کرنے کے لئے اس کمپنی کے ورکنگ ڈاکومنٹس بنائے جاتے ہیں۔اب تک بہت سی لڑکیاں یہاں لائی گئیں بعد میں ان کا کچھ معلوم نہ ہوا وہ کہاں ہیں۔پولیس کو شک ہو گیا ہے اس کمپنی پر ،اسی لئے شمس شاہ تو پچھلے مہینے ہی پاکستان چلا گیا تھا ،اور توقیر تمہیں یہاں بلا رہا تھا تاکہ سب الزام تم پر لگ جائے۔وہ بھی پاکستان جا چکا ہو گا اسی لئے تمہیں نہیں ملا ابھی تک۔"

ان کی باتیں سن کر زوہان حیران رہ گیا۔کوئی ایسا کیسے کر سکتا ہےاس کے ڈیڈ کی بنائی کمپنی کو اس کا م میں استعمال کیا جارہا تھا۔

" انکل !آپ کو یہ سب کیسے معلوم ہوا؟" زوہان نے خود کو سنبھالتے ہوئے پوچھا۔

" بیٹا ! جو فائلز تم نے آج دیکھیں ہیں میں نے بہت پہلے دیکھ لی تھیں مگر میں کچھ نہیں کر نہیں پایا۔توقیر نے میرے پوتے کو کڈنیپ کروا لیا تھا۔اس نے اسے جان سے مارنے کی دھمکی دی تھی۔میں خاموشی سے اس کمپنی میں کام کر رہا تھا ،انہوں نے مجھے نکالا بھی نہیں کیونکہ انہیں ڈر تھا میں کہیں پولیس کو نہ بتادوں۔

تم فکر نہ کرو بیٹا! میں نے یہاں رہ کر بہت سے ثبوت جمع کئے ہیں۔بس انہیں پولیس تک پہنچانا ہے۔"

نعمان صاحب نے کہا تو زوہان نے حیرانگی سے انہیں دیکھا۔

" بیٹا! شام کو مجھے اس ایڈریس پر ملنا ،تب تک میں سب ثبوت اکھٹے کر لوں گا۔اپنے والد کے شیئر الگ کر لو اس کمپنی سے۔"نعمان صاحب نے کہا تو زوہان نے نہ میں سر ہلایا۔

" کیا مطلب ؟ تم شیئر الگ نہیں کرنا چاہتے؟" نعمان صاحب نے حیرانگی سے پوچھا۔

" نہیں انکل ! اب اس کمپنی کا ایک بھی روپیہ اس قابل نہیں رہا کہ میں اسے اپنے ڈیڈ کی کمائی سمجھو۔بس وہ ثبوت ہمیں پولیس کو دینے ہیں اور اس کمپنی کا بند ہو جانا ہی بہتر ہے۔"زوہان نے کہا تو نعمان صاحب مسکرا دیئے۔

" تمہارے ڈیڈ بھی حرام کمائی کا ایک روپیہ بھی لینا پسند نہیں کرتے تھے۔رات کو آجانا۔میری بات سنو یہاں پر کسی کی بات کا یقین مت کرنا یہ سب شاہ کو سب انفارمیشن پہنچاتے ہیں۔"

" جی انکل !"

نعمان صاحب کے آفس سے جانے کے بعد وہ مزید پریشان ہو گیا تھا۔

****

" کیسی ہو بیٹا!" شہوار نے رانیہ کے سامنے ویڈیو کال ملائی۔وہ بار بار پوچھ رہی تھی کس کو فون کر رہے ہیں۔مگر اس سرپرائز کہہ کر اسے خاموش کروادیا۔

اسکرین پر جلال خان کا چہرہ دیکھ کر اس کے چہرے پر یک دم خوشی آئی۔جب سے شہوار نے اسے اس کی والدہ کی ڈیتھ کا بتایا تھا وہ روئے جا رہی تھی،مگر اب جلال خان اور ان کے ساتھ بیٹھے نمیر کو دیکھ کر وہ خوش ہو گئی۔

" میں ٹھیک ہوں بابا! آپ کیسے ہیں؟اور بھائی آپ کیسے ہیں؟" رانیہ نے خوش ہوتے ہوئے پوچھا۔

" آپ ٹھیک ہیں تو آپ کے بابا بھی ٹھیک ہیں۔"جلال خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" السلام علیکم آپی!" خضر نے جلال خان کے پیچھے کھڑا ہوتے ہوئے کہا تو رانیہ نے حیران ہوئی۔وہ اسے پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی تبھی نمیر بولا۔

" یہ خضر ہے۔"رانیہ کو نمیر نے سب فیملی میمبرز کے بارے میں بتایا ہوا تھا مگر دیکھ آج پہلی بار رہی تھی۔

" مجھے بھی تو بات کرنے دو میری بیٹی سے؟" زلیخاں اماں نے نمیر کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔

" اماں!" رانیہ نے روتے ہوئے کہا۔

" خبردار !ایک آنسو نہیں اب۔ان دونوں باپ بیٹے نے مجھ سے میری بیٹی کو اتنے دن چھپائے رکھا ،اوراب میری بیٹی مجھے ہی رو کر دیکھا رہی ہے۔"

انہوں نے کہا تو وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی۔

"رانیہ آپی! ذرا ان سے تو ملیں۔"گل نے نایاب کو جلال خان کے ساتھ لا کر بیٹھایا تو رانیہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

" یہ آپ کی بھابھی ہیں۔آپ کے بھائی نے شادی کر لی۔"گل نے بتایا تو رانیہ نے خوش ہوتے ہوئے نایاب اور نمیر کیجانب دیکھا۔

" مجھے وہاں آنا ہے؟" اس نے جلال خان کو کہا تو جلال خان نے شہوار کو بلایا۔

" بیٹا! پرسوں اس کے بھائی کا ولیمہ ہے اور مجھے میری بیٹی یہاں چاہیئے۔"ان کی بات پر شہوار نے ہاں میں سر ہلایا۔

تقریبا ایک گھنٹہ وہ لوگ رانیہ سے بات کرتے رہے ،پھر اسے آرام کرنے کا کہہ کر کال کٹ کر دی۔

رانیہ بہت خوش تھی اگر اس سے ایک رشتہ دور چلا گیا تھا تو کتنے ہی اور رشتے اسے مل گئے تھے۔

****

" بابا! کل گاؤں کے لئے نکلنا ہے نہ؟" نیہا نے احمد شفی سے پوچھا۔

" ہاں بیٹا! اور سارا سامان دھیان سے رکھ لینا ،نایاب کا سسرال ہے وو کسی قسم کی کمی نہ رہ جائے۔" احمد شفی نے کہا تو نیہا مسکراتے ہوئے ان کے پاس بیٹھی اور ان کے کندھے پر سر رکھ لیا۔

" آپ کی بیٹی کو سسرال نہیں ملا بابا! وہ لوگ اسے اپنی بیٹی کی طرح رکھتے ہیں۔"

نیہا نے کہا تو وہ مسکرا دیئے۔

" بس اب اپنی دوسری بیٹی کے لئے بھی ایسا ہی سسرال ڈھونڈنا ہے جو اسے بیٹی بنا کر رکھے۔" احمد شفی کی بات پر اس نے خفگی سے انہیں دیکھا۔

" مجھے آپ کو چھوڑ کر نہیں جانا۔"نیہا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" سب بیٹیوں کو جانا پڑتا ہے بس اللہ نصیب اچھے کرے۔"انھوں نے کہا تو نیہا نے فورا ٹاپک بدلا۔

" نمرہ بھی جانے کا کہہ رہی تھی۔خدیجہ خالہ سے پوچھا تو خالہ کہہ رہی تھی لے جاؤواپسی پر کسی دریا میں پھینک آنا۔انہیں نہیں چاہیئے ایسی اولاد جس کا ماں کے پاس دل ہی نہ لگے۔"

نیہا نے ہنستے ہوئے کہا تو وہ بھی مسکرا دیئے۔

****

"نمیر! اٹھیں گل مجھے نہر کنارے لے کر جا رہی ہے سن رائیز دیکھانے۔آپ بھی چلیں نہ۔"

نایاب نے نمیر کو جگایا جو ساری رات جاگنے کے بعد نماز پڑھ کر کچھ دیر پہلے ہی سویا تھا۔

"آپ گل کے ساتھ چلی جائیں نایاب! خضر کو بھی لے جائے گا۔"اس نے آنکھیں بند کیئے ہی جواب دیا۔

"مجھے تو آپ کے ساتھ جانا تھا۔" نایاب نے اداسی سے کہا اور روم سے نکل آئی۔

"چلیں بھابھی!"گل نے اسے کہا۔

"ہم پھر کبھی چلیں؟" نایاب نے کہا تو گل حیران ہوئی۔

"تایا جان نے اتنی مشکل سے تو اجازت دی ہے اور آپ انکار کر رہی ہیں۔چلیں نہ وقت گزر رہا ہے۔"

"نایاب!"

گل اس کا ہاتھ پکڑ کر لے جانے لگی تو اسے نمیر کی آواز سنائی۔

"ہمیشہ بھول جاتی ہیں۔" وہ چلتا ہوا اس کے پاس آیااور اس کی چادر کو کندھوں کے گرد ڈالتے ہوئے کہا۔نایاب مسکرا دی۔

"چلیں!" اس نے پوچھا تو نایاب نے ہاں میں سر ہلایا اور اس کے چل پڑی۔نمیر نے نایاب کے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اسے بیٹھانے کے بعدڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔خضر اور گل پیچھے بیٹھ گئے۔کچھ دیر

میں وہ لوگ نہر کے پاس تھے۔نایاب تو ہر سو ہریالی دیکھ کر ہی خوش ہورہی تھی۔

" نایاب! " نمیر نے اسے پکارا تو اس نے نمیر کی جانب دیکھا۔نمیر نے مشرق کی سمت اشارہ کیا،جہاں سورج ہلکی ہلکی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔وہ محوت زدہ ہو کر اس منظر کو دیکھ رہی تھی۔

" یہ سب کتنا پیارا ہے نہ نمیر!" نایاب نے کہا تو نمیر نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

واپسی پر وہ سارا راستہ دیکھتی ہوئی آئی جہاں سب لوگ سورج نکلتے ہی کھیتوں میں کام کے آگئے تھے۔

گھر پہنچ کر وہ نمیر کو روم میں بھیجنے کے بعد زلیخاں اماں کے پاس آگئی۔

ناشتے سے فارغ ہو کر زلیخاں اماں اسے کپڑے دیکھانے لگیں جو کل اس نے ولیمے میں پہننے تھے۔

دوپہر کے قریب ،شہوار ،رانیہ ،حور (جسے حمزہ اس سے ملوانے لایا تھا تو اس نے اسے اپنے لیجانے کی اجازت لے لی تھی) نیہا ،نمرہ اور احمد شفی بھی پہنچ گئے تھے۔پورے حویلی میں یک دم ہی رونق ہو گئی تھی۔

ساری رات ہی سب لڑکیاں ایک ساتھ بیٹھی ایک دوسرے کو مہندی لگاتی رہیں۔

****

" نمیر! دلاور خان سے تمہاری ملاقات ہوئی۔"شہوار نے نمیر سے پوچھا۔دونوں اس وقت حویلی کی چھت پر کھڑے تھے۔

" نہیں ! مجھے دو دن ہو گئے ہیں مگر وہ جب بھی حویلی آئے مجھ سے نہیں ملے۔" نمیر نے کہا۔

" مجھے تمہیں کچھ بتانا ہے۔"شہوار کی بات پر نمیر نے اس کی جانب دیکھا۔

"تمہارے چچا ایک سال دبئی گئے تھے؟" شہوار نے پوچھا تو نمیر نے ہاں میں سر ہلایا۔

" کیوں؟" شہوار نے پوچھا۔

" وہ ان کے ایک دوست نے انہیں وہاں بلایا تھا،ایک کمپنی میں پارٹنر شپ کے لئے۔"

" تم جانتے ہو اس کمپنی کے مالک کو قتل کیا گیا تھا،اور تمہارے چچا پر اس قتل کا الزام ہے۔"

" کیا مطلب؟" نمیر حیران ہوا۔

" تمہارے چچا کا دوست جس نے تمہارے چچا کو وہاں بلایا،پارٹنر شپ کے لئے مگر جب اس کمپنی کے مالک کو علم ہوا کہ وہ اس کمپنی کو غلط کاموں میں استعمال کرنے لگے ہیں تو انہوں نے پولیس سے مدد لینا چاہی مگر اس سے پہلے ہی وہ لوگ انہیں مار چکے تھے،وہ استھما پیشنٹ تھے۔تمہارے چچا کو کہا گیا کہ اگر وہ ان کے کام میں ان کی مدد نہیں کریں گے تو پولیس تک وہ یو ایس بی جائے گی جس میں انہوں نے ریحان صغیر کا قتل کیا ہے۔وہ تمہاری کمپنی کے ذریعے اپنا کام پاکستان میں جاری رکھنا چاہتے تھے۔"

" مگر چچا نے واپس آ کر کمپنی سے سارے تعلق توڑ لئے تھے۔"شہوار کے منہ سے حقیقت سن کر نمیر کو یاد آیا۔

" شاید اس لئے کہ تمہارے چچا، تم سے محبت کرتے ہیں اور تمہارے خلاف کچھ کرنا نہیں چاہتے۔"

" پھر تو انہیں بچانا ہو گا۔وہ مجبورا ایسا کر رہے ہیں۔" نمیر نے کہا تو شہوار نے ہاں میں سر ہلایا۔

"تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا؟" نمیر نے اس سے پوچھا تو شہوار نے اسے آج صبح آنے والی انجان کال کے بارے بتایا۔اب بس اسے اپنا چچا سے ملنا تھا۔

****

"ماشااللہ! میری بچی کتنی پیاری لگ رہی ہے۔"

زلیخاں اماں نایاب کو دلہن کے لباس میں مکمل تیار دیکھا تو فورا اس کے سر سے نوٹ وار کر ملازمہ کو دیئے۔گولڈن لباس میں دلہن بنی وہ شرما رہی تھی۔

"اماں! تھوڑی سی تعریف ہماری بھی کردیں۔"

رانیہ نے کہا تو وہ مسکراتے ہوئے اس کے پاس آئیں۔

"میری ساری بیٹیاں شہزادیاں لگ رہی ہیں۔"

انہوں نے باری باری رانیہ، حور، نیہا اور نمرہ کے سر سے پیسے وار ملازمہ کو دیئے۔فنکشن کا اہتمام حویلی میں ہی کیا گیا تھا۔نیہا نے نایاب اور رانیہ کی فوٹوز لیں اور نمرہ کو روم سے باہر آنے کا اشارہ کیا۔دونوں نے وائٹ میکسی پہنی ہوئی تھی۔

"کہاں لے کر جا رہی ہو؟" نمرہ نے اس سے پوچھا۔

"بھائی کے پاس۔"

"مگر کیوں؟" نمرہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"دیکھ میری پیاری بھولی بھالی مخلوق! اس فون میں نہ اندر تیار دو دلہنوں کی تصویریں میں نے لی ہیں (جلال خان نے نمیر اور نایاب کے ولیمے کے ساتھ ہی شہوار اور رانیہ کے نکاح کا اعلان کیا تھا) تو اب ہمیں یہ تصویریں ان کے دلہوں کو دیکھانی ہیں۔"

"نیہا!"حور کی آواز پر وہ مڑی۔

"آپ دونوں کہاں جارہی ہو؟" حور نے پوچھا تو نیہا نے ہنستے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑا۔

"تم بھی چلو ہمارے ساتھ۔تمہارے بھائی کا نکاح ہے کچھ تو اپنا فرض نبھاؤ۔رات تک بیچاروں کو اپنی دلہن دیکھنے کو نہیں ملے گی۔اسلیئے میں انہیں ان کی دلہن دیکھانے جارہی ہوں۔"

نیہا اس کا ہاتھ پکڑ کر ساتھ لے جاتی بول رہی تھی۔وہ گیسٹ روم کے آگے جا کر رکی جہاں سب لڑکے تیار ہو رہے تھے۔وہ دروازہ ناک کر کر اندر داخل ہوئی تو سامنے بیٹھے زوہان کو دیکھ کر اپنی جگہ پر تھم گئی۔زوہان بھی حیران سا اسے دیکھ رہا تھا۔یہی حال حور اور حمزہ کا تھا۔نمرہ نے پہلے چاروں کو دیکھا اور پھر خود سے ہی بولی۔

"سب کے پاس ہنڈسم ہیرو موجود ہیں ایک میرے والا ہی پیدا ہونا بھول گیا۔اللہ کرے جہاں ہو بھی سر پھوٹے اسکا۔

"حمدان جو کمرے کے دروازہ میں تین لڑکیوں کو دیکھ کر واپس جانے لگا تھا نمرہ کی بات سنتا روم کے باہر بنے پلر سے ٹکرایا۔

"اف!" کسی کے ٹکرانے کی آواز سن کر نمرہ نے پیچھے دیکھا۔حمدان اپنا سر پکڑے کھڑے تھا۔اس نے اپنی ہنسی دبائی۔

" نیہا ،حور آپ کو کوئی کام تھا؟ " شہوار نے اٹھ کر ان سے پوچھا۔

"جی جی! بہت ضروری کام ہے اپنا نمبر دیں۔"اس کی بات پر شہوار حیران ہوا۔

"شہوار بھائی! یہ آپ کو بھابھی کی فوٹو دیکھانے آئی ہے۔"نمرہ نے آگے آتے ہوئے کہا۔شہوار مسکرا دیا۔

"اس فون میں ہے؟ "شہوار نے پوچھا تو نیہا نے زوہان سے نظر ہٹا کر شہوار کو دیکھا اور ہاں میں سر ہلایا۔"پھر یہ فون مجھے دے دو۔"شہوار نے اس کے ہاتھ سے فون لے لیا۔"

یہ غلط بات ہے۔"نیہا نے منہ بنایا۔

"اچھا! مگر اب تو یہ غلط بات ہو گئی۔جائیں اب آپ سب۔"

شہوار نے جانے کا کہا تو وہ منہ بناتی واپس پلٹ آئی۔

"زیادہ تو نہیں لگی آپ کو۔"نیہا نے حمدان کے پاس رکتے ہوئے پوچھا تو اس نے نہ میں سر ہلایا۔

"اس کی بدعائیں جب شروع ہوتی ہیں تو جو نزدیک ہوتا ہے اسے فورا لگتی ہے۔" نیہا کی بات پر جہاں حمدان ہنسا تھا وہیں نمرہ نے نیہا کے کندھے پر تھپڑ مارا تھا۔

"حمدان اندر آؤ۔"

شہوار کی بات سنتا وہ کمرے کی جانب بڑھ گیا۔نیہا اور باقی دنوں رانیہ اور نایاب کے پاس آگئیں۔

"میرا فون نہیں مل رہا۔تم لوگوں نے دیکھا ہے؟" رانیہ نے ان سے پوچھاتو نیہا نے ہاں میں سر ہلایا۔

"کہاں؟"

"شہوار بھائی کے پاس انہوں نے اپنی ہونے والی زوجہ دیکھنی تھی تو آپ کی فوٹو آپ کے فون کھینچ کر انہیں دے دیا۔" نیہا کہہ کر ہنسنے لگی۔

"ہنس کیوں رہی ہو؟" رانیہ نے اسے ہنستے دیکھ پوچھا۔

"مجھ سے فون چھینا آپ کے ہونے والے شوہر نے اب آپ سے بات کرنی ہو گی تو میرے پاس ہی آئیں گی بس یہی سوچ کر ہنسی آگئی۔" نیہا کی بات باقی سب بھی ہنس پڑی۔

"نمیر بھائی نہیں تھے وہاں پتہ نہیں کہاں ہیں۔" نیہا نے کہا تو نایاب نے اسے اپنے پاس بیٹھایا۔

"بڑی حویلی گئے ہیں اپنے چچا کو لینے۔"

"آپ کو سب پتہ ہوتا ہے ہے نہ؟" نیہا نے کہا تو وہ مسکرا دی۔اسے مسکراتے دیکھ نیہا نے اپنی بہن کی خوشیوں کی لمبی عمر کی دعا مانگی تھی۔

****

تمہارا بہت شکریہ ! جو تم نے یہ ثبوت ہم تک پہنچائے۔"

شہوار نے یو ایس بی اپنی پاکٹ میں ڈالتے ہوئے زوہان سے کہا۔

"شکریہ کیسا؟ مجھے میرے ڈیڈ کا نام ان سب چیزوں سے نکالنا تھا اس کے ضروری تھا یہ سب کرنا۔وہ تو نعمان انکل اگر یہ سب ثبوت جمع نہ کرتے تو شاید آج میں بھی جیل میں ہوتا اور میرے لئے وہاں کی پولیس سے بچنا بھی مشکل تھا۔"

زوہان نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔اسے یاد تھا کتنی مشکل سے وہ نعمان انکل سے ثبوت لا پایا تھا۔ اس دن نعمان انکل نے اسے غلط ایڈریس دیا تھا کیونکہ وہ جانتے تھے ان پر نظر رکھی جا رہی ہے اس لئے انہوں نے ایک اور پرچی پر اسے اس لاکر کا بتایا تھا جہاں وہ یو ایس بی رکھی تھی۔نعمان علی خود بھی نہیں جانتے تھے کہ ان کے دوست کو قتل کیا گیا تھا۔جب انہوں نے وہ یو ایس بھی دیکھی تو انہیں معلوم ہوا۔اس یو ایس بی میں ،توقیر ، شمس شاہ اور دلاور شاہ اور ریحان صغیر کی ویڈیو تھی۔جو صاف صاف بتا رہی تھی کہ دلاور خان کو کیوں بلیک میل کیا جا رہا تھا۔نعمان انکل کے کہنے پر ہی اس نے پاکستان میں اپنے دوست کے ابو سے بات کی تھی جن کی وجہ سے اسے علم ہوا سمگلنگ کا کیس شہوار سنبھال رہا ہے۔انہیں کے ذریعے اس نے شہوار سے کانٹیکٹ کیا اور اب وہ یو ایس بی دینے کے لئے وہ یہاں آیا تھا۔

باقی فائلز وہ وہاں کی پولیس کو دے آیا تھا اور یہ بھی بتا آیا تھا کہ اس کا اس کمپنی سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔اس نے یو ایس بی کی کاپی بھی انہیں دی تاکہ تحقیقات میں اس کے والد پر کوئی الزام نہ آئے۔

" شہوار ! میرے ڈیڈ کے قاتلوں کو کڑی سزا ملنی چاہیئے۔"زوہان نے کہا تو اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

" تم فکر ہی نہ کرو۔ان کو اب کوئی نہیں بچا سکے گا۔"

" میں چلتا ہوں۔"زوہان جانے کے لئے کھڑا ہوا تو شہوار نے اسے روک دیا۔

" آج میرا نکاح ہے ،اس میں تو شامل ہو جاؤ۔کل چلے جانا۔"شہوار نے کہا تو وہ مسکرا دیا۔

" مبارک ہو۔"اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نکاح تو ہو جانے دو۔"شہوار نے کہا تو وہ ہنس دیا۔

" تمہیں کیا ہوا ہے؟" حمدان جو ابھی تک سر پکڑے بیٹھا تھا ،اس سے شہوار نے پوچھا۔

" میں کچھ سوچ رہا ہوں۔"اس نے کہا تو تینوں نے حیران ہوتے اسے دیکھا۔

" کیا ؟" شہوار رنے پوچھا تو اس نے کچھ دیر پہلے اپنے ساتھ ہونے والا واقعہ انہیں بتایا۔

کچھ دیر تک تو تینوں اسے دیکھتے رہے پھر کمرا ان کے قہقہوں سے گونج گیا۔

" نیہا ! سے کچھ بھی امید کی جاسکتی ہے۔"زوہان نے دل میں سوچا اور حمدان کی حالت پر ہنس پڑا۔

****

" آپ کو ایک بار ہم سے بات تو کرنی چاہیئے تھی۔"نمیر نے سامنے کھڑے دلاور خان کی جانب دیکھ کر کہا جو نظریں جھکائے کھڑے تھے۔

"میں مجبور ہو گیا تھا بیٹا! کیا کرتا وہ تمہیں اور بھائی صاحب کو نقصان پہنچا سکتے تھے،پھر جو ویڈیو ان کے پاس تھی ،اس میں-----"

" ان کے پاس کوئی ویڈیو نہیں ہے چاچو! بلکہ آپ کی بے گناہی کا ثبوت اب ہمارے پاس ہے۔"

نمیر نے ان کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

" مگر وہ لوگ تو کہہ رہے تھے کہ—" انہوں نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" جھوٹ تھا سب صرف آپ کو اپنے مقصد کے لئے استعمال کرنا چاہتے تھے۔مگر اب اور نہیں۔آپ کو ان کے بارے میں سب بتانا ہو گا تا کہ انہیں ان کی صحیح جگہ پہنچایا جا سکے۔"

نمیر نے کہا تو وہ اس کے گلے لگ گئے۔

" ابھی چلیں میرے ساتھ میرا ریسپشن ہے اور آپ سب سے لیٹ جا رہے ہیں۔"

نمیر نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ بھی مسکرا دیئے۔

" دلہا بھی تو میرے ساتھ ہی دیر سے ہی جا رہا ہے۔"اسے گلے لگاتے وہ خوش تھے۔ایک بوجھ دل سے اتر گیا تھا۔

****

" نیہا !" پھول کی تھال لے جاتی نیہا کو زوہان نے آواز لگائی۔

نیہا نے رک کر پیچھے دیکھا۔

" یہاں ہوں میں۔"زوہان کی آواز پر اس نے دائیں جانب دیکھا تو وہ ایک پلر سے ٹیک لگائے کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔نیہا چلتی ہوئی اس کے پاس گئی۔

" اگر یہ دبئی ہے تو بہت برا مذاق تھا جو آپ نے میرے ساتھ کیا۔"

نیہا نے غصے سے کہا۔

" میں کل واپس آیا ہوں۔شہوار میرا دوست ہے تو بس اس کے نکاح میں آ گیا۔"

زوہان نے کہا تو نیہا نے اسے غور سے دیکھا۔اس کے چہرے پر سچائی دیکھ کر وہ تھوڑا سا مسکرائی۔

" یہ میری آپی کا سسرال ہے۔ نمیر بھائی کا گھر۔پتہ ہے آج ان کا ولیمہ ہے اور ساتھ ساتھ میرے نئے نئے بنے بھائی کا نکاح بھی۔"

وہ شروع ہو چکی تھی اور زوہان اسے دیکھ رہا تھا۔

" تو یہاں کھڑی ہے چل جلدی دلہا دلہن کو اسٹیج کی طرف لیجانا ہے۔"

نمرہ اسے اپنے ساتھ گھسیٹتے ہوئے لے گئی۔

****

پورے فنکشن میں رانیہ اور نایاب کا گھونگھٹ تھا۔نکاح کے بعد ہی دلہنوں کو اندر واپس لے جایا گیا۔شہوار جو رانیہ سے بات کرنا چاہتا تھا اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

تھوڑا سا سائیڈ پر جا کر اس نے جیسے ہی رانیہ کو کال کی اس کی جیب میں پڑا فون رنگ ہوا۔

" یہ کیا؟" اسنے فون کو دیکھتے ہوئے کہا۔نیہا جو کب سے اس پر نظر رکھے ہوئے فورا اس کے سامنے آئی۔

" اسے کہتے ہیں جیسے کو تیسا۔بہنوں سے فون نہیں چھیننا چاہیئے،خاص کر وہ بہن جو آپ کے فائدہ کا ہی سوچ کر آپ کے پاس آئی ہو۔لیکن آپ کو بہن کی قدر ہی نہیں ہے۔انجوائے کریں اب اپنے روکھے پھیکے نکاح کو کیونکہ آپکی دلہن سے اب آپ رخصتی کے بعد ہی مل پائیں گے۔"

نیہا ہنستی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔شہوار کا منہ دیکھ کر پیچھے کھڑا زوہان ہنس دیا۔

"یہ لڑکی جس کے نصیب میں ہے نہ وہ تو گیا کام سے۔"شہوار نے کہا۔

" جیسی بھی ہے اس دل کو قبول ہے۔"زوہان کی بات پر شہوار نے مڑ کر اسے دیکھا۔

زوہان نے اسے نیہا کو لے کر اپنی پسندیدگی کے بارے میں بتایا تو وہ ہمدردی سے اس کندھے پر رکھتا بولا۔

" بیسٹ آف لک!"

زوہان ہنس دیا۔

****

"رانیہ آپی! شہوار بھائی سے بات کریں گی؟"

نمرہ نے رانیہ کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"کیسے؟ میرا فون تو انہی کے پاس ہے؟"

رانیہ نے سوال کیا تو نمرہ مسکرا دی۔"

میں کس دن کام آوں گی۔"نمرہ نے فرضی کالر اکڑائے۔"

آج کے دن دلہنوں کی انچارج میں ہوں تو تو دور رہ ان سے۔"

نیہا نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"یار! تھوڑا سی بات کرنے کا حق تو بنتا ہے نہ؟" نمرہ نے کہا تو نیہا نے ادے گھورا۔"

زیادہ بی اماں نہ بن یاد ہے نہ واپسی پر تجھے دریا میں پھینکنا ہے خالہ حکم بھی تو بجا لانا ہے۔"نیہا نے اسے چھیڑا تو وہ اسے گھورتی دروازے تک آئی۔

"کہاں جا رہی ہو؟" نیہانے پوچھا۔

"میرا سر دکھ رہا ہے چائے بنانے جا رہی ہوں۔"

"ہمارے لئے بھی بنا لینا۔" نیہا نے پیچھے سے ہانک لگائی۔

"کیوں اسے تنگ کرتی ہو؟" نایاب نے پوچھا۔

"ابھی کچھ دیر پہلے میڈم اپنی قسمت کو بدعا دے رہی تھیں۔جب میں یہاں آرہی تھی تو اس کی وہی قسمت آپ کی قسمت کے ساتھ کھڑی باتیں کر رہی تھی۔بس میں نے سوچا آپ کو آپ کی قسمت کے پاس چھوڑ کر اسے موقع دوں اپنی قسمت آزمانے کا۔"

نیہانے اپنی بات مکمل کی اورباقی سب کی جانب دیکھا جو ہونک نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

"جانے دیں یہ آپ سب کی سمجھ سے اوپر کی بات ہے۔آئیں آپی! پہلے آپ کو آپ کے روم تک چھوڑ آؤں۔"نیہا نے کہہ کر نایاب کو اٹھایا۔

"میں بھی چلوں ساتھ؟ " حور نے پوچھا۔

"نہیں! آپ کا یہاں رکنا ضروری ہے۔گل آپی جائیں گی میرے ساتھ۔ چلیں آپی! "

گل اور نیہا نایاب کو روم تک چھوڑ کر واپس آنے لگی تو نمیر کو دیکھ کر رک گئیں۔

"بھائی! مجھے آپ سے بات کرنی ہے؟ " نیہا نے کہا تو گل نیند کا کہہ کر وہاں سے چلی گئی۔

"کیابات کرنی ہے آپ کو؟" نمیر مسکرایا۔

"وہ دراصل۔۔۔۔۔اس دن میں نے آپ کو بتایا تھا نہ جس لڑکے کے بارے ،وہ جو کالج کے راستے میں ملتا تھا۔۔۔"

"وہ زوہان ہے۔" نمیر نے اس کی بات کاٹ کر کہاتو وہ حیران ہوئی۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ لڑکازوہان ہے؟" نیہا نے پوچھا۔

"آپ کا ایک عدد اور بھائی بھی ہے اس نے بتایا۔" نمیر نے مسکرا کر کہا۔

"آپ نے کیا سوچا پھر؟" نیہا نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

"جلد ہی انکل سے بات کروں گا۔لڑکا اچھا ہے آپ کو جھیل بھی لے گا۔" نمیر نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔نیہا مسکرا دی۔

"جائیں! آپ کی بیگم کو نیند بھی بہت آرہی تھی۔"

نیہا نمیر کو کمرے میں بھیج کر واپس آئی اس کا رخ گیسٹ روم کی جانب تھا۔شہوار اسے کمرے کے باہر ہی کھڑا نظر آگیا۔وہ اس کے پاس آئی۔

"میں نے سوچا آپ میرا اتنا خیال کرتے ہیں تو کیوں نہ آپ کی بھی تھوڑی دلی تسکین کرا دی جائے۔"

نیہا کی بات پر شہوار نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"پانچ منٹ بعد روم کے باہر آ جایئے گا پانچ منٹ ہی مزید ملیں گے اپنی زوجہ محترمہ سے مل لیجئے گا۔"

نیہا کہہ کر چلی گئی۔شہوار مسکرا دیا۔

****

نمیر کمرے میں داخل ہوا تو نایاب ڈریسنگ ٹیبل کے پاس کھڑی تھی۔وہ آہستہ سے چلتا اس کے پاس آیا۔

"نایاب آپ ٹھیک ہیں؟" اس نے نایاب کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

"نمیر! میرا سر چکرا رہا ہے۔"نایاب نے ایک ہاتھ سے سر کو پکڑتے ہوئے کہا۔

"آپ یہاں بیٹھیں۔"نمیر اسے بیڈ تک لایا اور بیڈ پر بیٹھا کر ٹیبل پر رکھے جگ سے گلاس میں پانی ڈال کر اس کی جانب بڑھایا۔نایاب نے دو گھونٹ لے کر پانی پی کر گلاس واپس پکڑا دیا۔

"ڈاکٹر کو بلاؤں؟" نمیر نے پوچھا تو نایاب مسکرا دی۔

" مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے۔"نایاب نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوتے کہا۔

" کیا؟" نمیر نے پوچھا مگر نیند نایاب پر حاوی ہو رہی تھی۔ نمیر نے آہستگی سے اس کو ڈوپٹے کو پنوں سے آزاد کیا تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔

"کچھ بتانا ہے اماں کہہ رہی تھی سب سے پہلے آپ کو بتاؤں ؟" نایاب نے کہا تو نمیر مسکرا دیا۔اس کے ساری جیولری اتارنے کے بعد نمیر نے کہا۔

"آپ سو جائیں۔ صبح بتا دیجئے گا جو بتانا ہے؟"

نمیر نے کہا تو نیند سے بوجھل لہجے میں نایاب نے کچھ کہا۔

"آپ نے کچھ کہا نایاب؟" نمیر کو لگا شاید اسے سننے میں غلطی ہوئی تو اسنے دوبارہ پوچھا۔

نایاب نے ہاں میں سر ہلا کر نمیر کے کان کے پاس چہرہ لا کر آہستگی سے کہا۔

"آپ پہلے دولہے ہیں جسے یہ خوشخبری اس کے ولیمے کے دن مل رہی ہے۔ نمیر! آپ بابا بننے والے ہیں "

دھیمے لہجے میں کہتی نایاب اس کندھے پر ہی سر رکھے آنکھیں موند گئی۔

نمیر نے نایاب کو لیٹانے کے بعد بلینکٹ اوڑھایا۔کچھ دیر نمیر اس کا چہرہ دیکھتا رہا پھر آنکھوں میں آئی نمی صاف کرتا وضو کرنے چلا گیا۔اسے شکرانے کے نفل ادا کرنے تھے۔اللہ نے اسے آج اتنی بڑی خوشی دی تھی۔

****

" یہ لڑکی کبھی میری بات نہیں مانتی،اوپر سے آرڈر بھی مجھے ہی دیتی ہے۔"

نمرہ چائے کا کپ ہاتھ میں لئے گارڈن کے دروازہ کے پاس کھڑی خود سے بات کر رہی تھی جب حمدان کو اس کی آواز سنائی دی۔وہ آہستہ سے چلتا اس کے پیچھے آیا۔

" ایکسکیوزمی!" حمدان کی آواز پر نمرہ کا چائے کا کپ منہ تک لیجاتا ہاتھ رکا۔اتنی رات کو پیچھے سے کسی کا پکارنا اس کو اندر تک ڈرا گیا۔

" یا اللہ! میری حفاظت کرنا مجھے نہیں پتہ تھا اس حویلی میں انگریز بھوت بھی ہیں۔"نمرہ بڑبڑانے لگی تو حمدان ہنسا۔

" میں بھوت نہیں ہوں،اور انگریز تو بالکل نہیں ہوں۔"حمدان نے کہا تو وہ یک دم پیچھے مڑی اور چائے کے کپ سے چائے چھلک کر حمدان پر گرگئی۔

" افففف!کیا کر رہی ہو لڑکی!" حمدان نے اپنی شرٹ کو ہاتھ سے جھاڑتے ہوئے کہا۔

"میرے کندھے پر ہی بیٹھ جاتے ،اتنی پیچھے کون کھڑا ہوتا ہے؟" نمرہ الٹا ناراضگی سے بولی تو حمدان حیران ہوا۔وہ جانے لگی تو حمدان نے اسے روکا۔

" آپ شروع سے ایسی ہی ہیں یا آپ کی دوست آپ کو پاگل پن کے ٹیکے لگاتی ہے؟" حمدان کی بات پر اس نے گھور کر اسے دیکھا۔

" تو آپ کیا چاہتے ہیں ،منہ کو پرانی فلموں کے بیمار آدمی کی طرح بنا کر گردن میں سریا ڈال کر پھریں ہم لوگ۔"نمرہ نے کہا تو حمدان زور سے ہنسا۔

" اس میں ہنسنے والی کیا بات تھی مجھے بھی بتائیں گے؟" نمرہ نے کڑے تیوروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ! وہ -----بس ---" حمدان تو کچھ بول ہی نہ پایا۔

" اب سمجھ آیا۔سڑو بن کر رہو تو سامنے والے کی آواز بھی نہیں لگتی آپ کے آگے۔"

نمرہ کے طنز پر وہ بوکھلایا۔

"آج کے لئے اتنا کافی ہے۔"نیہا کی آواز پر ان دونوں نے سامنے کی جانب دیکھا جہاں نیہا کھڑی تھی۔

" تو چل میرے ساتھ اور آپ سیدھا سوال کریں گے تو سیدھا جواب ملے گا نہ؟" نیہا نے نمرہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

" مطلب؟" وہ حیران ہوا۔

" مطلب یہ کہ ان کا نام نمرہ ہے ،اس کا ایک بھائی اور ایک عدد تیز طرار اماں ہے جن کا حکم ہے کل واپسی کے راستے میں جو دریا آئے اسے اس میں پھینک دیں۔اگر آپ کا ارادہ ،مطلب کے آپ کا دل ان کو لے کر کچھ سوچ چکا ہو تو بتا دیجئے گا ،ورنہ کل ان کی دریا کی سیر تو پکی ہے۔"

نیہا کہہ کر نمرہ کو لے کر چلی گئی۔حمدان حیران سا ان دونوں کو جاتا دیکھ رہا تھا۔

" انتہائی یونیق ماڈل ہیں دونوں۔"خود سے کہتا وہ کچھ سوچنے لگا۔

" تو نمرہ میڈم کل آپ کو دریا سے سیر سے بچانا ہی پڑے گا۔"

خود سے بات کرتا وہ گیسٹ روم کی جانب چل دیا۔

" اگر کوئی رہ گیا ہے جس کو نہیں بتایا کہ کل دریا میں پھینکنا ہے مجھے تو اسے بھی بتا دے۔"نمرہ نے نیہا پر طنز کرتے ہوئے کہا۔

" غصہ کیوں ہوتی ہے پگلی! تیرے لئے اتنا اچھا لڑکا ڈھونڈا ہے میں نے۔"نیہا نے اس کے گال کھینچتے ہوئے کہا۔

" بس رہنے دے۔ہر جگہ میری برائی کرتی ہے کون کرے گا مجھ سے شادی؟" نمرہ نے روٹھتے ہوئے کہا۔

" اسے حقیقت سے آشکار کروانا کہتے ہیں۔"نیہا نے اس کی تصحیح کی تو نمرہ نے اس کے کندھے پر تھپڑ مارا۔

" اچھا چل ! ابھی ہمیں ایک ملاقات کروانی ہے۔"

" کس کی؟" نمرہ نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"وہ دیکھ۔"نیہا نے شہوار کی جانب اشارہ کیا جو کمرے کی دیوار سے ٹیک لگائے انکا ہی انتظار کر رہا تھا۔

وہ چلتی ہوئیں اس کے پاس آئیں۔

" اس حویلی میں رات کو بھوت بن کر کسے ڈرانے نکلی ہو دونوں؟" شہوار نے کہا تو دونوں نے پہلے ایک دوسرے کو دیکھا پھر شہوار کو۔

" یہ سوال تو مجھے آپ سے اور آپ کے دوستوں سے بھی پوچھنا چاہیئے۔آپ کا ایک دوست گارڈن میں پایا جا تا ہے تو دوسرا کچن میں ،جبکہ آپ خود اپنے کمرے کے باہر موسم سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔"

" کچن میں کون ہے؟" نمرہ نے نیہا کے کان میں پوچھا۔

" تو چپ کر ابھی۔"نیہا نے اسے پیچھے کرتے ہوئے شہوار کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔

" پانچ منٹ سے زیادہ نہیں ،بڑے خان اور اماں بظاہر تو سوئے ہوئے ہیں مگر یہاں آنے کا خدشہ پھر بھی ہے۔"نیہا نے اسے تنبیہ کی۔شہوار سر ہاں میں ہلاتا کمرے میں داخل ہو گیا۔

" مجھے تو بتا دے کون ہے کچن میں؟" نمرہ نے اس سے پوچھا۔

" حور اور حمزہ! "

" وہ کچن میں کیا کر رہے ہیں؟" نمرہ نے پوچھا۔

" بی بی !کچھ نہیں کر رہے ،حمزہ بھائی کو چائے چاہیئے تھی جو حور کو یاد تھی کہ آدھی رات کو حمزہ بھائی کو چائے کی طلب ہوتی ہے بس وہی دے رہی بنا کر۔میں تو کہہ آئی ہوں کہ جلد ہی کوئی بندوبست کر لیں اور حور کو پرمنٹ چائے والی بنا لیں۔"

نیہا نے ہنستے ہوئے کہا۔

" بہت مزے کی رات ہے ویسے میں رشتے کروانے والی ماسی بنی ہوئی ہوں۔کبھی نہیں بھولوں کی آج کا دن۔"نیہا نے کہتے ہوئے نمرہ کو گلے لگا لیا۔

" میں بہت خوش ہوں آج ،سب کو خوش دیکھ کر آج پتہ نہیں کیوں خود پر فخر ہو رہا۔"

آخری بات اس نے ہنستے ہوئے کہی تو نمرہ بھی ہنس دی۔

****

دروازہ کھلنے کی آواز پر رانیہ نے سامنے دیکھا۔شہوار کو مسکراتے دیکھ وہ شرما کر نظر جھکا گئی۔شہوار اس کے پاس آکر بیٹھا۔

"میں نے بہت انتظار کیا ہے آج کے دن کا۔"شہوار نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

"اسی لیے خالہ ،آصفہ اور ھادیہ کو بھی نکاح میں شامل نہیں کیا۔"

رانیہ نے منہ بناتے ہوئے کہاتو شہوار ہنس دیا۔

"تمہارے بابا کا حکم تھا پھر فائدہ میرا ہی تھا تو مجھے لگا حکم بجا لانے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔رخصتی میں سب ہوں گے میری زوجہ محترمہ۔"شہوار نے اسکی انگلی میں رنگ پہناتے ہوئے کہا۔

"یہاں گاؤں میں مجھے سب سے اچھی چیز یہی لگی اس لیے نکاح کا گفٹ ادھار رہا۔"

شہوار نے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔رانیہ نے خاموشی سے اس سے سینے پر سر ٹکا لیا۔

"میری زندگی میں واپس آنے کے لیے شکریہ!" شہوار نے کہا تو رانیہ نم آنکھوں سے مسکرا دی۔

****

"خان صاحب! آپ خوش نہیں ہیں؟"زلیخاں اماں نے انہیں نایاب کی خوشخبری کے بارے بتایا تو وہ خاموش ہو گئے تھے زلیخاں اماں نے پریشانی سے پوچھا۔

"زلیخاں! اللہ اچانک سے اتنی خوشیاں دامن میں ڈال دی ہیں کہ سنبھالے نہیں سنبھل رہیں۔"انہوں نے خوشی اور تشکر کے جذبات کے تحت کہا۔

"میں تو کل ہی صدقہ دوں گی اپنے بچوں کا۔"

"کل پہلا کام یہی ہونا چاہیئے۔" جلال خان نے کہا۔

"یہ بچے سوئے نہیں ابھی تک ؟" زلیخاں اماں کھڑکی بند کرنے آئیں تو نیہا اور نمرہ کو شہوار سے بات کرتا دیکھ کر چونکیں۔

"بیگم! سو جائیں بچوں کو کرنے دیں آج کے دن جو وہ کرنا چاہتے ہیں۔"

ان کی بات پر زلیخاں اماں مسکرا دیں۔

****

اگلے دن کا سورج مبارک بعد کا ایک نیا سلسلہ شروع کر چکا تھا۔نایاب تو شرم سے سر ہی نہیں اٹھا رہی تھی۔پورا دن نایاب سب کے بیچ گھری رہی۔شام کے وقت سب واپس جانے کے لئے نکل پڑے۔ نیہا، نمرہ اور احمد شفی حمدان کے ساتھ جارہے تھے۔شہوار حمزہ ،حور الگ گاڑی میں تھے۔رانیہ نایاب کے پاس حویلی میں ہی رک رہی تھی۔نمیر نے نایاب کی طبیعت کی وجہ سے کچھ دن وہیں رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔

****

"نمیر! مجھے لے کر جائیں ساتھ۔کہاں جارہے ہیں آپ؟"

وہ چلاتی ہوئی اس کے پیچھے بھاگ رہی تھی مگر نمیر یک دم ہی اس کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔وہ اس کا نام پکارتی اٹھ کر بیٹھ گئی۔گہرے سانس لیتے خود کو نارمل کیا۔اسنے دائیں جانب دیکھا نمیر سو رہا تھا۔وہ خواب دیکھ رہی تھی۔ نمیر کو دیکھتے ہوئے اس نے آنکھوں میں آئے آنسو صاف کیے۔اذان کی آواز کانوں میں پڑتے ہی وہ نماز کے لیے اٹھ گئی۔نماز میں بھی وہ نمیر کی سلامتی کی دعا مانگتی رہی۔

****

" یو ایس بی کہاں ہے؟" شہوار نے حمزہ سے پوچھا تو وہ سوچ میں پڑ گیا۔

" کہاں گم ہو گئے ہو؟" شہوار نے اس سے پوچھا۔

" مجھے لگتا ہے یو ایس بی نمیر کے پاس رہ گئی ہے،میں نے اسے دی تھی کیونکہ اس کا گھر تھا وہ ہی سیف رکھ سکتا تھا۔"

" کیا ؟ اب دوبارہ وہاں جانا پڑے گا۔"شہوار نے کہا اور کھڑا ہو گیا۔

" حمدان سے کہو شاہ کو ٹریس کرنے کی کوشش کرے ،اور دلاور خان کی کال بھی ٹریپ کرے،ہو سکتا ہے وہ انہیں فون کرے۔میں پہلے گھر جاؤں گا پھر گاؤں کے لئے نکلوں گا۔"شہوار کہہ کر آفس سے نکل گیا۔باہر کھڑا کریم شہوار کو باہر نکلتے دیکھ دروازے سے ہٹ گیا۔

حمزہ بھی حمدان کو فون کر کر ساری ہدایات دینے لگا۔کچھ دیر بعد وہ بھی پولیس اسٹیشن سے نکل گیا۔

" جی سر ! آپ کے خلاف ثبوت جس یو ایس بی میں ہیں وہ نمیر خان کے پاس حویلی میں ہیں۔ سر! ایک اور ضروری بات ! یہ لوگ خان کا نمبر ٹریپ کر رہے ہیں آپ کو پکڑنے کے لئے۔"

دوسری جانب کچھ کہے جانے پر وہ ہنسا۔

" آپ کا کرم ہے سر جی!"

" جی شاہ جی جیسے ہی مزید کچھ معلوم ہوتا ہے میں آپ کو بتاتا ہوں۔"

اس نے ہنستے ہوئے فون کاٹ دیا۔

****

"نایاب! آپ ایسے کیوں بیٹھی ہیں؟

"نمیر شاور لے کر آیاتو نایاب ابھی بھی ویسے ہی بیٹھی تھی جیسا اسے چھوڑ کر گیا تھا۔

"میرا دل گھبرا رہا ہے نمیر!" نایاب نے آہستگی سے کہا۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے ؟" وہ پریشانی سے بولتا اس کے پاس آیا۔

" نمیر! آپ نہ جائیں۔"نایاب نے اس سے التجا کی۔

"بس ایک دن کی ہی تو بات ہے میٹنگ اٹینڈ کر کر واپس آجاؤں گا۔" نمیر نے اس کے گال پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے ساتھ لے جائیں پھر۔" اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر اس نے ریکویسٹ کی۔

"نایاب! آپ جانتی ہیں نہ آپ کی طبیعت کی وجہ سے ہی تو میں نے یہاں رکنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پھر ڈاکٹر نے بھی آپ کو آرام کا کہا ہے۔"

"نمیر! مجھے ڈر لگ رہا ہے، میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔"نایاب نے روتے ہوئے کہا۔

"نایاب! یہاں دیکھیں(اس نے اس چہرہ اوپر کیا) میں آپ کے پاس ہی ہوں۔اور آپ کے یہ آنسو تکلیف دیتے ہیں مجھے۔"نایاب نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے۔

"میں کل واپس آجاؤں گا تب تک آپ کو اپنا ڈھیر سارا خیال رکھنا ہے۔"

نمیر نے کہاتو اس نے ہاں میں سر ہلایا۔ نمیر مسکرا دیا۔وہ اٹھ کر اپنے بال بنانے لگا تو نایاب اس کے پاس آئی۔اس کو کوٹ پہننے میں ہیلپ کرنے کے بعد اس کی ساری چیزیں اسے پکڑانے لگی۔ نمیر مسکراتے ہوئے اس کی ساری کاروائی دیکھ رہا تھا۔

"یہاں آئیں۔"نمیر نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔

"آپ سکون ہیں میرا یہ نمیر خان آپ کی مسکراہٹ کے لیے اپنی جان بھی دے سکتا ہے۔"

نمیر کی بات پر نایاب نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"آپ کو کچھ بھی ہونے سے پہلے نایاب اس دنیا سے چلی جائے گی۔"نایاب نے کہہ کر اس کے سینے پر سر ٹکا دیا۔

" ایسی باتیں نہیں کرتے۔"نمیر نے کہا تو نایاب نے اس کیجانب دیکھا۔

" اپنا خیال رکھیئے گا اور مجھے پہنچ کر فون بھی کیجیئے گا۔"

" آپ کو بھی اپنا بہت خیال رکھنا ہے۔"نمیر نے کہا تو وہ مسکرا دی۔

****

" نمیر ! کہاں ہو تم؟" شہوار نے اسے فون کیا۔

" میں شہر کے راستے میں ہوں ، آج ایک میٹنگ اٹینڈ کرنا ضروری تھی اس لئے شہر آرہا ہوں۔" نمیر نے کہا تو شہوار نے اچھا کہا۔

" کچھ کام تھا؟" نمیر نے پوچھا۔

" دراصل جو زوہان نے یو ایس بی دی تھی وہ تمہارے گھر پر ہی ہے وہ چاہیئے تھی۔میں آنے والا تھا مگر پھر امی کو اچانک ہاسپٹل لانا پڑا تو آنا کینسل ہو گیا۔"

شہوار نے اسے اپنی مجبوری بتائی۔

" کوئی بات نہیں میں لے آتا ہوں،ابھی گاؤں کی حدود میں ہی ہوں۔" نمیر نے کہا۔

" تھینک یو یار!" شہوار نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" چلو ! شہر پہنچ کر ملتا ہوں۔"

نمیر نے کہہ کر فون کاٹ دیا۔تبھی اس کا فون دوبارہ رنگ ہوا۔کوئی پرائیویٹ نمبر تھا۔اس نے فون پک اپ کیا مگر اس سے پہلے وہ کچھ بولتا اسے مقابل کی آواز سنائی دی۔

" نمیر خان! بہت ہو گیا چوہے بلی کا کھیل۔تمہارے اس دوست کو جو یو ایس بی چاہیئے ،وہی مجھے بھی چاہیئے۔اگر اپنی بیوی کو زندہ دیکھنا چاہتے ہو تو جلدی فیصلہ کر لینا وہ یو ایس بی کسے دینی ہے۔"

فون کٹ ہو چکا تھا اور اپنی جگہ سن بیٹھا تھا۔خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ہوئے اس نے ڈرائیور کو دوسری سیٹ پر بیٹھنے کا کہا اور ریش ڈرائیونگ کرتا ہوا حویلی پہنچا۔دل میں نایاب کی صحیح سلامت ہونے کی دعا کر رہا تھا۔

" نایاب ! کہاں ہے؟" نمیر جیسے ہی حویلی میں داخل ہوا اس نے نایاب کا پوچھا۔

" صاحب! وہ تو صبح سے کمرے سے ہی نہیں نکلیں۔"ملازمہ نے اسے جواب دیا۔وہ فورا روم کی جانب بھاگا۔

" نایاب ! ---- نایاب!" اس نے پورا کمرہ دیکھ لیا مگر نایاب کہیں نہیں تھی۔اسے اس انجان شخص کی بات یاد آئی۔

" اماں! " وہ زلیخاں اماں کو پکارتا روم سے باہر آیا۔

" صاحب وہ تو خان صاحب کے ساتھ بڑی حویلی گئی ہیں۔"اسی ملازمہ نے اسے اطلاع دی۔

" کیا گھر میں کوئی آیا تھا صبح؟" نمیر نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم صاحب جی! میں ابھی آئی ہوں حویلی۔"

ملازمہ نے سر جھکائے جواب دیا۔تبھی حویلی کا دوسرا ملازم اندر آیا۔

" نایاب بی بی ! کو کہیں جاتے دیکھا ہے تم نے؟" نمیر نے اس سے پوچھا۔

" صاحب جی! بڑے خان کے جانے کے بعد حویلی سے گاڑی آئی تھی نایاب بی بی اور رانیہ بی بی کو لینے تو وہ دونوں ان کے ساتھ بڑی حویلی گئیں ہیں۔"ملازم کے بتانے وہ فورا اپنے کمرے کی جانب بھاگا۔

یو ایس بی لاکر سے نکالنے کے بعد اس نے شہوار کو فون ملایا۔

"شہوار ! میں نمیر بول رہا ہوں۔وہ لوگ نایاب اور رانیہ کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں انہیں وہ یو ایس بی چاہیئےاور مجھے وہ دونوں۔میں جا رہا ہوں۔"

نمیر نے کہا اور فون کاٹ دیا۔دوسری جانب وہ اسے پکارتا رہ گیا۔

****

" حمدان ! نمیر کے فون کی لوکیشن ٹریس کرو جلدی اور حمزہ کو کہو اپنی ٹیم کو لے کر فورا اس لوکیشن پر پہنچے۔"

وہ گاؤں کے راستے پر نکل پڑا۔ایک گھنٹہ اسے گاؤں تک پہنچنے میں لگنا تھاوہ ریش ڈرائیو کرتا ہوا مسلسل نمیر کو کال کر رہا تھا جو اس کا فون ریسیو ہی نہیں کر رہا تھا۔

" نمیر فون اٹھاؤ۔"اس نے غصے سے فون کو ڈیش بورڈ پر پھینکا۔ تبھی اس کا فون رنگ ہوا اسنے جلدی سے کال پک اپ کی۔

" شہوار ! نمیر گاؤں میں ہی ہے۔اس کی لوکیشن بڑی حویلی کے پاس کی ہے۔"

" ٹھیک ہے میں بھی بس آدھے گھنٹے میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔"شہوار نے کہہ کر فون کٹ کرنے لگا ۔

" ٹہرو! " حمدان نے کہا تو وہ رکا۔

" لوکیشن چینج ہو رہی ہے وہ گاؤں سے باہر جانے والے راستے کی طرف ہے۔میں تمہیں ساتھ ساتھ بتاتا رہوں گا۔حمزہ بھی نکل چکا ہے وہاں آنے کے لئے۔"

حمدان کی بات سنتا وہ مسلسل ڈرائیو کر رہا تھا۔

****

" آگئے لاڈلے خان صاحب!" شمس خان کے کان میں اس کے آدمی نے کہا۔

" نایاب کہاں ہے ؟" اس نے سخت تاثرات کے ساتھ وہاں کھڑے آدمیوں سے پوچھا۔

" اتنی بھی کیا جلدی ہے برخودار ! پہلے ذرا وہ یو ایس بی تو میرے حوالے کر دو۔"شمس شاہ نے کہا۔ نمیر نے مڑ کر اس کی جانب دیکھا۔

" حیران مت ہو ،تمہارے پیارے چچا جان کا پارٹنر ہو ں میں۔"شمس شاہ نے آگے بڑھ کر دلاور خان سے ہاتھ ملایا۔دلاور خان کو وہاں دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ پھر سے انہیں استعمال کیا گیا تھا۔

" نایاب کہاں ہیں؟" اب کی بار نمیر کا لہجا ہر قسم کے تاثر سے عاری ہے۔

" بچہ بہت بے تاب ہو رہا ہے ،چلو اسے اس کی بیوی سے ملوا ہی دیتے ہیں۔"شمس شاہ نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ایک آدمی کو اشارہ کیا اس نے کار میں سے نایاب کو کھینچ کر باہر نکالا۔نایاب کی چلانے پر نمیر غصے سے اس آدمی کی جانب بڑھا۔

" آہاں ہاں! ایسے کیسے برخودار! پہلے وہ یو ایس بی تو میرے حوالے کر دو پھر مل لینا اپنی بیوی سے بھی۔"شمس شاہ نے کہا۔نمیر نے ایک نظر شمس شاہ کو دیکھا اور پھر نایاب کو جو درد کو برداشت کر کر کھڑی اپنے آنسو روکتی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔اس نے اپنی جیب سے ایک یو ایس بی نکالی اور اسے شمس شاہ کی جانب لانے لگا۔تبھی اس کے آدمی نے وہ یو ایس بی اس سے لے کر شمس شاہ کی جانب بڑھائی۔

" اسے چیک کرو۔"شمس شاہ نے سی ڈی اپنے پیچھے کھڑے ایک آدمی کو دی۔

" رانیہ کہاں ہے؟" نمیر نے پوچھا۔

" وہ لڑکی ہمارے کسی کام کی نہیں تھی اس لئے اسے آدھے راستے میں اتار دیا۔لیکن کاش مجھے پہلے پتہ ہوتا کہ وہ اس اے سی پی کی بیوی ہے تو اس اے سی پی سے بی جان چھڑانے کا راستہ مل جاتا لیکن کوئی بات نہیں میرے آدمی گئے ہیں اسے لانے بہت جلد یہاں ہی ہو گی وہ بھی۔"

" سر یہ تو بلینک ہے۔"اس آدمی نے یو ایس بی چیک کرنے کے بعد کہا۔شمس شاہ غصے سے کھڑا ہو گیا۔

" نمیر خان! شمس شاہ کو دھوکا دینا تمہیں بہت مہنگا پڑے گا۔"اس نے اپنے آدمی کے ہاتھ سے گن لے نایاب کی جانب کی۔

" شمس خان ! اس سے دور رہو۔یہ وہی یو ایس بی ہے جو تمہیں چاہیئے تھی۔"نمیر اپنی جگہ سے ہلا تو شمس کے آدمیوں نے اس پر گن تان دی۔

" جھوٹ! خان کی فیملی میں بھی جھوٹ بولا جانے لگا ہے۔"

" میں جھوٹ نہیں بول----"

" نمیر ! وہ یو ایس بی انہیں دے دو بیٹا!"دلاور خان کے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔نمیر نے ان کا ہاتھ جھٹکا۔

" میں نے کہا نہ یہ وہی یو ایس بی ہے جو میرے پاس تھی۔"اس نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا۔

" آپ سے کہا تھا نہ ہم پر بھروسہ کریں سب ٹھیک ہو جائے گا مگر آپ پھر بھی اس شخص کی باتوں میں آگئے۔؟" نمیر نے دلاور خان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" نہ تو تمہیں اپنی جان پیاری ہے اور نہ ہی اپنی بیوی کی تو پھر ہم بھی کیا کر سکتے ہیں۔"شمس شاہ نے کہتے ہوئے گن لوڈ کی تو نمیر نے اپنے کوٹ کی جیب سے گن نکال لی۔

" اپنی گن نیچے کرو شمس شاہ !"

اس کی دھمکی پر شمس شاہ ہنسنے لگا۔شمس شاہ نے ہنستے ہوئے ہوا میں فائر کیا۔نایاب اندر تک لرز گئی۔

" تم دھمکی دینے کی پوزیشن میں نہیں نمیر خان! اپنی بیوی کی حالت دیکھو ابھی تو ہوا میں گولی چلائی ہے اور اس کا یہ حال ہے اگر تم نے میرا کام نہ کیا تو اگلی بار میرا نشانہ تمہاری بیوی ہی ہو گی۔"

شمس شاہ نے گن نایاب کے سر پر تانی۔ تبھی ایک گولی چلی اور شمس خان کے ہاتھ سے گن دور جا کر گری۔گولی کی آواز سن کر نایاب نے آنکھیں بند کر لیں۔ایک کے بعد ایک فائر کی آواز آنے لگی۔نایاب نے نمیر کو پکارا۔

" سر! وہ اے سی پی شہوار! یہاں آگیا ہے۔" شمس شاہ کے ایک آدمی نے اسے اطلاع دی۔

" یہ تم نے اچھا نہیں کیا نمیر خان! " شمس خان نے غصے سے نمیر کو گھورتے ہوئے اپنے ساتھ کھڑے آدمی سے گن چھینی۔ نمیر جو نایاب کی جانب بڑھ رہا تھا۔شمش شاہ نے اس پر فائر کر دیا۔نایاب کی جانب بڑھتا نمیر وہیں تھم گیا۔اس کے دل کے قریب گولی لگی تھی۔سامنے کھڑی نایاب کا وجود تو نمیر کے جسم سے نکلتے خون کو دیکھ کر پتھر کا ہو گیا۔

" سر! چلیں یہاں سے۔" شمش کے ایک آدمی نے گاڑی کا دروازہ کھول کر اسے اندر بیٹھایا۔شہوار نے اس کے تین لوگوں کو ٹھکانے لگا دیا تھا۔وہ دلاور خان کی جانب گیا جو اپنی جگہ سن کھڑے تھے۔اس نے ان کی نظر کے تعاقب میں دیکھا تو اسے دو وجود ایک ساتھ زمین پر گرتے دیکھائی دیئے۔

" نمیر! نایاب! " وہ دونوں کو پکارتا ان کی جانب بڑھا۔

****

" حمزہ جلدی شمس کی لوکیشن ٹریس کرو اوراپنی ٹیم کو لے کر اسکے پیچھے جاؤ۔میں ہاسپٹل جا رہا ہوں۔"

" ہاسپٹل کیوں؟" حمزہ نے پوچھا۔

" نمیر کو گولی لگی ہے اور نایاب بھابھی کی حالت بھی ٹھیک نہیں ہے۔"

" لیکن یہ سب کیسے ہوا؟" حمزہ نے پوچھا۔

"حمزہ ! جو کہا ہے کرو مجھے ہاسپٹل پہنچنا ہے ابھی۔"شہوار نے کہہ کر فون کاٹ دیا۔

دلاور خان ڈرائیو کر رہے تھے جبکہ شہوار نمیر کے سینے پر کپڑا رکھے خون روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔رانیہ مسلسل نایاب کو پکار رہی تھی جو ہوش میں نہیں آرہی تھی اس کے ہاتھ پاؤں نیلے پڑ گئے تھے۔

رانیہ کو شمس کے آدمی جب وہاں لائے تو وہاں کے حالات دیکھ کر اسے وہیں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔

ہاسپٹل پہنچ کر دونوں کو ہی آئی سی یو میں لایا گیا۔

دلاور خان چپ چاپ وہاں سے نکل گیا۔شہوار اور رانیہ مسلسل آئی سی یو کے باہر پریشانی سے ادھر ادھر چکر کاٹ رہے تھے۔

****

آئی سی یو سے جیسے ہی ڈاکٹر باہر آیا،شہوار اور رانیہ اس کی جانب بڑھے۔

" کیسے ہیں وہ دونوں؟" شہوار نے پوچھا۔

" خون بہت زیادہ بہہ گیا ہے ، گولی ہم نے نکال دی ہے۔آپ دعا کریں۔"ڈاکٹر نے شہوار کو کہا۔

"اور نایاب؟" رانیہ نے پوچھا۔

" گہرے صدمے کی وجہ سے وہ بے ہوش ہوگئی ہیں۔ہم کوشش کر رہے ہیں ان کی ہارٹ بیٹ نارمل کرنے کی۔"

ڈاکٹر کہہ کر واپس اندر چلا گیا۔شہوار روتی ہوئی رانیہ کی طرف مڑا۔ان سب میں اس نے دیکھا ہی نہیں رانیہ کو بھی چوٹ آئی تھی۔اس نے پاس سے گزرتی ایک نرس کو روکا۔

" ان کو چوٹ لگی ہے۔ان کی ڈریسنگ کر دیں۔"وہ نرس سر ہاں میں ہلاتی وہاں سے چلی گئی۔

شہوار اسکے پاس آیا۔اس کو ویٹنگ ایریا میں بنی ایک کرسی پر بیٹھا کر خود اس کے پاس بیٹھ گیا۔

"انہیں کچھ نہیں ہو گا۔"اس کے تسلی دینے پر وہ مزید رونے لگی۔

" ابھی تو ان کی زندگی میں خوشیاں آئی تھیں یہ سب کیا ہو گیا شہوار؟" اس نے روتے ہوئے اس کے کندھے پر سر ٹکا دیا۔تبھی نرس وہاں آئی۔

" اپنی چوٹ کی ڈریسنگ کروا لو۔"شہوار نے اسے کہا۔نرس اس کے سر اور بازو پر لگی چوٹ دیکھنے لگی۔شہوار کو اچانک ہی کچھ یاد آیا۔اس نے آس پاس دیکھا۔

" دلاور خان کہاں ہے؟" اس نے خود سے سوال کیا تبھی اسے جلال خان ،اور زلیخاں اماں کاریڈور میں سے آتے دیکھائی دیئے۔انہیں تسلی دے کر وہ جلدی سے وہاں سے نکلا اس کا رخ پولیس اسٹیشن کی جانب تھا۔

****

(ایک دن بعد)

آج وہ سب پھر حویلی جا رہے تھے۔سب ہی اداس تھے۔جو ہوا اسے بدل نہیں سکتے تھے مگر وہاں پہنچ کر ان کے دکھ کو کم کر سکتے تھے۔

"اتنا خاموش کیوں ہو شہوار؟ "

حمزہ نے ڈرائیو کرتے ہوئے پوچھا۔

"سوچ رہا ہوں اس دن ہماری ایک غلطی کسی کی جان لے گئی۔ہمیں کریم کو لے کر محتاط رہنا چاہیئے تھا۔"

شہوار نے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایسے پیسے کے بھوکے لوگوں کی وجہ سے ہی پولیس بدنام ہے۔"

حمزہ نے تنفر سے سر جھٹکا۔

"باقی سب پہنچ گئے وہاں؟ "

شہوار نے بات چینج کی۔

"حمدان کو بھیج دیا تھا صبح میں وہ احمد انکل اور باقی سب کو لے کر پہنچ چکا ہے وہاں۔"

"ٹھیک ہے۔"شہوار کہہ کر باہر دیکھنے لگا۔حمزہ بھی خاموشی سے ڈرائیو کرنے لگا۔

**

"رانیہ!"

اپنے نام کی پکار پر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

"یہاں کیوں کھڑی ہو؟"نیہا نے اس سے پوچھا۔

"پچھلی بار جب حویلی آئی تھی تو کتنی خوش تھی میں میرے بھائی کا ولیمہ تھا۔میں پھو پھو بننے والی ہوں اس خبر نے تو جیسے میرے سارے زخم تک بھر دیئے تھے۔اور اب یہ سب؟"

نیہا خاموشی سے آگے بڑھ کر اس کے گلے لگ گئی۔

"شاید سب ایسے ہی ہونا تھا۔"نیہا نے کہا تو رانیہ نے اپنے آنسو صاف کیئے۔

"شہوار بھائی اور حمزہ بھائی آگئے ہیں چلو!"

اسے ساتھ لے کر وہ بڑے حال میں آگئی جہاں سب موجود تھے اور حال کے درمیان میں ایک جنازہ رکھا تھا۔شہوار نے آگے بڑھ کر روتی ہوئی گل کے سر پر ہاتھ رکھااور پھر جلال خان کے پاس آگیا۔

"انکل! حوصلہ کریں۔"

"کیسے حوصلہ کروں بیٹا! میرا بھائی چلا گیا میرا بیٹا اور بہو ہاسپٹل میں ہیں۔"

" انکل! اللہ کی مرضی کے آگے کسی کی نہیں چلتی۔"شہوار نے انہیں تسلی دی۔

سب کے چہرے اداس تھے۔دو دن پہلے جہاں خوشیوں کا سماں تھا اب وہاں ماتمی سماں چھایا ہوا تھا۔ دلاور خان کی تدفین کے بعد وہ جلال خان اور شہوار واپس ہاسپٹل آ گئے تھے۔ڈاکٹر نے انہیں نمیر کی کنڈیشن میں بہتری کی خوشخبری سنائی تو انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔نایاب کی کنڈیشن بھی سنبھل گئی تھی مگر اسے نیند کا انجکشن دے کر سلایا گیا تھا۔

****

"نمیر!"

جیسے ہی اسے ہوش آیا جلال خان اس کے پاس آئے۔

"بابا! نایاب؟"

نمیر نے بامشکل بولتے ہوئے نایاب کا پوچھا۔

"وہ ٹھیک ہے بیٹا دیکھو!"

جلال خان نے روم میں موجود دوسرے بیڈ کی جانب اشارہ کیا۔نایاب کو دیکھ کر وہ پریشان ہوا۔اس نے پوچھنا چاہا نایاب کہ یہاں ہونے کی وجہ۔

"بیٹا! تمہیں گولی لگتے دیکھ صدمے سے بے ہوش گئی تھی۔نیند کا انجکشن دیا ہے ڈاکٹر نے سو رہی ہے اب۔"

ان کی بات پر وہ تھوڑا ریلکس ہوا۔

"آرام کرو۔میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں۔"

وہ کہہ کرکمرے سے نکل گئے۔نمیر نایاب کی جانب دیکھنے لگا۔اسکی بات اسے یاد آئی۔

"آپ کو کچھ بھی ہونے سے پہلے نایاب اس دنیاسے چلی جائے گی۔"

اسنے فورا اللہ کاشکر ادا کیا تھا کہ نایاب ٹھیک تھی۔تبھی دروازہ کھول کر شہوار اندر داخل ہوا۔

"کیسا فیل کر رہے ہو؟" اس نے اس کے پاس کھڑے ہو کر پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔شاہ پکڑا گیا؟"

نمیر نے اس پوچھا۔

شاہ مارا گیا۔توقیر کو ہم نے پکڑا لیاہے۔کیس سولو ہو گیا ہے شاہ کی موت کے بعد۔""

شہوار نے کہا تو نمیر مسکرایا۔

"مبارک ہو تمہارا کیس کمپلیٹ ہوا۔" نمیر نے کہا تو شہوار نے سر جھکایا۔

"ایک خبر اور ہے جو تمہیں دینی ہے۔"

"کیسی خبر؟" شہوار کا لہجہ اسے عجیب محسوس ہوا۔

"نمیر! دلاور خان اب ہم میں نہیں رہے۔"شہوار نے اسے سب بتایا کیسے دلاور خان کی موت ہوئی تو نمیر کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

"مجھے انہیں دیکھنا ہے۔"

"نمیر تمہاری اور بھابھی کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اور ان کی باڈی ہم زیادہ دیر رکھ نہیں سکتے تھے اس لیئے ان کی تدفین کر دی ہے۔"

نمیر نے کرب سے آنکھیں موند لیں۔اس کے چاچو چلے گئے تھے۔شہوار نے اسے اکیلا چھوڑ دیا کیونکہ اس کا دکھ شاید وہ سمجھ چکا تھا۔

******

(ایک دن پہلے)

"شاہ کہاں ہے؟"

دلاور جیسے ہی فلیٹ میں داخل ہوا اس نے سامنے کھڑے آدمی سے پوچھا۔

"تم یہاں کیوں آئے ہو؟ تمہیں پتہ ہے نہ پولیس ابھی بھی ہمارے پیچھے ہے۔"اس آدمی نے کہا تو دلاور خان آگے بڑھا۔

"جو پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو ورنہ تم جانتے ہو خان کیا کیا کر سکتا ہے۔"اس دھمکی رائیگاں نہیں گئی تھی اس کا ثبوت سامنے کھڑے شخص کے ماتھے پر آیا پسینہ تھا۔

"وہ آج رات کو دبئی جانے والے ہیں۔"اس نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔

"اب کہاں ہے وہ؟" بلا کی سنجیدگی چہرے پر لائے اس نے پوچھا۔

"وہ پرانے فلیٹ میں ہیں۔"

"کتنے لوگ ہیں وہاں؟" اگلا سوال کیا گیا۔

"شاہ صاحب کے پارٹنر اور شاید دو لوگ اور ہیں وہاں۔"

دلاور نے جانے کے قدم بڑھائے پھر رک کر اسے دیکھا۔

"زندگی بار بار موقع نہیں دے گی۔یہاں سے چلے جاؤ اور چھوڑ دو یہ کام اس سے پہلے کہ یہ زندگی تم سے سب کچھ چھین لے۔"

دلاور کہہ کر چلا گیا۔اس کے لہجے میں دکھ اس شخص نے بھی محسوس کیا تھا۔وہ فورا اندر کمرے کی جانب گیا۔اس کا ارادہ خود کو موقع دینے کا تھا۔

******

"حمدان! کچھ معلوم ہوا؟" حمزہ نے پوچھا۔وہ مسلسل شاہ کو ٹریس کرنے کی کوشش کر رہے تھے مگر ناکام ہوئے تھے۔

"نہیں یار! میں کوشش کر رہا ہوں مگر نہیں ہو رہا۔"

حمدان نے کہا تبھی شہوار وہاں آیا۔اسے دیکھ کر کریم ایک سائیڈ پر ہو گیا۔

"شہوار ! تم یہاں ؟ نمیر کیسا ہے اب؟ " دونوں نے ایک ساتھ پوچھا۔

"اس نمبر کو ٹریس کرو جلدی۔"شہوار نے اس کے ایک چٹ رکھی۔کچھ دیر بعد حمدان نے اس چٹ پر جگہ کا نام لکھ دیا۔

چلو جلدی! ہمیں ابھی نکلنا ہو گا؟ " شہوار کہہ کر اپنی گن میں گولیاں ڈال کر روم سے باہر آگیا۔پیچھے پیچھے حمزہ اور حمدان بھی تھے۔ان کے جانے کے بعد کریم نے شاہ کو فون ملایا۔

"سر! وہ لوگ ابھی کہیں جانے کے لیے نکلے ہیں شاید آپ کو ڈھونڈ رہے ہیں۔"

"جی سر! میں بتاتا ہوں آپ کو؟ "

وہ فون بند کر کر مڑا تو پیچھے شہوار کو کھڑا دیکھ کر سہم گیا۔

"وہ سر! گھر سے فون تھا وہ جلدی۔۔۔۔۔۔۔۔"

اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی شہوار کا تھپڑ اس کی بولتی بند کر چکا تھا۔اس سے فون چھین کر شہوار نے حمدان کو دیا۔

"پتہ لگاؤ کہاں ہے یہ ؟"

فون لے کر حمدان روم میں چلا گیا۔

"معاف کر دیں سر !" کریم گڑ گڑانے لگا تو ہنسا۔کریم اس کے ہنسنے پر سہم کر اسے دیکھنے لگا۔

"معافی لفظ اے سی پی شہوار کی ڈکشنری سے اسی دن ہٹ گیا تھا جس دن یہ وردی پہنی تھی۔اب صرف سزا ہو گی اور وہ میں خود دوں گا۔"شہوار کا جملہ اسے اندر تک ہلا گیا۔

"شہوار جلدی چلو! دلاور خان بھی وہیں جا رہا ہے۔"حمدان نے کہا تو شہوار نے کریم کو گریبان سے پکڑ کر ساتھ لیا اور پولیس اسٹیشن سے باہر کی جانب قدم بڑھا دیئے۔

****

آدھے گھنٹے بعد دلاور فلیٹ کے آگے تھا۔اپنی جیب میں گن کی موجودگی کو یقینی بناتے وہ فلیٹ میں داخل ہوا۔اندر توقیر اور شمس خان بیٹھے ہنس رہے تھے۔ان کی ہنسی دلاور کا خون کھولا گئی۔شمس خان کی نظر اس پر پڑی تو وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ " اس نے پوچھا تو دلاور خان چل کر اس کے پاس آیا۔اپنی گن نکال کر اس نے پیچھے کھڑے دونوں آدمیوں پر گولی چلا دی۔وہ درد سے چلاتے نیچے گرے تھے۔

"یہ کیا کر رہے ہو تم پاگل ہو گئے ہو کیا؟ " توقیر نے غصے سے کہا تو وہ ہنسا۔

"تم لوگ کیا سمجھتے تھے میرے بچے کو چوٹ پہنچاؤ گے اور دلاور خان تمہیں زندہ چھوڑ دے گا۔"اس نے کہہ کر توقیر کے کندھے پر گولی چلائی۔

"دلاور! یہ تم صحیح نہیں کر رہے اپنا انجام جانتے ہو نہ؟ " شمس خان نے پیچھے ہوتے ہوئے کہا۔

"آج ہی تو صحیح کر رہا ہوں۔"اس نے اس کے بازو پر گولی چلائی۔

"مجھے معاف کر دو دلاور! " اپنی موت کو دیکھتا وہ گڑگڑانے لگا۔

"چار سال کا تھا وہ جب میرے کندھے پر بیٹھ کر مجھے پوری حویلی میں گھماتا تھا۔بچپن سے ہر چیز کے لیے میرے پاس آتا تھا۔وہ ہنستا تھا تو ایسا لگتا تھا مجھے اس زندگی میں کسی چیز کی اب ضرورت نہیں۔وہ مجھے میرے بیٹے سے بھی بڑھ کر تھا اور تو نے اس پر گولی چلائی۔"

آنسو صاف کرتے ہوئے انہوں نے پھر گولی چلائی۔شمس کی دونوں بازو سے خون بہنے لگا۔تبھی شہوار ،اور حمزہ وہاں آئے۔اندر کے حالات کا اندازہ تووہ باہر سے دلاور خان کی آواز سن کر ہی لگا چکے تھے۔حمزہ نے آگے بڑھ کر توقیر کو ہتکڑی لگائی جو درد سے بے حال زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا۔تبھی شمس نے پیچھے گرے اپنے ساتھی کی گن اٹھائی۔

"شمس شاہ کو دھوکا دیا تو نے؟ " بمشکل گن کو پکڑتے اس نے دلاور خان پر گولی چلا دی۔شہوار نے اس پر جوابی گولی چلائی مگر تب تک وہ دو گولیاں دلاور پر چلا چکا تھا۔ادھر شمس خان نیچے گرا تھا تو دوسری جانب دلاور۔

حمزہ جلدی انہیں گاڑی میں لے کر چلو۔"شہوار نے کہا تو انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

" نمیر کو کہنا اپنے چاچو کو معاف کر دے۔اس کا چاچو مجبور ہو گیا تھا۔اسے کہنا اس کا چاچو بہت محبت کرتا ہے اس سے۔مجھے معاف کر د۔۔۔۔۔۔"وہ مزید نہ بول پائے۔شہوار نے ان کی آنکھیں بند ۔اسکی آنکھ میں بھی آنسو تھے۔

ایمبولینس بلا کر اس نے شمس شاہ ،اس کے ساتھیوں اور دلاور خان کی باڈی ہاسپیٹل بجھوا دی اور خود توقیر اور کریم کو لے کر پولیس اسٹیشن کے لئے نکل پڑا۔توقیر کسی صورت اپنا جرم قبول نہیں کر رہا تھا۔اس کا کہنا تھا بس کچھ دن وہ جیل میں رہے گا پھر سب کچھ پہلے جیسا ہو جائے گا۔تب اس نے اس کے سامنے کریم پر گولی چلائی۔اسے درد سے بلبلاتا دیکھ توقیر کی ساری بہادری ہوا ہو گئی۔اس نے فورا ہی سب اگلنا شروع کر دیا۔

******

نمیر جیسے ہی ہاسپیٹل سے ڈسچارج ہوا ،اپنے چچا کی قبر پر آیا تھا۔

" چاچو! آپ کا بیٹا آپ سے کبھی بھی ناراض نہیں ہو سکتا۔آپ کا بیٹا بھی آپ سے بہت سے محبت کرتا ہے۔"

نمیر کچھ دیر ان کی قبر کے پاس بیٹھ کر ان سے باتیں کرتا رہا۔پھر ان کے فاتحہ پڑھ کر حویلی واپس آگیا۔

نایاب کو اس سے پہلے ڈسچارج مل گیا تھا اس لئے وہ حویلی میں ہی اس کا انتظار کر رہی تھی۔
سب سے ملنے کے بعد نمیر روم میں آیا تو نایاب مصلے پر بیٹھی دعا مانگ رہی تھی۔وہ نیچے نہیں آئی تھی اس کی وجہ نمیر جان گیا تھا۔دعا مانگ کر نایاب نے مصلہ تہہ کر رکھا اور نمیر کے پاس آئی جو صوفے پر بیٹھا اسی کو دیکھ رہا تھا۔نایاب نے اس کے چہرے کے قریب آکر کچھ پڑھ کر اس پر پھونکا۔
" میں ٹھیک ہوں نایاب!" نمیر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بیٹھایا۔نایاب کی آنکھ میں آنسو آ گئے۔
" نایاب ! آنسو نہیں۔سب ٹھیک ہے۔" نمیر اسے اپنے ساتھ لگائے محبت سے بولا۔
" آپ کو کچھ ہو جاتا تو ------؟" نایاب مزید بول ہی نہ پائی۔
" میں ٹھیک ہوں۔آپ کے ساتھ ہوں۔زیادہ مت سوچیں۔آپ کو ٹینشن لینے سے منع کیا ہے ڈاکٹر نے۔" نمیر نے اس کے آنسو صاف کئے۔
" میں آپ کے لئے کھانے کو لاتی ہوں کچھ۔" وہ کہہ کر جلدی سے کھڑی ہوئی۔
"مجھے کچھ نہیں چاہیئے۔بس آپ یہیں بیٹھی رہیں۔"
نمیر نے اسے اپنے بیٹھا لیا۔نایاب سے باتیں کرنا اسے ہمیشہ ہی سکون پہنچاتا ہے۔اب بھی وہ وہی کر رہا تھا۔

****

(دو سال بعد)

" نیہا کیا کر رہی ہو؟ جلدی کرو وہ لوگ آتے ہی ہوں گے؟"

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا

پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی

تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے

ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر

ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر

پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

نمرہ نے نیہا کو آہستہ آہستہ اپنے بال بناتے دیکھ کر کہا۔

"تجھے جلدی کس بات کی ہے تیری تو منگنی ہو گئی نہ؟"

نیہا نے اس پر طنز کیا۔

" ہاں مگر شادی تو ایک ساتھ ہی ہو گی نہ دونوں کی۔"نمرہ نے اس کے ہاتھ سے برش لے کر خود اسے کے بال بنانا شروع کر دیئے۔

"باقی سب کہاں ہیں؟" نیہا نے اس سے پوچھا۔

" عنادل کے پاس۔"نمرہ نے کہا تو نیہا یک دم اٹھی۔

" میری جان آگئی ہے اور تم نے مجھے بتایا بھی نہیں۔"

وہ باہر جانے لگی تو نمرہ نے اسے پکڑ کر دوبارہ بیٹھایا۔

"چپ چاپ بیٹھ جا ورنہ سارے بال کاٹ دوں گی کینچی سے۔"

نمرہ کی دھمکی پر وہ واپس بیٹھ گئی۔دس منٹ بعد وہ اسے تیار کر چکی تھی۔

آج زوہان اپنی امی کے ساتھ ان کے گھر آرہا تھا۔نیہا اور نمرہ کی پڑھائی کی وجہ سے ان کی شادی دو سال ڈیلے کی گئی تھی۔آج نیہا اور نمرہ کی شادی کی ڈیٹ فکس ہونی تھی۔ان دو سال میں جہاں رانیہ کی رخصتی شہوار کے ساتھ ہو چکی تھی وہیں حمزہ نے بھی سادگی کے ساتھ حور کو اپنی زندگی میں شامل کر لیا تھا کیونکہ بنا کسی رشتے کہ وہ زیادہ دن اس کے گھر میں رہ نہیں سکتی تھی۔

نمیر اور نایاب کے گھر ایک پری کی آمد ہو چکی تھی،عنادل نمیر خان۔جس میں سب کی جان تھی۔

نیہا کا کہنا تھا اسے بالکل اپنی خالہ پھوپھو جیسا بننا ہے۔سب لوگ آچکے تھے۔وہ دروازے میں کھڑی باتیں سن رہی تھی۔شادی کی ڈیٹ اگلے ماہ کی رکھی گئی تھی۔نیہا نے عجیب آواز پر پیچھے دیکھا تو نمرہ

اسے ڈانس کرتی دیکھائی۔

"کچھ تو شرم کر لے تیری بھی شادی کی ڈیٹ فکس ہو رہی ہے۔"

"ہاں تو اسی کی تو خوشی ہے،میرا تو بچپن کا شوق ہے شادی کرنا۔"

نمرہ نے ہنوز ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کیا۔

" تیرا یہ شوق میں پورا کرتی ہوں۔"خدیجہ بیگم کی آواز پر نمرہ یک دم مڑی۔اس کی ماں اسے کڑے تیوروں سے گھور رہی تھی۔

" اماں !میں تو مذاق کر رہی تھی۔"نمرہ جبرا مسکرائی۔

" اللہ معافی دے ! اس لڑکی نے ساری لاج شرم بیچ کھائی ہے۔ایسے خوش ہو رہی ہے جیسے کوئی خزانہ مل گیا ہو۔پڑیں گے سسرال میں دو جوتے تو ماں کی نصیحت یاد آئے گی۔"خدیجہ بیگم نے کہا تو نمرہ نے منہ بنایا۔

" کیا یاد آئے گا سسرال اور میکہ میں کوئی عزت ہی نہیں ہو گی تو۔"

اس نے منہ منہ میں کہا تو خدیجہ بیگم نے اسے گھورا۔

"یہ منہ منہ من من نہ کر ،جو کہہ رہی ہے اونچا بول۔"

انہوں نے کہا تو بھاگ کر ان کے گلے لگ گئی۔

" اماں ! بہت یاد آئے گی تیری!تجھ سے ڈانٹ سننے بنا تو میرا ناشتہ نہیں ہوتا۔"

نمرہ نے نم لہجے میں کہا تو وہ مسکرا دیں۔

" میں بھی آپ کی ہی بیٹی ہوں اور اس سے زیادہ مجھے یاد آئیں گی آپ۔"نیہا نے بھی ان کے گلے لگ گئی۔

تبھی نایاب کمرے میں داخل ہوئی۔

" مبارک ہو خالہ آپ کو۔"

اس نے مٹھائی ان کے منہ میٹھا کروایا۔نیہا اور نمرہ شرمانے کی بھرپور ایکٹنگ کرتی بیڈ پر بیٹھ گئیں۔

" خالہ ! بابا نے کہا ہے نمرہ اور نیہا کی رخصتی حویلی سے ہو۔"

" لیکن بیٹا! ہم کیوں کسی کا احسان لیں۔ہمارا اپنا گھر ہے تو۔"

خدیجہ بیگم نے کہا تو وہ مسکرا دی۔

" جب یہ سب لوگ حویلی میں اکٹھے ہیں تو بابا بہت خوش ہوتے ہیں۔اپنی بیٹیاں مانتے ہیں انہیں۔ اسی لئے تو رانیہ اور حور کی شادی بھی وہیں ہوئی تھی۔"نایاب نے کہا تو کشمکش میں پڑ گئی۔ نمیر عنادل کو لے کر وہاں آیا۔کچھ بات تو سن چکا تھا۔

" آپ کی بیٹی میری بہن بھی تو ہے کیا میرا فرض نہیں بنتا کہ اپنی بہن کو اپنے گھر سے رخصت کروں۔"

نمیر کی بات انہیں لاجواب کر گئی۔بے شک نمیر نے ایک بیٹے کی طرح ان کی خدمت کی تھی۔انہوں نے مسکرا کر ہاں کر دی۔نیہا اور نمرہ عنادل کو گود میں لے کر بزی ہو چکی تھیں۔

****

ایک مہینہ پلک جھپکتے ہی گزر گیا۔پوری حویلی کو سجایا گیا تھا۔سب لوگ حویلی پہنچ چکے تھے۔

بارات بڑی حویلی سے آنی تھی تو حمدان اور زوہان بڑی حویلی میں تھے جبکہ شہوار اور حمزہ خان حویلی میں تھے۔

نیہا اور نمرہ کو مایوں بیٹھا دیا گیا تھا۔حور نایاب کے بلانے پر کمرے سے باہر آئی تو سامنے سے آتے حمزہ کو دیکھ کر رکی۔

"کب سے ڈھونڈ رہا ہوں تمہیں کہاں تھی تم؟" حمزہ نے اس سے پوچھا۔

" وہ میں نمرہ اور نیہا کے پاس تھی۔آپ کو کوئی کام تھا؟"

سر جھکا کر وہ بولتی ہوئی حمزہ کو بہت پیاری لگی۔

" یہ امی نے دیئے ہیں(اس نے ہاتھوں کے گجرے اس کی جانب بڑھائے) یہ پہن لینا۔"

اس نے جی کہتے ہوئے لے لئے۔حمزہ نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے خود اسے پہنا دیئے۔

" امی نے یہ بھی کہا تھا خود پہنا دینا۔"حمزہ نے کہا تو وہ شرما دی۔

" آپ لوگوں کو کام کے لایا گیا ہے یہاں ،چلو لگ جاؤ کام پر سب۔"

نیہا نے کمرے کے دروازے پر کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو حمزہ جلدی سے وہاں سے چلا گیا۔حور نیہا کو ایک گھوری سے نواز کر نایاب کے پاس چلی آئی۔

"آپ کی بہن سچ میں پاگل ہے۔"

حور نے منہ بناتے ہوئے کہا تو نایاب ہنس دی۔

"

****

سبھی فنکشن خوش اسلوبی سے سر انجام پا گئے تھے۔نیہا اور نمرہ نے بامشکل اپنی زبان اور دلی خواہشات پر کنٹرول کیا تھا۔نایاب نے شکر ادا کیا تھا کہ دونوں آرام سے بیٹھی تھیں۔نکاح کا مرحلہ

آیا تو نمیر اور حامد ان دونوں کے پاس آئے۔اپنے بھائیوں کی موجودگی میں دونوں نے نکاح نامے پر دستخط کئے۔

رخصتی کے وقت دونوں باقیوں سے مل کر کم ایک دوسرے کے گلے لگ کر زیادہ روئی تھیں۔حمدان کی ماں تو بس حمدان کا منہ دیکھ رہی تھی کہ کیسے سنبھالے گا اسے۔تبھی خدیجہ بیگم ان کے پاس آئی۔

"بہن جی! بہت نازوں سے پالا ہے میں نے میری بچی کو(ان کی بات نمرہ رونا بھول کر انہیں دیکھنے لگی) اگر بچی سے کوئی غلطی ہوجائے تو معاف کر دیجئے گا مگر ساتھ دولگا بھی دیجئے گا تاکہ آئندہ نہ کرے۔"نمرہ کا منہ صدمے سے ہی کھل گیا۔حمدان نے اسے دیکھ کر بامشکل ہنسی روکی۔

"نہیں بہن جی! بیٹی بنا کر لے کر جارہی ہوں نمرہ کو بہت پیار سے رکھوں گی۔"

انہوں نے ان کا ہاتھ تھام کر تسلی دیتے ہوئے کہاتو وہ مسکرا دیں۔دونوں کو رخصت ہو کر فلحال بڑی حویلی جانا تھا۔کل ولیمے کے لیے وہ سب شہر جانے والے تھے۔رخصتی کے بعد سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے مہمان مہمان خانے میں۔رانیہ شہوار کے لیے چائے بنانے کچن میں آئی تو حور پہلے ہی وہاں کھڑی تھی۔

"چائے بنارہی ہو؟" حور کو چولہے پر پتیلی رکھتے دیکھ اسنے پوچھا۔

"ہاں! آپ پیئں گی؟" حور نے پوچھا۔

"نہیں!بس اپنے بھائی کے لیے بنادو۔"رانیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ ایک بات پوچھوں؟" حور نے کہا۔

"ہاں پوچھو۔"

"آپ کو مجھ نفرت نہیں ہوئی۔میں اس لڑکی کی بہن ہوں جس نے آپ کے ساتھ اتنا برا کیا۔"

حمزہ جو حور کے پیچھے کچن میں آیا تھا اس کی بات سن کر رکا۔دو سال سے وہ اسے سمجھا رہا تھا کہ رانیہ تم سے نفرت نہیں کرتی مگر رانیہ کا اس سے پرانی کوئی بات نہ کرنا اسے سکون نہیں لینے دے رہا تھا۔رانیہ چل کر اس کے پاس آئی۔

"تم میری بہن ہو تم سے نفرت کیسے ہوتی مجھے۔برا وقت بھول جانے کے لیے ہوتا ہے اسے یاد رکھنے سے تکلیف ہی ملتی ہے۔نگار کو میں نے معاف کردیا۔اب تم بھی اسے کو معاف کر دو۔"

حور رانیہ کے گلے لگ گئی۔رانیہ مسکرا دی۔رانیہ حمزہ کو کچن کے دروازے پر کھڑا دیکھ حور سے الگ ہوئی۔

"تمہارے شوہر کو شاید چائے کی طلب بہت زیادہ ہو رہی تھی دیکھو خوشبو سونگھتے چلے آئے۔رانیہ نے کہہ کر ایک کپ میں چائے ڈالی اور مسکراتی ہوئی کچن سے نکل آئی۔اس کے جانے کے بعد شہوار آگے بڑھا۔

"ہمم تو حور بیگم! اب خوش ہیں آپ؟"

اس کا اشارہ کچھ دیر پہلے والی بات پر تھا۔

"ہاں! چائے کپ میں ڈالتے ہوئے اس کی چہرے کی خوشی حمزہ کو مسکرانے پر مجبور کر دیا۔ایک ہاتھ سے چائے کا کپ پکڑتے ہوئے وہ اس کا ہاتھ تھام اپنے ساتھ گارڈن میں لے آیا۔

"جانتی ہو جب مجھے گولی لگی تھی تمہارا فکر مند ہونا مجھے تمہارے بارے میں سوچنے پر مجبور کر گیا۔پھر میرے بنا کہے تم میرا خیال رکھنے لگی تو مجھے اچھا لگنے لگا۔پھر تھنکس تو نیہا اس کی وجہ سے میں نے پورا ارادہ بنا لیا تمہیں اپنی پرمننٹ چائے والی بنانے کا۔"حمزہ نے کہا تو حور نے اس کے کندھے پر سر ٹکا لیا۔

"تم کچھ نہیں کہو گی؟" حمزہ نے پوچھا تو اس نے ناں میں سر ہلایا۔

"مجھے بس آپ کو سننا ہے۔"

حور کی بات پر وہ مسکرا دیا۔

****

"کیا کر رہی ہے بابا کی جان؟" بیڈ پر کھیلتی عنادل کو نمیر نے گود میں اٹھایا۔عنادل نے اس کی گود میں آتے ہی ہنسنا شروع کر دیا۔وہ چلنا سیکھ چکی تھی۔اس کی کوشش ہوتی تھی جہاں نمیر جائے وہ اس کے پیچھے ہو۔نایاب اسے دیکھ کر کہتی تھی یہ اپنی مما پر گئی کیونکہ نایاب کا بھی نمیر کے بنا دل نہ لگتا تھا۔

"آپ کی جان دن بدن شرارتی ہوتی جارہی ہے۔دیکھ لیں ایک بجنے والا ہے اور یہ سونے کا نام ہی نہیں لے رہی۔"نایاب نے اپنی جیولری اتارتے ہوئے کہا۔نمیر مسکرا دیا کیونکہ اس کی بیٹی اور سامنے کھڑی بیوی مسکرا رہی تھی۔

"یہاں آئیں آپ۔" نمیر نے اپنے ڈوپٹے کی پنوں سے تنگ آتی نایاب کو بلایا۔وہ اس کے پاس آکر بیٹھ گئی۔نمیرنے عنادل کو اس کی گود میں بیٹھا دیا اور اس کے ڈوپٹے کی پنز اتارنے لگا۔ساری پنز اتار کر اس نے عنادل کواس سے واپس لیا۔

" آپ کبھی انہیں اتار نہیں پاتیں نہ ؟" نمیرنے کہا۔

"کیونکہ آپ جو میری مدد کرتے ہیں اس لیے۔"وہ کہہ کر کپ بورڈ سے سادہ سوٹ نکالنے لگی۔نمیر عنادل کو کھلاتا نایاب کی پائل آواز سے اس کی حرکات کا جائزہ لیتا مسکرا رہا تھا۔

****

"السلام علیکم!" زوہان نے روم میں داخل ہو کر سامنے بیڈ پر گھونگھٹ ڈالے بیٹھی نیہا کو دیکھا۔آہستہ سے چلتا وہ اس پاس آیا اور اسکے سامنے بیٹھتے ہوئے سلام کیا۔نیہا نے آہستگی سے جواب دیا پھر اپنا ہتھلی اسکے آگے کی۔

"کیا ہوا؟" زوہان نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"میری منہ دیکھائی۔"نیہا نے کہا۔

"مگر چہرہ تو دیکھا ہی نہیں میں نے۔"

زوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"رخصتی کے وقت میرے کان میں کس نے بتایا تھا میرا کاجل پھیل رہا ہے؟"

نہیانے کڑے تیوروں کے ساتھ پوچھا۔

"اف!تم سے نہیں جیت سکتا میں۔"

زوہان نے اپنے کوٹ کی پاکٹ سے ایک رنگ کیس نکالا۔اور رنگ اس کی انگلی میں پہنائی۔

"کیسی لگی؟" زوہان نے پوچھا۔نیہا نے گھونگھٹ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"یہ بہت پیاری ہے۔"

نیہا نے تعریف کی۔

"ایک بات بتاؤ گی۔"زوہان نے کہا۔

"آپ پوچھ لیں میں تو دو باتیں بھی بتا سکتی ہوں۔"

سچ میں ماڈلنگ نہیں کرنا چاہتی۔؟" زوہان نے پوچھا۔

"مجھے نیند آرہی ہے۔"

منہ بنا کر کہتی وہ بیڈ کے ایک سائیڈ۔پر لیٹ گئی۔

"اچھا سوری! " زوہان نے کہا تواس نے مسکرا کر آنکھیں موند لیں۔

"کل ریسپشن میں آپ کو کیٹ واک کر کر دیکھا دوں گی ابھی سو جائیں۔"

نیہا نے ہنستے ہوئے کہاتووہ بھی ہنس دیا۔

****

"یار کیا ہے یہ؟ " پچھلے آدھے گھنٹے سے حمدان اس کے ڈوپٹے کی پنزاتارنے کے بعد اس کے جوڑے کی پنز اتارتا اکتا کر بولا۔

"آپ نے ہی بھیجی تھی وہ بیوٹیشن اب بھگتیں۔"نمرہ کہہ کر ریلکس ہو کر بیٹھ گئی۔

حمدان منہ بناتا پنز اتارنے لگا۔

"ایک آفیسر سے کیا کیا کروا رہی ہو۔"

حمدان نے بے بسی سے کہا۔نمرہ ہنس دی۔

"تھنک یو !مجھ سے شادی کرنے کے لیے۔"نمرہ نے سر جھکائے ہوئے کہا۔

"اس میں تھینک یو والی کیا بات ہے۔مجھے تم پسند آئی۔اچھی لگی تو فیصلہ کر لیاشادی کا۔"حمدان نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

"اماں نے کہا تھا کوئی پاگل ہی ہو گا جو تجھ سے شادی کرے گا۔"نمرہ کہہ کر ہنسنے لگی۔حمدان پہلے تو حیران ہوتا اسے دیکھتا رہا تھا پھر مسکرا دیا۔

" یعنی ! میں پاگل ہوں۔"حمدان نے کہا۔

" میں نے ایسا نہیں کہا ہاں اگر آپ کو لگتا ہے میری اماں کی بات صحیح ہے تو پھر ہو سکتا ہے۔"

نمرہ کی بات پر حمدان تاسف سے سر ہلا کر رہ گیا۔یہ لڑکی ! سچ میں اس کے لئے امتحان بننے والی تھی۔

****

سب ہی اپنی زندگی میں خوش تھے۔ نمیر اپنے چچا کو یاد کرتا تھا۔دلاور خان کی باتیں یاد کرتا کبھی اداس ہوتا تو عنادل کو دیکھ لیتا جسکا نام اسکے چاچو نے پسند کیا تھا۔وہ نمیر کی بیٹی کا نام عنادل رکھنا چاہتے تھےاور جب اللہ نے اسے رحمت دی تو اس نے اس کا نام عنادل رکھ دیا۔نایاب سے اس کی محبت میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔نایاب کی ہنسی میں ہی اس کی زندگی تھی اور ان کی بیٹی میں سب کی جان تھی۔

****

" رانیہ بھابھی!" ھادیہ غصے سے رانیہ کے پاس آئی۔

آج ولیمہ کا فنکشن تھا اور دونوں فنکشن ایک ہی ہال میں رکھے گئے تھے تو سب ہی وہاں موجود تھے۔

نیہا اور نمرہ تو ایک ساتھ بیٹھی شروع ہو چکی تھیں۔حمدان اور زوہان نے دونوں کو دیکھا اور پھر ایک دوسرے کو اور کندھے اچکا دیئے۔

رانیہ نایاب کے پاس کھڑی اس سے بات ک رہی تھی جب ھادیہ اس کے پاس آئی۔

" کیا ہوا ھادیہ؟" اسے غصے میں دیکھ کر رانیہ نے پوچھا۔

" یہ جو آپ کا بھائی ہے نہ یہ مجھے تنگ کر رہا ہے۔"اس نے منہ پھلا کر کہا تبھی خغر وہاں آیا۔

" آپی! میں نے اسے تنگ نہیں کیا بس یہ کہہ رہی تھی کہ یہ مجھ سے بڑی ہے تو میں نے -----"

آگے کی بات وہ بول ہی نہ پایا کیونکہ ھادیہ اپنی ہیل اس کے پاؤں پر رکھ چکی تھی۔

"آپی ! اس سے کہیں ،مجھ سے پنگے نہ لے ورنہ !" خضر نے کہا۔

" ورنہ کیا؟" ھادیہ نے کہا۔

" کچھ نہیں ! میں کیا کر سکتا ہوں سوائے برداشت کرنے کے۔"

سترہ سالہ خضر جو اپنی عمر سے بڑا دیکھائی دیتا تھا انیس سالہ ھادیہ کوتب سے تنگ کر رہا تھا جب سے رانیہ کی رخصتی میں اسے دیکھا تھا۔بقول اس کے اب وہ بڑا ہو رہا ہے تو اسے اپنا مستقبل کے بارے میں خود سوچنا ہے۔

" نمیر بھائی! " رانیہ سے مایوس ہوتی وہ نمیر کے پاس گئی تھی جو اپنی بیٹی کو لئے کھڑا تھا۔

خضر اسے نمیر کے پاس جاتا دیکھ ہی وہاں سے غائب ہو گیا۔رانیہ اور نایاب ہنس دیں۔

کچھ دیر بعد فیملی فوٹو شوٹ کے لئے وہ سب اسٹیج پر کھڑے تھے۔سب مسکرا رہے تھے اور ہر سو بس خوشیاں تھیں۔

****

ختم شد